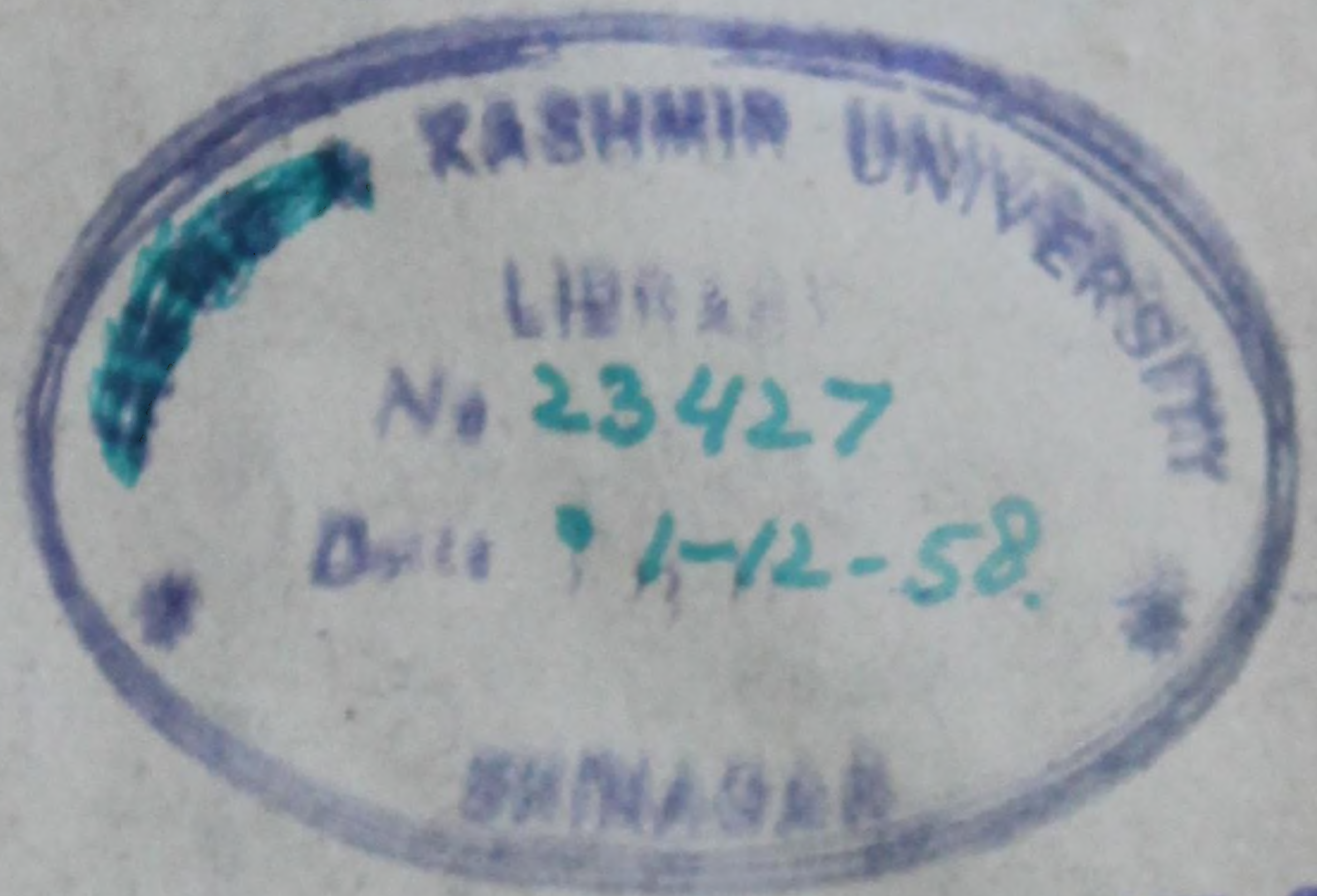
سائنسی ناول

اُفق کے اُس پار

خان محبوب طرزی



قیمت

مجلد تین روپے

ناشر

نسیم بک ڈپو لکھنؤ

ٹیلیفون نمبر ۴۵۵۹

ناشر:۔ عزیز الرحمٰن ۔ پرنٹر:۔ سرفراز پریس لکھنؤ

(۱)

تجرباتی پرواز

ہندستان کے مرکزی تحقیقی ادارے کا وسیع ہال سائنسدانوں محققوں اور انجینیروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور ہر شخص کی نگاہیں ڈائس پر لگی ہوئی تھیں اس ادارے کے ایک گمنام نوجوان سائنسداں ڈاکٹر مقصود نے چھ ماہ کی قلیل مدت میں شبانہ روز کے تجربات کے بعد چند دھاتوں کو ملاکر ایک ایسی دھات تیار کر لی تھی جو ایکھزار سنٹی گریڈ درجۂ حرارت پر بھی نہیں پگھل سکتی تھی۔ اس نے اس نئی دھات کا نام اپنے استاد ڈاکٹر سوہن لال دویدی کے نام پر سولادر رکھا تھا۔

مشرقی اور مغربی سائنسدانوں میں رفتار پرواز کے سلسلے میں دو سال سے مقابلہ ہو رہا تھا اور ایک جرمن سائنسداں ڈاکٹر ہردان ہنگ نے دو ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرنے والا ایک طیارہ ردھیلی کرن بنا کر ایکھزار نو سو میل فی گھنٹہ پرواز کرنے والے ہندستانی طیارے پنچھی کی پرواز کا ریکارڈ توڑ دیا تھا۔ ڈاکٹر ہردان ہنگ کے ریکارڈ قائم کرنے کے بعد سے ہندستانی۔ ایرانی۔ روسی۔ ترکی۔ فرانسیسی اور امریکی سائنسدانوں اور انجینیروں نے ردھیلی کرن سے زیادہ تیز رفتار طیارے تیار کئے لیکن ان میں سے بیشتر سطح ہی سے نہ اٹھ سکے چند فضا میں پہنچے لیکن تجرباتی پرواز شروع

کرنے سے قبل ہی مستقر پر واپس آ گئے۔

روسی اور امریکی طیاروں نے تجرباتی پرواز کی لیکن دو ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار تک پہنچنے سے قبل ان کے انجن پھٹ گئے اور وہ شہاب ثاقب کی طرح فضا میں سرخ اور نیلگوں لکیریں بناتے ہوئے زمین پر گر کر پاش پاش ہو گئے۔

ڈاکٹر ہروان ہنگ کے طیارے رو ہیلی کرن میں جو انجن لگایا گیا تھا وہ ایک ایسی دھات کا بنا ہوا تھا جو آٹھ سو درجہ سنٹی گریڈ پر بھی نہیں پگھل سکتی تھی۔ وہ دھات چند دھاتوں کو پگھلا کر تیار کی گئی تھی۔ لیکن یہ ایک راز تھا۔ جو ڈاکٹر ہروان ہنگ ہی کے سینہ میں محفوظ تھا۔ اس ریکارڈ کے قیام کے بعد دنیا کے مشہور ہوابازوں اور انجینئروں نے اپنی ایک کانفرنس میں متفقہ طور پر یہ اعلان کر دیا تھا کہ اس ریکارڈ کو صرف اسی وقت توڑا جا سکتا ہے جبکہ اس سے بہتر دھات سے طیارہ بنایا جائے۔

ہوابازوں اور انجینئروں کے متفقہ بیان کے بعد ہندستان کے مرکزی تحقیقی ادارے کے ایک نوجوان سائنسداں نے چھ ماہ قبل دھاتوں پر تجربہ شروع کر دیا تھا اور ایک ایسی دھات تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا جو ہزار درجہ سنٹی گریڈ پر بھی نہیں پگھل سکتی تھی۔ اس کو پرواز سے بھی دلچسپی تھی اس نے روہیلی کرن کا ریکارڈ توڑنے کا تہیہ کر لیا تھا اور آج اس کی نئی دھات فولاد سے تیار کیا ہوا ہندستان طیارہ ساز فیکٹری کا جدید ترین طیارہ شہاب ثاقب تجرباتی پرواز کے لئے صفدر جنگ کے ہوائی اڈے پر پہنچ چکا تھا۔

ادارے کی طرف سے دنیا کے مشہور سائنسدانوں۔ انجینئروں اور ماہرین

پرواز کو اس تجربہ کے مشاہدہ کیلئے مدعو کیا گیا تھا اور آج وہ دھات پہلی بار طیارہ ساز فیکٹری کے علاوہ دیگر سائنسدانوں اور انجینئروں کو دکھائی جانے والی تھی۔ ہال میں ہزاروں افراد کی موجودگی کے باوجود ہر طرف سناٹا چھایا ہوا تھا اور ہر شخص اپنی جگہ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ ادارے کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ٹھیک آٹھ بجے ڈاکٹر مقصود کو ڈائس پر آ کر اپنی تیار کی ہوئی اس دھات کے متعلق ایک مختصر تقریر کرنا تھی اور دو گھنٹہ بعد تجرباتی پرواز شروع ہونے والی تھی۔

آٹھ بجنے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے تھے۔ ڈائس کے برابر والے کمرہ میں نوجوان سائنسداں ڈاکٹر مقصود ادارے کے مہتمم ڈاکٹر آر سی بوس اور ان کے چند مددگاروں کے سامنے نئی دھات سولاد کا ایک چمکیلا ٹکڑا ہاتھ میں لئے کھڑا ہوا ان سے باتیں کر رہا تھا۔ ڈاکٹر بوس نے کہا۔

"زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ صرف چند الفاظ میں دھات کی خصوصیات سمجھا دینا اور بس ـــــ"

ایک دوسرے سائنسداں ڈاکٹر بھر دواج نے کہا۔

"ــــ اور اس گیس کے متعلق جو انجن کے لئے برقی طاقت پیدا کریگا؟"

"یہ باتیں صیغۂ راز میں رہیں گی ــــ" ڈاکٹر مقصود نے دھات کا ٹکڑا اچھالتے ہوئے جواب دیا۔

"قطعی صیغۂ راز میں رہیں گی ــــ" ڈاکٹر بوس نے ہونہار نوجوان کی تائید کی۔

"چلو ——" انھوں نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ "صرف تیس سکنڈ باقی رہ گئے ہیں ——"

ڈاکٹر سجر دواج نے بغلی دروازہ کھولا اور وہ سب ڈائس پر پہنچ گئے ڈاکٹر مقصود کے ڈائس پر پہنچتے ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا اور سب کی نگاہیں اس بلند قامت اور خوش رو ستائیس سالہ نوجوان پر جم گئیں۔ دنیا کے مشہور سائنسداں اور یگانہ روزگار انجینیر اس کو دیکھنے آئے تھے۔ اس احساس سے اس کے چہرے کا کندنی رنگ اور بھی دمک اٹھا تھا۔ اس نے ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی ڈاکٹر بوس سے کچھ کہا اور انھوں نے مائیکروفون کے قریب کھڑے ہو کر حاضرین سے اس کا تعارف کرایا۔ ان کے خاموش ہوتے ہی تالیاں بجیں لیکن فوراً ہی ہال میں خاموشی طاری ہو گئی۔ ڈاکٹر مقصود نے مائیکروفون کے سامنے کھڑے ہو کر چند رسمی جملوں کے بعد اپنی تیار کی ہوئی دھات کی خصوصیات پر بیس منٹ تقریر کی۔ حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے خم ہو کر سلام کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

ڈاکٹر بوس ایک بار پھر مائیکروفون کے پاس آئے اور تجرباتی پرواز کے متعلق چند ضروری باتیں سمجھائیں اور دس منٹ بعد خوبصورت اور سبک رفتار کاروں کا قافلہ مرکزی تحقیقی ادارے کی عمارت سے صفدر جنگ کے ہوائی اڈے کی طرف روانہ ہوا۔

ہوائی اڈے کے چاروں طرف میلوں تک پولیس کا پہرہ تھا۔ اور

شہر سے اڈے تک جانے والی سڑک کے دونوں طرف لاکھوں شہری اس ہونہار سائنسدان کو دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر مقصود ایک کھلی ہوئی کار میں ڈاکٹر بوس اور ان کے مددگار ڈاکٹر بجرد واج کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اس کی کار کی رفتار سست تھی اور عوام اس پر پھولوں کی بارش کر رہے تھے۔

ڈاکٹر مقصود کی کار جس وقت ہوائی اڈے پر پہنچی عمارت کے سامنے میدان میں ایک لاکھ سے زیادہ کا ہجوم ہو چکا تھا۔ وہ کار سے اتر کر عمارت کے ایک کمرے میں پہنچا۔ ہوابازوں کا لباس پہنا اور دریچے سے اس چھوٹے طیارے کی طرف دیکھا جس پر جلی حروف میں سرخ رنگ سے شہاب ثاقب لکھا ہوا تھا۔ طیارہ عمارت سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہوا تھا اور ہوائی اڈے کے انجینیر اور ہوابازی کے ماہر اطمینان کے لئے اس کے ایک ایک پرزے کو دیکھ رہے تھے۔

ڈاکٹر بوس نے اس کو گلے سے لگا کر اس کی پشت تھپتھپائی اور مسکرا کر کہا۔

"مقصود جاؤ — خدا تمہاری مدد کرے اور تم رفتار پرواز کا ایک نیا ریکارڈ قائم کر دو۔"

اس نے ڈاکٹر بوس اور اپنے دیگر ساتھیوں سے مصافحہ کیا اور ہوائی اڈے کے دو افسروں کے ساتھ عمارت سے نکل کر طیارہ کی طرف چلا۔ اخباری فوٹوگرافروں اور فلمسازوں کے کیمرے اپنا کام کرنے لگے۔ ہر طرف تالیاں بجنے

لگیں اور فضا میں اُڑتے ہوئے ایک طیارے نے غوطہ لگا کر اس پر پھول پھینکے۔

ڈاکٹر مقصود نے طیارے کے پاس پہنچ کر انجینیروں اور ہوابازوں کے ماہرین سے گفتگو کی۔ ہوائی اڈے کے ایک افسر نے گھڑی دیکھ کر اس سے کچھ کہا اور وہ جستے کی چھوٹی سیڑھی کی مدد سے طیارے پر پہنچ کر اپنی نشست پر بیٹھ گیا اور مجمع کی طرف دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ ہر طرف ابھی تک تالیاں بج رہی تھیں۔ عمارت کے قریب بنے ہوئے فولادی شہتیروں کے ایک مینار کی چوٹی پر چار ماہرین دوربینیں لئے ہوئے کھڑے تھے۔

ڈاکٹر مقصود نے اس بلند مینار کی طرف دیکھا اور ایک مشاہد نے ہاتھ ہلایا۔ ڈاکٹر مقصود نے مسکرا کر اسٹیرنگ پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے ہوائی اڈے کے ایک افسر نے شیشے سے مشابہ پلاسٹک کا ایک ہڈ کھینچ کر طیارے کے بازوؤں کو دیکھا اور نیچے اُتر آیا۔ مقصود نے ہڈ کے اندر سے مسکرا کر ایک بار پھر سب کو دیکھا۔ ایک انجینیر نے اس کے طیارے کے پنکھے کو حرکت دی۔ مقصود نے دو چار دستوں کو گھمایا اور آخری بار سب پر الوداعی نظریں ڈال کر بریک کا لیور دبایا۔ جہاز ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ دوڑا اور کچھ دور چلنے کے بعد سطح سے بلند ہونے لگا۔

شہاب ثاقب نئے قسم کا طیارہ تھا اس کا انجن بہت مضبوط اور طاقتور تھا اس لئے مقصود تین منٹ کے قلیل وقفے میں بہت بلندی پر پہنچ گیا۔ ہوائی اڈے پر میدان میں کھڑے ہوئے لوگ دوربینوں سے اس کو دیکھ رہے تھے

مینار پر کھڑے ہوئے مشاہدین کی دوربینیں بھی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور شہاب ثاقب لحظہ بلحظہ بلند ہوتا جا رہا تھا۔ مقصود نے ہوائی اڈے کی طرف دیکھ کر طیارے کا رخ بدلا اور وہ میدان پر چکر کاٹنے لگا۔

شہاب ثاقب کی رفتار پرواز ابھی تک عام طیاروں جیسی تھی۔ مقصود نے رفتار بتانے والی سوئی کی طرف دیکھ کر بتدریج رفتار بڑھائی اور سوئی بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے لگی۔ آٹھ سو ــــ ایک ہزار ــــ تیرہ سو پچاس ــــ پندرہ سو ــــ اٹھارہ سو ــــ دو ہزار ایک سو ــــ

وہ تیرہ ہزار فیٹ کی بلندی پر بائیس میل کے دائرے میں چکر کاٹ رہا تھا اس نے ہوائی اڈے کی طرف دیکھا۔ اس کو سطح زمین کی ہر چیز چکر کاٹتی ہوئی نظر آئی۔ اس نے سنبھل کر ایک دستہ نیچے کی طرف دبایا اور شہاب ثاقب تیر کی طرح زمین کی طرف چلا۔ ہر چیز لحظہ بلحظہ بڑی ہونے لگی۔ گیارہ ہزار فیٹ نیچے اتر کر اس نے پھر طیارے کا رخ بدلا اور ایک شکاری عقاب کی طرح ہوائی اڈے کی عمارت کے اوپر سے جھپٹتا ہوا نکل گیا۔

کچھ دور پہنچ کر اسی رفتار سے اس نے کئی میل کا چکر کاٹ کر پھر رخ بدلا اور ایک بار پھر ہجوم کی نگاہوں کے سامنے فضا میں سنسناتے ہوئے تیر کی طرح نکل گیا۔ مینار پر کھڑے ہوئے مشاہدین مائیکروفون سے رفتار پرواز کا اعلان کر رہے تھے اور تماشائی جا بجا لگے ہوئے لاوڈ اسپیکروں کے سامنے کھڑے ہوئے تالیاں بجا رہے تھے۔ ڈاکٹر مقصود نے دو ہزار ایک سو میل فی گھنٹہ کی رفتار پرواز کا ایک نیا ریکارڈ قائم کر دیا تھا۔

سات ہزار فیٹ کی بلندی پر پہنچکر اس نے رفتار کم کرنے کے لئے ایک دستے پر ہاتھ رکھ کر اس کو دبایا اور ہوائی اڈے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہونے لگا اور چند سکنڈ بعد کرۂ ارض اس کو ہوا میں اڑتے ہوئے کرکٹ کے گیند کی طرح دور جاتا ہوا نظر آیا۔ اسنے گھبرا کر دوسرا سوئچ دبایا اور رفتار بتانے والی سوئی کی طرف دیکھا۔ دو ہزار چھ سو کے ہندسے پر پہنچ چکی تھی اور چیونٹی کی رفتار سے آگے بڑھتی جارہی تھی۔ اس نے ایک سوئچ دبایا۔ اس کو اٹھایا اور پھر دبایا لیکن ایندھن بنانے والی گھڑی کی سوئی اپنی جگہ جمی رہی۔

وہ ایندھن بند کر چکا تھا لیکن اس کے باوجود انجن اپنا کام کر رہا تھا اور رفتار بتانے والی سوئی رینگتی ہوئی تین ہزار کے ہندسوں تک پہنچ چکی تھی۔ اسنے زمین کی طرف دیکھا اور اسکی عجیب حالت ہوگئی کرہ ارض کی سطح کے نقوش دھندلے پڑتے جارہے تھے اور وہ بتدریج دور ہوتا جارہا تھا۔ اس نے اسٹرنیگ کو گھمانے کا ارادہ کیا لیکن ملبیارے کا رخ خود بخود بدل گیا اور اس کو ایسا معلوم ہوا گویا کرۂ ارض توپ کے ایک دہکتے ہوئے گولے کی طرح اس کی طرف آرہا ہے۔

ابھی وہ سطح کی طرف دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ ہوائی اڈا نظر آیا۔ کچھ روشن چیزیں تھرتھراتی ہوئی جھائیوں کی طرح نظر آئیں اور غائب ہوگئیں اور سطح زمین پر سبز سرخ اور کشمشی رنگ کی دھاریاں ناچتی اور بل کھاتی ہوئی نظر آئیں اور فضائے بسیط میں کرہ ارض پھر فٹ بال کی طرح دور جاتا

ہوا نظر آیا اور ایک ثانیہ بعد اس کا طیارہ پھر غوطہ مار کر سطح زمین پر آیا میدان میں کھڑے ہوئے مجمع کو ایسا محسوس ہوا کہ طیارہ زمین سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا عورتوں کے منہ سے چیخیں نکل گئیں اور مردوں نے آنکھیں بند کر لیں لیکن طیارہ زمین کو چھوتا ہوا اٹھا اور نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

لوگ ایک دوسرے کو چیخ چیخ کر آوازیں دینے لگے۔ ہوائی اڈے کے افسر ادھر اُدھر دوڑنے لگے اور مشاہدین دوربینوں کی مدد سے آسمان پر طیارے کو تلاش کرنے لگے۔ دو منٹ بعد نیلگوں آسمان پر ایک سفید نقطہ نظر آیا اور طیارہ زمین کی طرف غوطہ مارتا ہوا دکھائی دیا لوگ بھی حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگے لیکن اس مرتبہ اس کی رفتار عام طیاروں کی طرح تھی۔ ہوائی اڈے کا ایک چکر لگانے کے بعد طیارہ بتدریج نیچے اُترا اور زمین سے پہیے مس ہوتے ہی وہ ایک تیز رفتار کار کی طرح دوڑتا ہوا عمارت کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گیا۔

ہوائی اڈے کے منتظمین اور سائنسدان دوڑ کر طیارے کے پاس پہنچ گئے۔ ایک انجینیر نے طیارے کے پاس سیڑھی لگا دی دوسرے انجینیر نے چڑھ کر ہڈ کھینچا اور ڈاکٹر مقصود اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے کسی طاقتور اسپرنگ نے اس کو اوپر اُچھال دیا ہے۔ وہ بہت گھبرایا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سُرخ ہو رہا تھا۔ انجینیروں نے اس کی بغل میں ہاتھ دیکر اسکو نیچے اتارا اور ڈاکٹر بوس نے بڑھ کر اسکو اپنے بازوؤں میں لے لیا۔

مجمع ڈاکٹر مقصود زندہ باد کے نعرے لگا رہا تھا۔

"تم کانپ کیوں رہے ہو مقصود —؟" ڈاکٹر بوس نے مقصود کو عمارت کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

ڈاکٹر بوس اس کو سہارا دیئے ہوئے تھے اور آٹھ دس سائنسداں اور اڈے کے ذمہ دار اس کے ساتھ چل رہے تھے۔

"مجھے ایک گلاس میٹھے سنگترے کا رس پلا دیجئے۔ حلق سوکھا جا رہا ہے اور بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں۔"

لوگ اس کو دیکھنے کے لئے فولادی کٹہرے پر ٹوٹے پڑ رہے تھے اور پولیس کے آدمی مجمع کو قابو میں رکھنے کے لئے چاروں طرف دوڑ رہے تھے۔ ڈاکٹر مقصود ڈاکٹر بوس کے ساتھ عمارت میں داخل ہوا۔ انھوں نے ایک کمرے میں پہنچ کر اس کو ہوابازی کا لباس اتارنے میں مدد دی۔ ڈاکٹر سر دواج نے ایک بوائے کو سنگترے کا رس لانے کا آڈر دیا۔ اور وہ سب ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔

ہوائی اڈے کے ایک افسر نے کہا۔

"ہندستانی شعبہ پرواز کے ڈائرکٹر جنرل مسٹر اقبال نرائن ترلشی آ رہے ہیں۔"

اسکا جملہ ختم ہوتے ہی ایک خوش پوش معمر شخص کمرے کے دروازے پر نظر آیا اور اسے دیکھتے ہی سب کھڑے ہو گئے۔

"شاباش ڈاکٹر مقصود!۔" مسٹر ترلشی نے دور ہی سے پرجوش لہجہ میں کہا اور لمبے لمبے قدم رکھتے ہوئے مقصود کے پاس پہنچ کر اس کا

اس نے اس پاس

ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ "واقعی آپ نے آج کمال کر دیا۔"

"رفتار پرواز کے متعلق آپکا کیا خیال ہے۔؟" ڈاکٹر بوس نے مسٹر زنشی سے دریافت کیا۔

"ابھی تک مشاہدین نہیں آئے ہیں۔" مسٹر زنشی نے کہا: "اس لئے میں وثوق کے ساتھ کچھ بھی نہیں بتا سکتا لیکن رفتار پرواز غیر معمولی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ مقصود صاحب نے صرف سابقہ ریکارڈ ہی نہیں توڑ دیا ہے بلکہ ایک ایسا ریکارڈ قائم کر دیا ہے جو عرصہ تک نہ توڑا جا سکے گا۔"

ہوائی اڈے کے افسروں نے مسٹر زنشی ڈاکٹر مقصود ڈاکٹر بوس اور دیگر سائنسدانوں اور اعلیٰ عہدیداروں کو دائرے میں بچھے ہوئے صوفوں پر بٹھایا اور وہ سب آپس میں باتیں کرنے لگے۔ خدمتگار بڑے بڑے طباقوں میں سنگترے کے رس سے بھرے ہوئے گلاس لے آئے۔ ڈاکٹر بوس نے ایک گلاس اٹھا کر مقصود کو دیا اور اس نے ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر کے واپس کر دیا۔

"اور ۔۔" انہوں نے دریافت کیا۔

"ہاں ۔۔ گرمی کی شدت سے سینہ پھنکا جا رہا ہے۔" مقصود نے جواب دیا۔

اس نے دوسرا گلاس پیا اور صوفے کے پیچھے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ مسٹر زنشی نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک معمر شخص سے کہا۔

"ڈاکٹر جاوید! ذرا آپ ان کو دیکھئے۔"

ڈاکٹر جاوید نے اٹھ کر مقصود کی نبض دیکھی۔ آلہ سے دل کی حرکت کا اندازہ لگایا اور آلہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

"بظاہر کوئی خاص بات نہیں ہے۔ اس غیر معمولی رفتار کا اعصاب پر کچھ اثر پڑا ہے۔"

"جی ہاں۔" ڈاکٹر مقصود نے کہا۔ "میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

ایک بغلی دروازے سے کچھ لوگ کمرے میں داخل ہوئے اور بیشتر افراد انکی طرف دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر زتشی ان کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے اور فوراً پوچھا۔

"کہئے۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے۔"

"تین ہزار میل فی گھنٹہ۔" ان میں سے ایک نے کہا۔ "ہم اس سے زیادہ اندازہ نہیں لگا سکے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" مسٹر زتشی نے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ ہمارا آلہ اس سے زیادہ ریکارڈ نہیں کر سکا۔" ایک مشاہد نے ان کو تفصیل کے ساتھ سمجھاتے ہوئے کہا۔ "پہلی بار جب طیارہ ہمارے آلہ کی زد میں آیا اسوقت اس کی رفتار پہ دو ہزار ایک سو پانچ میل فی گھنٹہ تھی دوسری بار وہ صرف ایک سکنڈ کے لئے آلہ کی لہروں کی زد میں آیا اور سوئی تین ہزار کے ہندسے پر ایک جھٹکے کے ساتھ پہنچکر پھر صفر پہ آ گئی اور آخری بار جب طیارہ زمین کو چھوتا ہوا نظروں سے اوجھل ہو گیا تو سوئی نے پھر جھٹکے کے ساتھ حرکت کی اور ہم صحیح طور پر نہیں بتا سکتے کہ کس ہندسہ تک پہنچکر صفر پہ آئی۔"

"آپ حضرات تشریف رکھیں۔

ہوائی اڈے کے ایک ذمہ دار افسر نے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا
وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ مسٹر زنشی نے اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"عجیب معمّہ ہے۔" پھر مقصود سے دریافت کیا۔ "آپ کا کیا خیال ہے ڈاکٹر مقصود۔"

مقصود کی حالت بہتر ہو چکی تھی۔ اس نے جیب سے رومال نکال کر اپنے چہرے کا پسینہ خشک کیا اور مسٹر زنشی کی طرف دیکھ کر کہا۔
"تین ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار پرواز تک تو میں دیکھ سکا اس کے بعد مجھے اس طرف دیکھنے کا موقعہ نہ ملا۔"

ایک مشاہد نے کہا: "آپ کا طیارہ آواز کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پرواز کر رہا تھا۔ دنیا میں آج تک کسی طیارے نے اس رفتار سے پرواز نہیں کی ہے۔ اگر اس کا انجن معمولی دھات کا ہوتا تو پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔"

چند دیگر انجینیروں نے اس کی تائید کی۔ مسٹر زنشی سے کہا۔
"اس طیارے کو کسی محفوظ شیڈ میں مقفل کر دیا جائے۔"
ڈاکٹر بوس نے مقصود کو اٹھایا اور وہ سب کھڑے ہو گئے۔ ہوائی اڈے کے ایک افسر نے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود امید ان میں ایک لاکھ سے زیادہ آدمی آپ کو دیکھنے کیلئے کھڑے ہیں کیا آپ پانچ منٹ کے لئے عمارت کی بالائی منزل پر چل سکتے ہیں۔؟"
"کیا مضائقہ ہے۔"

مقصود کے بجائے ڈاکٹر بھردواج نے کہا اور ڈاکٹر بوس مقصود اور مسٹر
زنشی کمرے سے نکل کر ایک لفٹ کے ذریعہ ہوائی اڈے کی پانچویں منزل پر
پہنچ گئے۔ میدان میں بہت دور تک انسانوں کے سر ہی سر نظر آ رہے تھے۔
مقصود نے ایک بالکنی میں مائیکروفون کے سامنے کھڑے ہو کر ان کا شکریہ
ادا کیا اور وہ لوگ ایک کمرے میں آ گئے۔

ڈاکٹر بوس نے کہا۔ "ابھی دو تین گھنٹے تک راستہ نہ صاف ہو سکے گا۔"

"۔ لیکن ہم کو دو بجے کانفرنس میں شریک ہونا ہے۔"

مسٹر زنشی نے کہا۔ "آپ لوگ دوسرے راستے سے چلے جائیں۔"

"لیکن ہم اپنی کاروں تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔" مقصود نے کہا۔
"لوگ مجھے دیکھتے ہی ٹوٹ پڑیں گے اور میں اس عزت افزائی کا شکار
ہو جاؤں گا۔"

وہ ہنسنے لگا۔ ڈاکٹر بوس اور مسٹر زنشی بھی مسکرا دیئے۔ وہ لفٹ کی
طرف چلے ہی تھے کہ ڈاکٹر بھردواج نے آ کر کہا۔

"ہماری کاریں عمارت کے سامنے آ گئی ہیں۔ جلد چلیئے ورنہ وہ راستہ بھی
مسدود ہو جائے گا۔ لوگ اِدھر اُدھر پھیل رہے ہیں۔"

ڈاکٹر بوس اور مقصود مسٹر زنشی اور ڈاکٹر بھردواج کے ساتھ لفٹ کے
ذریعہ نیچے پہنچ گئے۔

(۲)

ایک نئے تجربہ کی تیاری

ڈاکٹر مقصود اپنے محل میں ایک آرام کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا کسی اہم پہلو پر غور کر رہا تھا۔ اس سے کچھ فاصلہ پر اس کا ایک مددگار پریم چند سنہا چیڑ کے ایک صندوق سے کسی مشین کے پرزے نکال رہا تھا۔ اس کے قریب ہی ڈاکٹر مقصود کا رفیق کار ڈاکٹر اسد ایک میز کے پاس کھڑا شیشے کی نلکیوں کے قریب رکھی ہوئی ایک بہت بڑی خوردبین سے کسی چیز کو دیکھ رہا تھا۔

محل کے ایک گوشے سے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور بیک وقت تینوں نے چونک کر اس طرف دیکھا۔

"کون ہو سکتا ہے اس وقت ___؟" مقصود نے کسی کو مخاطب کئے بغیر کہا۔

ڈاکٹر اسد جلد جلد قدم اٹھاتا ہوا ایک گوشے میں پہونچا اور ٹیلیفون اٹھا کر کسی سے باتیں کرنے لگا۔ پریم چند سنہا اپنے کام میں مصروف ہو گیا اور مقصود انگڑائی لے کر اٹھا۔ ڈاکٹر اسد نے واپس آ کر کہا۔

"ڈاکٹر بوس کا ٹیلیفون تھا۔ مسٹر زنشی نے ان سے استدعا کی ہے کہ ایک بار پھر پرواز کا تجربہ کیا جائے ___"

"انھوں نے کیا جواب دیا۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"انھوں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا ہے۔ وہ آج شام کو یہاں آئینگے۔"

"۔ اسد !" مقصود نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر دوستانہ لہجہ میں کہا
"اس تجربہ نے میرا سکون غارت کر دیا ہے اور میں شب و روز سوچتا رہتا
ہوں کہ اس کی رفتار اس قدر تیز کیوں ہو گئی تھی ۔"

ہو سکتا ہے کہ غیر ارادی طور پر تم اس کی رفتار پرواز تیز کرتے چلے گئے
ہو ۔" اسد نے اپنا خیال ظاہر کیا۔" ۔۔۔ یا پھر ایندھن پہنچانے والی نالی
نے انجن میں ضرورت سے زیادہ ایندھن پہنچا دیا ہو ۔۔۔"

"نہیں ۔۔ " مقصود نے کہا۔" مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے سوئچ
دبا کر ایندھن بند کر دیا تھا۔ اس کے بعد طیارے کی رفتار پرواز تیز ہوئی ہے۔"

" ایندھن بند کر دینے کے بعد انجن کیسے چل سکتا ہے۔؟" اسد نے سوال کیا۔

" یہی بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آ رہی ہے ۔" مقصود نے کہا۔" دوسری
قابل غور بات یہ ہے کہ اسٹرینگ خود بخود کام کر رہا تھا۔ نہ تو میں اس کو
اس قدر بلندی پر لے گیا اور نہ غوطہ مار کر ہوائی اڈے پہ آیا۔ اس وقت
طیارے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ مجھ کو کچھ نظر ہی نہیں آ رہا تھا۔ مجھے صرف
اس قدر یاد ہے کہ آخری بار طیارہ جب سطح کے قریب آیا ہے تو مجھ کو روشن
چھائیوں کی شکل میں کچھ نظر آیا اس کے بعد بے شمار سرخ سبز اور بھورے خطوط
ناچتے اچھلتے اور آپس میں خلط ملط ہوتے ہوئے نظر آئے اور ۔۔۔۔۔ اور
اسد میں کچھ نہیں بتا سکتا کہ وہ سب کیا تھا ۔۔ اُف اس خیال ہی سے میرے
رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ۔۔۔۔ میرا خیال ہے کہ میں آن واحد میں زمین
سے میلوں بلندی پر پہنچ گیا تھا ۔۔"

"واقعی یہ ایک عجیب بات ہے۔" اسد نے جیب سے سگریٹ کیس نکالتے ہوئے کہا۔ "لیکن سوال یہ ہے کہ اس معمہ کو حل کیسے کیا جائے۔؟"

اسد نے سگریٹ کیس کھول کر اس کی طرف بڑھایا۔ مقصود نے ایک سگریٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو میں اسے حل کرنے سے قاصر ہوں۔ اس وقت کوئی غیبی طاقت غبارے کو اپنے اشاروں پر چلا رہی تھی۔"

"میرے خیال میں تم ایک بار پھر تجربہ کرو۔" ڈاکٹر اسد نے سگریٹ لائٹر جلا کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مقصود نے سگریٹ سلگا کر ایک کش لیا اور آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "فی الحال میں بالکل مجبور ہوں۔ اگر میں اس گتھی کو سلجھانے میں پڑ گیا تو میلی وژن کا کام ادھورا رہ جائے گا۔"

ڈاکٹر اسد ٹہلتا ہوا لکھنے کی میز کے پاس پہنچا اور ٹھہر کر کاغذات کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تہنیتی تاروں اور خطوط کا سلسلہ اور زیادہ پریشان کئے ہوئے ہے۔" مقصود نے سگریٹ کا کش لیکر کہا۔

"کل اخبارات میں میری طرف سے ایک بیان شائع کرا دو کہ میری اس کامیابی کے سلسلہ میں جن حضرات نے مجھے تہنیتی تار اور خطوط روانہ کئے ہیں ان کا دنیز جنہوں نے نہیں روانہ کئے ہیں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

پریم کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"برخوردار بلسو نہیں ۔۔۔" اسد نے سگریٹ کا گل جھاڑتے ہوئے کہا
"ٹیلی ویژن کی پرزوں کی یکجائی بہار درد دو گے ۔"

مقصود نے کرسی پر اور زیادہ آرام سے پیر پھیلاتے ہوئے کہا۔
"یہ ٹیلی وژن ایران کے ایک سائنسدان نے تیار کیا ہے وہ تبریز کا
رہنے والا ہے اور تاشقند کے سائنسی ادارے میں تیس سال تک تجربات
کر چکا ہے ۔"

"اگر واقعی یہ مکمل ہے تو تم اس میں کیا اضافہ کرو گے ۔" ڈاکٹر اسد
نے دریافت کیا۔

ڈاکٹر مقصود نے کہا "تم کو یاد ہو گا کہ تین چار ماہ قبل میں نے چار والو
تیار کئے تھے۔ اگر ان کے تاروں نے برقی طاقت کو جیسے میں استعمال کرنا چاہتا
ہوں جذب کر لیا تو ہم اپنے تجربے میں کامیاب ہو جائیں گے ۔"
مقصود سگریٹ کے کش لینے لگا۔ ڈاکٹر اسد ایک گوشے میں پڑی ہوئی
میز کے قریب بیٹھ گیا اور چند پرزوں کو دیکھنے لگا۔ شام کو ڈاکٹر بوس آئے
اور بہت دیر تک تجرباتی پرواز کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ مقصود
نے بہت انکار کیا لیکن انہوں نے اس کو راضی کر لیا اور تیسرے دن صبح آٹھ بجے
مسٹر زلشی طیارہ ساز فیکٹری کے چند مشہور انجینیر سائنسدان اور ہوائی
اڈے کے اعلیٰ افسر ہوائی اڈے پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر مقصود ڈاکٹر
بوس اور اپنے مددگاروں کے ساتھ سوا آٹھ بجے ہوائی اڈے کی عمارت
میں داخل ہوا۔ اس کا طیارہ شیڈ سے نکال کر میدان میں کھڑا کر دیا گیا تھا

اور چند انجنیئر اور مستری ایک پرزے کو ٹھونک اور بجا کر دیکھ رہے تھے۔

مسٹر زنشی نے دروازے پر مقصود اور اس کے ساتھیوں کا خیر مقدم کیا اور سب کو لے جا کر کمرے میں بٹھایا۔ ہوائی اڈے کے ایک انجنیئر نے کمرے میں آ کر کہا۔

"طیارہ تیار ہے۔"

ڈاکٹر مقصود نے سوٹ پہنا اور سب کے ساتھ باہر آیا۔ ایک مستری نے سیڑھی لگائی اور وہ طیارے پر چڑھ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ ایک انجنیئر نے ہڈ کھینچا۔ دوسرے نے پنکھے کو حرکت دی۔ مقصود نے سب کو سلام کیا اور طیارہ کچھ دور تک زمین پر دوڑ کر فضا میں بلند ہوا۔ مقصود نے فوراً رفتار پرواز تیز کر دی اور پہلے ہی چکر میں وہ گیارہ ہزار فیٹ کی بلندی پر پہنچ گیا۔

شاہدین فولادی مینار پر کھڑے ہوئے دوربینوں سے طیارے کو دیکھ رہے تھے۔ وہ غوطہ لگا کر چھ ہزار فیٹ نیچے آ گیا اور دو ہزار ایک سو پچاس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کرتا ہوا ہوائی اڈے کی عمارت کے اوپر سے گزر گیا۔ ڈاکٹر بوس اسد پریم چند سنہا اور زنشی تالیاں بجانے لگے۔

مقصود نے رفتار پر قابو پا کر طیارے کا رخ بدلا اور وہ بیس میل کے دائرے میں چکر کاٹتا ہوا ہوائی اڈے کے میدان میں اترا اور دوڑتا ہوا عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ سب دوڑ کر طیارے کے پاس پہنچ گئے۔ ایک انجنیئر نے سیڑھی لگائی اور چڑھ کر ہڈ کھولا مقصود ہوا بازی کا کنٹوپ اتارتا ہوا نیچے اترا آیا۔ وہ بہت ہشاش بشاش تھا اور مسکرا رہا تھا۔ مسٹر زنشی نے بڑھ کر

اس سے مصافحہ کیا۔ ڈاکٹر بوس اس کی پشت تھپتھپانے لگے۔ اسد اور دیگر سائنسدان اور انجینیر بھی اس کے گرد جمع ہو گئے۔ مسٹر زنشی نے کہا۔

"مجھے خوف تھا کہ کہیں اس رنر کی طرح آپ آج پھر یہ رفتار غیر معمولی تیز کر دیں۔"

مقصود نے کہا۔ "میرے خیال میں فی الحال دو ہزار ایک سو پچاس کا ریکارڈ بھی کم نہیں ہے۔"

"یہ دنیا کا ریکارڈ ہے ___" ڈاکٹر بوس نے کہا۔ "دیگر ممالک میں اس پر تبصرے شروع ہو چکے ہیں۔"

وہ سب ٹہلتے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ مقصود نے طیارچیوں کا لباس اتارا اور ڈاکٹر بوس کے ساتھ ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ مسٹر زنشی کے آرڈر پر سب کے لیے سنگترے کے رس کے گلاس آئے۔ اسی وقفہ میں مشاہدین بھی آگئے۔ مسٹر زنشی نے ان کو دیکھتے ہی مسکرا کر پوچھا۔

"کہیے ___ آج تو آپ لوگوں کی مشین نے صحیح ریکارڈنگ کی۔؟"

"جی ہاں ___" ایک مشاہد نے کہا۔ "دو ہزار ایک سو پچاس میل فی گھنٹہ"

خدمتگاروں نے ان کو بھی رس کے گلاس پیش کیے اور ایک گھنٹہ بعد مقصود اپنے محل میں پہنچ گیا۔

دس بارہ آدمی چیڑ کے بڑے بڑے صندوق ایک ٹرک سے اتار کر اس کے محل کی عمارت کے بڑے کمرے میں پہنچا رہے تھے۔ مقصود نے پریم سے کہا۔

"ان کو آج ہی کھول کر فہرست مرتب کر لو ___ میں ایک ماہ کے اندر

عالمی ادارہ سائنس کو اپنی رپورٹ بھیجنا چاہتا ہوں۔"

مقصود اور راشد نے کمرے میں پہنچ کر ڈاک سے آئے ہوئے خطوط دیکھے اور مقصود کو ایک لفافہ دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے مکان سے آیا ہے۔"

مقصود نے لفافہ لے کر کھولا اور ایک کرسی پر بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ اس کے والد نے لکھا تھا۔

جانِ پدر۔ عین عالمِ انتظار میں تمہارا خط آیا۔ تمہاری والدہ اور تمہارے چھوٹے بھائی بہن سب خیریت سے ہیں۔ میں بھی اب بفضل تعالیٰ ٹھیک ہوں لیکن چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوا ہوں۔ اور نہ اس کی امید ہے۔ کاش میں تمہارا سہرا دیکھ لیتا۔

تمہاری خالہ جان کا خط آیا ہے۔ وہ چاہتی ہیں کہ تم ان کی بڑی لڑکی ثریا جبین سے شادی کر لو۔ انھوں نے میری رائے دریافت کی تھی میں نے ان کو لکھ دیا ہے کہ اس کا انحصار مقصود پر ہے۔ تم بلا تکلف اپنی رائے سے مطلع کرو۔

جہاں تک میری پسند کا تعلق ہے اب اس کے متعلق کچھ کہنا ہی بیکار ہے۔ جب تم بہت کمسن تھے اسی وقت سے میری دلی تمنا یہ تھی کہ تمہاری شادی تمہارے چچا منظور کی لڑکی سے کروں گا لیکن تم جانتے ہو کہ دس سال سے ان کا کوئی

خط نہیں آیا ہے اور نہ یہ معلوم ہو سکا ہے کہ وہ بیروت میں ہیں یا نہیں اور نہیں ہیں تو کہاں چلے گئے

انہیں کے غم نے مجھ کو قبل از وقت بوڑھا کر کے گور کے کنارے تک پہنچا دیا ہے۔ بہر حال تمہاری ماں کی تمنا ہے کہ وہ اپنی بہن کی لڑکی کو بہو بنا کر لائیں۔ ان کی تمنا پوری ہوگی یا نہیں یہ تم پر منحصر ہے۔

اگر موقع ملے تو ایک ہفتہ کے لئے آجاؤ۔ ہم دونوں کی طرف سے تم کو دعائیں۔ فقط

تمہارا ابو۔

مقصود نے خط پڑھ کر جیب میں رکھ لیا اور کچھ سوچنے لگا۔

"کیا لکھا ہے ——؟" اسد نے شیشے کے ایک ٹیوب کا زردسیال دوسرے ٹیوب میں ڈالتے ہوئے پوچھا۔" —— کوئی نئی بات ——؟"

"نئی بات تو کوئی نہیں ہے ——" مقصود نے جواب دیا۔" ابو نے پھر شادی کے لئے لکھا ہے ——"

"کہ کیوں نہیں لیتے ہو ——" اسد نے کہا۔" آخر کب تک بچتے رہو گے"۔

مقصود نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسد نے ایک ساعت بعد پھر کہا۔

"بات کیا ہے —— کیا وہ لڑکی تم کو پسند نہیں ہے ——؟"

"دراصل میں اب تک سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور ہی نہیں کر سکا ہوں ——" مقصود نے اٹھتے ہوئے کہا" —— اور نہ مستقبل قریب میں

اس کی امید ہے۔"

اسد نے اس کی طرف دیکھا اور کسی ضرورت سے دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ مقصود نے اٹھ کر صندوقوں سے نکلے ہوئے سامان کو دیکھا اور فہرست لئے ہوئے دوسرے کمرے میں پہنچا۔ اسد ایک بڑی مشین کے پاس کھڑا ہوا ٹیوب رکھ رہا تھا۔ مقصود نے فہرست دکھاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جعفر حکمت نے اس ٹیلی وژن کے پرزوں کی یکجائی کا خاکہ بھی بھیج دیا ہے۔ اب شاید ہم بہت آسانی کے ساتھ پرزوں کو جوڑ کر اس کو قابل استعمال بنا لیں گے۔"

"کیا تم کسی اور کو بھی بلاؤ گے۔؟"

"نہیں۔" مقصود نے کہا: "پریم تم اور میں۔ ہم تین آدمی کافی ہیں۔ میں اس تجربہ کو فی الحال صیغہ راز میں رکھنا چاہتا ہوں۔"

دونوں باتیں کرتے ہوئے اس بڑی میز کے پاس پہنچ گئے۔ جس پر چھوٹے اور بڑے صدہا پرزے رکھے ہوئے تھے۔ اسد نے ایک پرزہ اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ روسی ساخت کا ہے۔"

مقصود نے اس کی تائید کی اور ایک دوسرا پرزہ اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"۔ اور یہ جاپان کا بنا ہوا ہے۔"

اس نے متعدد پرزے اٹھا کر دیکھتے اور رکھتے ہوئے کہا۔

"ان میں بعض چیکوسلواکیہ کے ہیں بعض انگلینڈ کے اور بعض ہندستانی ہیں ـــــ لیکن ـــــ"۔

وہ یکایک خاموش ہو گیا اور اسد متحیر ہو کر اس کو دیکھنے لگا۔

"کیا بات ہے ـــ تم چپ کیوں ہو گئے ـــــ؟" اسد نے اس سے دریافت کیا۔

مقصود نے پرزے میز پر رکھ دیئے اور اسد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس تجرباتی پرواز کے عجیب و غریب واقعہ نے میرا سکون غارت کر رکھا ہے۔"

"پھر وحشت ہوئی تم کو ـــــ"۔ اسد نے کہا۔ "میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تم ایندھن بند کرنا بھول گئے تھے ـــــ"۔

"ـــــ لیکن میں کہتا ہوں کہ طیارے کو کوئی غیبی طاقت چلا رہی تھی"۔

"مقصود!" اسد نے سنجیدگی کے ساتھ کہا۔ "تم اس پہلو پر غور کرنا چھوڑ دو۔ ورنہ میں اس ٹیلی وژن کو نہ تیار کر سکوں گا۔ یہ میرے بس کا روگ نہیں ہے۔"

"ہاں ـــــ تم ٹھیک کہتے ہو ـــــ واقعی مجھے اس واقعہ کے متعلق نہ سوچنا چاہیئے ـــــ"۔

دونوں معمل میں آ گئے۔ پریم ایک میز پر پرزوں کو رکھ رہا تھا۔ اسد

نے مقصود کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور دوسری کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ کر کہا۔

"اچھا اب مجھے یہ بتاؤ کہ یہ ڈاکٹر جعفر حکمت کون ہیں اور انھوں نے صرف تم کو ہی یہ ٹیلی وژن کیوں بھیجا ہے ——"۔

"یہ ٹیلی وژن عالمی ادارہ سائنس نے بھیجا ہے۔" مقصود نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔" —اور غالباً ایسے ہی ٹیلی وژن دیگر ممالک کے سائنسدانوں کو بھی بھیجے گئے ہیں۔ پہلے اس پر ڈاکٹر بھٹناگر تجربہ کرنے والے تھے لیکن وہ ایک دوسرے تجربہ میں مصروف ہیں اس لئے ڈاکٹر بوس نے یہ کام میرے سپرد کر دیا ہے۔"

ڈاکٹر اسد خاموش ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا۔ مقصود نے پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو ——؟"۔

"کچھ نہیں ——"۔ اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔" آؤ فہرست بنا لیں۔ تاکہ کل سے کام شروع کر دیا جائے۔"

دونوں اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ اس روز مقصود نے اپنے والدین کو لکھ دیا کہ وہ دو ماہ سے پہلے مکان نہ آسکے گا اور دوسرے روز سے ٹیلی وژن کی تکمیل میں مصروف ہو گیا۔ پرزوں کے ساتھ جو خاکہ بھیجا گیا تھا اس سے ان کو بہت مدد ملی اور بارھویں روز انھوں نے ٹیلی وژن تیار کر لیا۔ اسی وقفہ میں اس سے متعلق جملہ کاغذات عالمی ادارہ سائنس سے آچکے تھے۔ ڈاکٹر جعفر حکمت نے اپنے اس ٹیلی وژن

کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک کتابچہ میں لکھا تھا کہ اس ٹیلی وژن سے دنیا کے ہر ٹیلی وژن اسٹیشن کا پروگرام دیکھا اور سنا جا سکتا ہے اور کوشش کی جارہی ہے کہ اس کی طاقت بڑھا کر اس سے ٹرانسمٹر کا کام بھی لیا جا سکے۔

ڈاکٹر اسد نے کتابچہ پڑھ کر مقصود سے کہا۔

"تم اس ٹیلی وژن میں جو خصوصیت پیدا کرنا چاہتے تھے اسکی اختراعات ڈاکٹر جعفر حکمت نے رکھی ہے۔"

"ابھی تک میں تاروں کے اس گولے کا استعمال نہیں سمجھ سکا ہوں جس پر زرد سرخ سبز نیلے اور سرخ برقی قمقمے لگے ہوئے ہیں۔"

"میرے خیال میں یہ برقی لہروں اور غیر برقی شعاعوں کو قابو میں رکھنے کے لئے لگایا گیا ہے ۔۔ ہم آج سہ پہر کو اس کو چالو کریں گے۔"

"پریم کہاں ہے ۔۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"اپنے کمرے میں ۔۔ کل سے اس کی طبیعت قدرے مضمحل ہے۔"

"ٹیلی وژن چالو ہو جانے کے بعد وہ ایک ہفتہ کیلئے جا سکتا ہے۔"

"لیکن وہ جائیگا نہیں ۔۔۔" اسد نے کہا: "وہ ابھی فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتا ہے اور اس کے والدین اس کو مجبور کر رہے ہیں۔"

مقصود نے مسکرا کر سگریٹ کا ایک کش لیا اور میز کے کونے پر بیٹھ کر کہا۔

"اس عمر میں والدین کے لئے بس ایک یہی کام رہ جاتا ہے کہ وہ کیوں

اور لڑکوں کے رشتے تلاش کرتے پھریں۔ اور اپنے جوان لڑکوں کو ہر طرح سے مجبور کریں کہ وہ جلد از جلد شادی کر لیں ــــ خواہ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔"

اسد نے مسکرا کر کہا "ــــ پروفیسر جہانگیر کو جانتے ہو ــــ وہ جو ساگر میں کسی کالج میں شعبۂ سائنس کے مہتمم تھے۔"

"ہاں ہاں ــ اچھی طرح جانتا ہوں۔" مقصود نے کہا۔ "بہت دلچسپ آدمی تھے۔۔۔"

"پہلے ــ" اسد فوراً بول اٹھا۔ "کوئی دس سال پہلے۔ لیکن اب تو یہ حالت ہے کہ جس نوجوان لڑکی کو دیکھتے ہیں فوراً ان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ وہ ان کے کسی لڑکے کی رفیقۂ حیات ہو سکتی ہے۔ اور جب کسی وجیہہ اور شکیل نوجوان کو دیکھتے ہیں تو اپنی لڑکیوں کے متعلق غور کرنے لگتے ہیں کہ وہ ان کی کس لڑکی کے لئے موزوں شوہر ہو سکتا ہے۔"

مقصود نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "بھئی سبحان اللہ! بھئی یہ گڑھی ہے خوب گڑھی ہے۔۔"

"یہ گڑھی ہوئی داستان نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے ــــ" اسد نے کہا۔ "گزشتہ سال جب وہ دہلی آئے تھے تو میرے ہی یہاں ٹھہرے تھے اور خود مجھے اپنے ان خیالات سے آگاہ کیا تھا۔"

"واقعی ــــ ؟" مقصود نے متحیر ہو کر کہا۔

"ہاں ــــ۔" اسد نے کہا۔ "ان کے چار لڑکے اور چھ لڑکیاں ہیں اور

سب سن شعور کو پہونچ چکے ہیں۔"

"بھئی میں اس قدر بچوّں کا قائل نہیں۔ مقصود نے کہا۔" یعنی تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود انھوں نے زندگی کے اس اہم ترین مسئلہ پر غور نہیں کیا۔"

ڈاکٹر اسد مسکرانے لگا۔ مقصود نے کہا۔

"میں بعض وقت ان مسائل پر غور کرتا ہوں تو مجھ کو وحشت ہونے لگتی ہے کہ سائنسی ترقی میں تو ہم کہیں سے کہیں پہونچ چکے ہیں لیکن تمدن اور معاشرت کی طرف سے بالکل غافل ہوتے جارہے ہیں۔ ٹیلی وژن پر ہم ہزاروں میل کے مناظر دیکھ سکتے ہیں اور آوازیں سن سکتے ہیں لیکن خود ہمارے گھر میں اور ہمارے محلے یا شہر میں کیا ہو رہا ہے اس کی ہم کو قطعی خبر نہیں ہوتی ——"۔

وہ خاموش ہوکر کچھ سوچنے لگا۔ ڈاکٹر اسد نے کہا۔

"اچھا جب تک تم اس مسئلہ پر غور کرو میں ٹیلیفون پر اپنے ایک دوست سے باتیں کرلوں۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

---

(۳)

ایک نئی ایجاد

تین بجے مقصود نے پریم سے کہا۔

"پریم اس کمرے کے سب دروازے بند کر دو اور ملازموں سے کہہ دو کہ وہ کسی کو عمارت کے اندر نہ داخل ہونے دیں۔۔"

پریم کمرے سے باہر چلا گیا اسد نے کمرے کے دروازوں اور دریچوں کو بند کر کے پردے کھینچ دیئے اور ایک قمقمہ روشن کر کے پنکھا چلا دیا۔ پانچ منٹ بعد پریم ایک بغلی دروازے سے اندر آ گیا۔ مقصود قد آدم ٹیلی وژن کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ اور اسد میز پر رکھے ہوئے سوئچ بورڈ سے اس کے تاروں کا سلسلہ ملا رہا تھا۔ مقصود نے ایک کتابچہ اٹھایا اور پڑھنے لگا پریم اس کے پاس پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور تاروں کے گولے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹیلی وژن کو کنٹرول کرنے والا گولہ ہے اور نصف دائرے میں گردش کرتا ہے۔۔"

"ہاں۔۔ ڈاکٹر جعفر حکمت نے بھی یہی لکھا ہے۔" مقصود نے کتابچہ بند کر کے رکھتے ہوئے کہا۔

اسد تار لگا کر اس کے پاس آ گیا۔ مقصود نے ایک بار ٹیلی وژن

اوپر سے نیچے تک دیکھا اور شیشے کے پردے کو اپنے رومال سے صاف کر کے ایک سوئچ دبایا اور تار کے گولے کے رنگین قمقمے روشن ہو گئے۔ دس سکنڈ بعد اس نے ایک لٹو کو گھمایا اور پردے پر ہلکی ہلکی جھائیاں پڑنے لگیں۔

اسد اور مقصود بہت غور سے پردے کی طرف دیکھنے لگے پریم ان کے پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ جھائیوں کے بعد پردہ پر ہلکا ہلکا غبار نظر آیا اور زرد سرخ اور نیلے رنگ بتدریج ابھرنے لگے۔ ٹیلی وژن کے اوپر لگا ہوا قمقموں کا گولا نصف دائرے میں حرکت کر رہا تھا۔ یکایک پردے پر نیلی زرد اور سرخ دھاریاں ابھر کر اس طرح حرکت کرنے لگیں جیسے ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہی ہیں۔ مقصود نے ایک لٹو کو آہستہ سے گھمایا اور دھاریاں غائب ہو کر سبز اور نیلے رنگ بتدریج ابھرنے لگے اور پندرہ سکنڈ بعد ایک لہلہاتا ہوا سبزہ زار نظر آیا۔

"یہ تو گیہوں کے کسی کھیت کا منظر ہے۔" پریم نے آہستہ سے کہا۔

منظر بتدریج غائب ہو کر کسی آراستہ کمرے کا ایک حصہ نظر آیا۔ الماریوں کے سامنے ایک شخص کھڑا ہوا کتابیں دیکھ رہا تھا۔

ٹیلی وژن سے آواز آئی۔ "یہ تبریز کے سائنسی کتب خانے کے مہتمم موسیٰ اطہر ہیں۔"

موسیٰ اطہر نے مقصود اور اسد کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔ اب صرف ان کا چہرہ نظر آرہا تھا۔ انھوں نے السّلام علیکم

کہہ کر فصیح اُردو میں کہا۔

"محترم دوستو! میں تبریز کے ایک کتب خانہ سے بول رہا ہوں۔ آپ مجھ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور میں آپ کو — اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کہ یہ ٹیلی وژن جو آپ کے سامنے رکھا ہے میری اور آپ کی آنکھوں اور کانوں کے فرائض انجام دے رہا ہے۔ غالباً آپ ڈاکٹر مقصود ہیں۔ آپ —"

موسیٰ اطہر نے مقصود کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ لوگ متحیر نہ ہوں اور — ڈاکٹر اسد — آپ اپنے مددگار پریم کی طرف حیرت زدہ ہو کر نہ دیکھیں میں ان کو بھی دیکھ رہا ہوں —"

اسد مقصود اور پریم ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پردہ پر موسیٰ اطہر کی شبیہ نے ایک قہقہہ لگایا اور پھر ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"— لیکن آپ بھی مجبور ہیں — یہ بشریت ہے۔ انسان جب کبھی کوئی حیرت انگیز چیز دیکھتا ہے اور ایسے ہی کسی واقعہ سے دو چار ہوتا ہے تو کچھ دیر کے لئے متحیر ضرور ہوتا ہے — میں آپ کی حیرت دور کئے دیتا ہوں — میری طرف دیکھئے — میری طرف —"

وہ تینوں ٹیلی وژن کے پردے کی طرف دیکھنے لگے۔

"جی ہاں — اب ٹھیک ہے۔ آپ کے معمل میں روشنی بہت کم ہے۔ لیکن خیر کوئی مضائقہ نہیں میں آپ لوگوں کو بخوبی دیکھ رہا ہوں — آپ لوگ بھی مجھ دیکھ رہے ہیں نا — بولئے جواب دیجئے —"

"جی ہاں —" مقصود نے کہا۔

"زندہ باد ڈاکٹر مقصود! زندہ باد۔" موسیٰ اطہر کی شبیہہ نے خوش ہو کر کہا۔ "اچھا تو اب میں چند الفاظ میں آپ حضرات کی حیرت دور کر دوں۔ یہ مشین جو آپ کے سامنے رکھی ہوئی ہے ٹیلی وژن بھی ہے اور ٹرانسمٹر بھی۔ یہ آپ کے کمرے کی ہر چیز کا عکس ہر دوں میں منتقل کر رہا ہے اور یہاں اس کمرے میں رکھا ہوا ہے ٹیلی وژن اس کو پردہ پر پیش کر رہا ہے ——— اور اس طرح اس ٹیلی وژن نے تقریباً ایک ہزار سات سو اسی میل کا فاصلہ کم کر کے ایک گز کر دیا ہے ——— آپ لوگ میرے سامنے ہیں اور میں آپ کے سامنے ہوں۔ آپ میری آواز سن رہے ہیں اور میں آپ کی آواز سن سکتا ہوں ——"

"بیشک ——— یہ ڈاکٹر جعفر حکمت کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہے۔" مقصود نے موسیٰ اطہر کی شبیہہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اس کے لئے وہ مستحق مبارکباد ہیں۔ کیا آپ انکی خدمت میں میری مبارکباد پیش کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔۔"

"ضرور ——— میرے نوجوان دوست ———۔۔" موسیٰ اطہر کی شبیہہ نے کہا۔ "اور آپ بھی ہم سب کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ آپ نے ایک نئی دھات تیار کر کے سائنس کے میدان ترقی کو بہت زیادہ وسیع کر دیا ہے۔ دنیا کا ہر سائنسدان ایک ایسی دھات کی تلاش میں تھا جو ایک ہزار درجہ سنٹی گریڈ کی حرارت پر بھی نہ پگھل سکے اور وہ دھات آپ نے تیار کر لی ہے۔"

"اس عزت افزائی کا شکریہ ——"۔ مقصود نے قدرے نم ہو کر کہا۔

"ہم کو آپس میں شکریہ سے زیادہ ایک دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہے۔" موسیٰ اطہر کی شبیہہ نے کہا۔ "اور غالباً آپ کے دل میں بھی یہی جذبہ اور ذہن میں یہی خیال ہو گا۔"

"محترم دوست!۔" مقصود نے جواب دیا۔ "آپ میرے جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں —— ہو سکتا ہے کہ یہی ٹیلی وژن میری دماغی لہروں کو بھی نشر کر رہا ہو۔"

"آپ بہت ذہین ہیں ڈاکٹر مقصود!۔" شبیہہ نے مسکرا کر کہا۔ "اچھا اب اجازت دیجئے کل ہندستانی وقت کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے پھر ملاقات ہو گی۔ خدا حافظ۔"

منظر غائب ہو گیا اور پردے پر غبار اور رنگیں چھائیاں نظر آنے لگیں۔ مقصود نے ایک لٹو گھما کر سوئچ اوپر اٹھا دیا اور پریم سے کہا۔

"کھڑکیاں اور دروازے کھول دو ——"۔

اور پریم نے کھڑکیاں اور دروازے کھول دیئے اور ایک دریچے کے پاس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اسد نے مقصود سے پوچھا۔

"موسیٰ اطہر کو ہم لوگوں کے نام کیسے معلوم ہوئے۔؟"

"عالمی ادارہ سائنس سے۔" مقصود نے کہا۔ "انھوں نے ڈاکٹر جعفر حکمت کو مطلع کیا ہو گا۔"

"ہو سکتا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہو اور ہوا ہو گا۔" اسد نے کہا "لیکن ان کو یہ کس طرح معلوم ہو گیا کہ تم نے ایک نئی دھات تیار کی ہے؟"

"عالمی ادارہ سائنس کو اس کا بھی علم ہے۔"

اسد خاموش ہو گیا۔ پریم نے کہا۔ "وہ تعاون کے خواہاں ہیں۔ واقعی اگر چند ایشیائی سائنسداں سر جوڑ کر بیٹھ جائیں اور ایک ساتھ تحقیق شروع کریں تو دنیا کو محو حیرت کر سکتے ہیں۔"

"ہاں۔" مقصود نے اس کی تائید کی اور پوچھا۔ "لیکن تم نے اپنی تجویز صرف ایشیائی سائنسداں تک کیوں محدود رکھی۔؟"

"مغربی سائنسداں ابتک احساس برتری کا شکار ہیں۔" پریم نے پر جوش لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "ڈاکٹر ادھیکاری اور ڈاکٹر ادسوالڈ کا واقعہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ ڈاکٹر ادسوالڈ نے اپنا ایک تجربہ محض اس لئے غارت کر دیا کہ اس کی تکمیل ڈاکٹر ادھیکاری کے تعاون کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور ان کے چہرے کا رنگ ضرورت سے زیادہ سیاہ ہے — آخر یہ نسلی امتیاز کب تک انسانیت کو مجروح کرتا رہے گا۔"

مقصود نے مسکرا کر اس کو خاموش کراتے ہوئے کہا۔

"بظاہر اس واقعہ میں نسلی تنافر کی جھلک ہے لیکن در اصل یہ نسلی امتیاز نہیں ہے۔"

"ڈاکٹر مقصود یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔؟" پریم چندر سنہا نے متحیر ہو کر کہا۔

"میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں پہلے اس کو سُن لو اور پھر سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"اچھا فرمایئے ——" پریم نے کہا۔

اسد خاموش بیٹھا ہوا دونوں کی باتیں سُن رہا تھا۔ مقصود نے کہا۔

"بعض افراد کو کسی ایک رنگ سے چڑ ہوتی ہے۔ اور اس کا سبب کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے جو ان کے حافظہ سے تو محو ہو جاتا ہے۔ بلکہ تحت الشعور میں محفوظ رہتا ہے ——"۔

اسد نے ہنس کر کہا: "موضوع دلچسپ ہے اور چھ بجے تک ہم کو کہیں جانا بھی نہیں ہے اس لئے ذرا وضاحت کے ساتھ بتاؤ۔"

"میں ماہر نفسیات تو ہوں نہیں۔" مقصود نے مسکرا کر جواب دیا "لیکن اس قدر ضرور جانتا ہوں کہ بعض بھولے ہوئے واقعات کا ہمارے ذہنی رجحانات سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے ماموں زاد بھائی تین سال کی عمر میں مکان کے احاطہ میں ایک ایسے گڑھے میں گر پڑے تھے جس میں کولتار بھرا ہوا تھا۔ ایک ملازم نے ان کو فوراً نکال لیا لیکن وہ ایسے بدحواس ہو چکے تھے کہ سب سے پہلے تو اپنے والد کو دیکھ کر ان سے لپٹ گئے اس کے بعد اپنے چچا کے سوٹ کو غارت کیا اور اندر پہنچ کر اپنی والدہ کا لباس سیاہ کیا ——"۔

اسد اور پریم ہنسنے لگے۔ مقصود نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"بظاہر یہ ایک معمولی واقعہ تھا۔ بچے رات دن گرتے ہی رہتے ہیں لیکن انکی آجتک یہ حالت ہے کہ ہر سیاہ چیز کو دیکھ کر وحشت ہونے لگتی ہے ——

ممکن ہے ڈاکٹر ادسو لڈ کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہو۔ ورنہ ایسے تو وہ بظاہر بہت ملنسار اور ہنس مکھ ہیں۔ میں ان سے مل چکا ہوں"

"اچھا اٹھو ——"۔ اسد نے مقصود کو اٹھاتے ہوئے کہا۔

"چائے کا وقت ہو چکا ہے۔"

وہ اٹھ کر ایک دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

رات کو مقصود نے معمل میں جاکر ایک بار پھر ٹیلی وژن کو غور سے دیکھا۔ اس کے پردے کو ہٹایا اور متعدد پرزے نکال کر روشنی میں آنکھ دیکھتا رہا اور نصف گھنٹہ بعد پرزوں کو ٹیلی وژن میں لگا کر اپنی خواب گاہ میں چلا گیا۔

علی الصبح ملازم نے اس کو اٹھایا اور ایک گھنٹہ بعد جب وہ لباس پہن کر کمرے سے باہر نکلا تو ڈاکٹر بوس اور ڈاکٹر بھاردواج کو ایک کمرے میں اپنا منتظر پایا۔ ڈاکٹر بوس نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا اور اسکو اپنے پاس صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹیلی وژن پر کس حد تک کامیابی ہوئی۔؟"

"بہت حد تک ——" مقصود نے کہا۔" وہ ٹیلی وژن بہت طاقتور ہے اور مناظر اور آواز نشر بھی کر سکتا ہے۔"

"—— لیکن ڈاکٹر جعفر حکمت نے اپنے کتابچے میں کہیں اس کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔"

"جی ہاں ——"۔ مقصود نے کہا"—— لیکن کل کے تجربے سے

مجھ کو یہی معلوم ہوا۔"

"کیا ہم اس وقت بھی اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔؟" ڈاکٹر بہار دواج نے دریافت کیا۔

"چلئے تجربہ کریں ۔۔۔۔"۔ مقصود نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر بوس اور ڈاکٹر بہار دواج مقصود کے ہمراہ اس کے معمل میں پہونچے۔ اس نے ایک طاقتور قمقمہ روشن کر کے دروازے اور دریچے بند کر دیئے اور ٹیلی وژن کے تاروں کا سلسلہ سوئچ بورڈ سے ملا کر ایک سوئچ دبایا۔ تاروں کے گولے کے قمقمے روشن ہو گئے اور اس نے متعدد لٹوؤں کو گھما کر ٹیلی وژن کے پردے کی طرف دیکھا۔ پردے پر متحرک رنگین خطوط ابھر چکے تھے اس نے ایک لٹو گھمایا اور ایک رنگین غبار سے کچھ خطوط بتدریج نمایاں ہونے لگے۔ ڈاکٹر بوس نے کہا۔

"کوئی منظر ابھر رہا ہے۔"

"جی ہاں۔" مقصود نے جواب دیا۔

"غالباً یہ اسٹوڈیو کا ایک حصہ ہے۔" ڈاکٹر بہار دواج نے پردے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "وہ دیکھیے ۔۔۔ سامنے ادھیڑ عمر کا ایک شخص کھڑا ہوا ہے۔"

مقصود نے ایک اور لٹو گھمایا اور کمرے میں ایک آواز گونجتی ہوئی سنائی دی۔ سامنے کھڑا ہوا معمر آدمی ایک غیر مانوس زبان میں کچھ کہہ رہا تھا۔

"ترکی زبان میں تقریر کر رہا ہے۔" مقصود نے ڈاکٹر بوس سے کہا۔

"بس اب بند کر دو ——۔" ڈاکٹر بوس نے کہا۔

مقصود نے سب لٹو گھما کر سوئچ اوپر اٹھا دیا اور تار وں کا گولا گل ہو گیا۔ ڈاکٹر بوس نے ٹیلی وژن کے پاس سے ہٹتے ہوئے کہا۔

"بہر حال دو ایک روز تک تجربات کرنے کے بعد تم اپنی رپورٹ مکمل کر لو۔" مقصود ان کے ساتھ باتیں کرتا ہوا باہر نکل آیا۔ ڈاکٹر بوس اور ڈاکٹر بھاردواج کار پر بیٹھے ڈاکٹر بوس نے مقصود سے آہستہ آہستہ کچھ کہا اور انکی کار چلی گئی۔

مقصود نے کمرے میں پہنچ کر ناشتہ کیا اور عمارت کے باہر آکر چمن میں ٹہلنے لگا۔ نو بجے اسد اور پریم آ گئے۔ وہ محل سے کچھ فاصلہ پر ایک ہوسٹل میں رہتے تھے۔ تینوں باتیں کرتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچے۔ مقصود نے اسد سے ڈاکٹر بوس اور ڈاکٹر بھاردواج کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے بھی ٹیلی وژن پہ ایک منظر دیکھا اور ترکی زبان کے چند فقرے سنے۔"

"ترکی زبان کے فقرے ——؟" اسد نے پوچھا۔

"ہاں ۔ اس وقت اسکا زبان میں تقریر ہو رہی تھی۔"

"ان کا کیا خیال ہے ۔؟" پریم نے دریافت کیا۔

"انہوں نے کچھ بھی نہیں کہا۔" مقصود نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر بوس نے صرف یہ کہا کہ میں دو ایک روز بعد اپنی رپورٹ لکھ کر ان کو دیدوں۔"

اسد نے پریم سے کہا "ساڑھے نو بج چکے ہیں تم محل میں جاکر دروازے اور کھڑکیاں بند کرکے پردے کھینچ دو ۔"

مقصود نے کہا "دروازے اور کھڑکیاں بند ہیں اور پردے بھی کھنچے ہوئے ہیں ۔"

اسد ایک دریچے کے پاس پہنچکر باہر کی سمت دیکھنے لگا۔ پریم کسی ضرورت سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ مقصود اٹھ کر اسد کے پاس پہنچا اور اس کے قریب کھڑے ہو کر پوچھا۔

"کیا سوچ رہے ہو ۔۔۔۔۔۔؟"

"یہ ٹیلی وژن اور موسیٰ اطہر کی گفتگو ۔ میرے لئے دونوں پُراسرار ہیں ۔۔۔۔۔۔"

"تم کو وہم کی بیماری ہے ۔" مقصود نے کہا۔ "اور یہی ایک چیز تمہاری ترقی میں مانع ہے ۔۔۔۔۔۔ ورنہ تم اب تک کہیں سے کہیں پہنچ چکے ہوتے ۔"

"مقصود! میں پھر کہتا ہوں کہ ۔۔۔۔۔۔ کہ ۔ میں تم کو کیا بتاؤں کہ میرے ذہن میں کیسے کیسے خیالات آرہے ہیں ۔"

مقصود نے ہنس کر کہا۔ "ذرا مجھے بھی تو بتاؤ ۔"

اسد نے کہا "۔۔۔۔۔۔ فی الحال میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

"خیر چھوڑو ان جھگڑوں کو اور اپنے ان ڈاٹو کو ایک بار پھر اچھی طرح سے دیکھ لیں جو میں نے تیار کئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس ٹیلی وژن میں کام آسکیں گے ۔"

دونوں اُٹھ کر ایک چھوٹے کمرے میں پہنچے اور ایک دراز سے وائر نکالکر انکو آلات اور مشینوں کے ذریعہ دیکھنے لگے۔ ساڑھے دس بجے پریم الماری کے پاس پہنچا اور گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"ساڑھے دس بج چکے ہیں۔ اب محل میں چلئے۔"

وہ دونوں اس کے ساتھ محل میں پہنچے۔ ٹیلی وژن کے تاروں کا سلسلہ سوئچ بورڈ سے ملا ہوا تھا۔ مقصود نے ایک میز کے قریب پہنچ کر ٹیلی وژن کے پردے کے سامنے اس سے پانچ گز کے فاصلہ پر ایک الماری کا پر چند شیشوں پر زوں اور جستے کی ٹکیوں کے درمیان ایک مووی کیمرہ چھپا کر رکھتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔؟"

"ہاں ——"۔ ڈاکٹر اسد نے کہا۔ "لیکن اس سے تمہارا مقصد کیا ہے۔؟"

"یہ میں بعد میں بتاؤں گا ——"۔ مقصود نے کہا۔ "فی الحال اس کو ایک بے مقصد کام سمجھ لو ——"

اپنے کیمرے کا تار میز کے نیچے سے لاکر فرش پر اس جگہ چھپا دیا جہاں اسکو کھڑا ہونا تھا۔ اسد نے ٹیلی وژن کے تاروں کے سلسلہ کو ایک بار پھر دیکھا اور ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے مقصود نے ٹیلی وژن کا سوئچ دبا کر لٹو گھمائے اور ڈیڑھ منٹ بعد موسیٰ اطہر کی شبیہ سامنے آ گئی۔ وہ کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔ اس نے بہت صاف آواز میں سلام کرنے کے بعد سلسلۂ

کلام شروع کیا۔

"ڈاکٹر مقصود۔ ڈاکٹر اسد اور مسٹر پریم! مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آپ لوگ بہت مسرور نظر آرہے ہیں۔ میں اسوقت آپ حضرات کا تعارف ایک ایسی ہستی سے کرانا چاہتا تھا جو عرف عام میں ڈاکٹر سفیر آفاقی کے نام سے مشہور ہے لیکن افسوس ہے کہ ڈاکٹر سفیر اسوقت نہیں آسکے۔ وہ ایک گھنٹہ بعد یہاں پہنچیں گے اور ہندستانی وقت کے مطابق دو بجے آپ سے ہمکلام ہوں گے ــ کیا آپ اسوقت پھر ٹیلی وژن کے سامنے آنے کی زحمت گوارا فرمائیں گے۔"

"جی ہاں ــ" مقصود نے کہا: "ہم لوگ ان سے مل کر یقیناً خوش ہوں گے ــ کیا آپ ہم کو ان کے متعلق مزید کچھ بتا سکتے ہیں۔؟"

"وہ ایک گمنام سائنسداں ہیں ــ" موسیٰ اطہر کی شبیہہ نے کہا۔ "اور ایک مدت سے تجربات میں مصروف ہیں۔ ان کو آپ حضرات کے تعاون کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ نبی نوع انسان کی خدمت کرسکیں۔"

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ان سے تعاون کرونگا۔" مقصود نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ "میں خود بھی ایک عرصہ سے اسی مسئلہ پر غور کر رہا ہوں۔"

شبیہہ نے مسکرا کر کہا: "مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ ہمارا انتخاب غلط نہیں تھا ـــــ بہرحال مجھے امید ہے کہ ان سے تعارف سے قبل آپ حضرات ان باتوں کو صیغہ راز میں رکھیں گے ــ"

"قطعی ـــــــ"۔ مقصود نے فوراً جواب دیا۔

"ڈاکٹر اسد!" موسیٰ اطہر نے ڈاکٹر اسد کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "آپ قدرے پریشان نظر آ رہے ہیں ـــ"

وہ مسکرایا۔ اسد نے بھی مسکرانے کی کوشش کی۔

"جی نہیں ـــ" اس نے کہا۔ "میں قطعی پریشان نہیں ہوں ـــ"

"مسٹر پریم ـــ!" شبیہہ نے پریم کو مخاطب کیا۔ "آپ کیوں خاموش ہیں ـــ کیا آپ ڈاکٹر مقصود کے ہم خیال نہیں ہیں ـــ"

"کس سلسلے میں ـــــ؟" پریم نے دریافت کیا۔

"بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلے میں ـــــــ" شبیہہ نے کہا۔ "ہم سب کو مل کر بنی نوع انسان کی فلاح اور بہبود کے لئے کچھ کرنا چاہئے۔"

"بیشک ـــ" پریم نے کہا۔ "اگر ہم بنی نوع انسان کے لئے کچھ نہ کرسکیں تو ہماری یہ ترقی بیکار ہے۔ بیکار ہی نہیں بلکہ تضیع اوقات ہے۔"

"شاباش!" موسیٰ اطہر نے کہا۔ "واقعی آپ کے دل میں انسانیت کے لئے درد ہے ـــ دنیا کو ایسے ہی سائنسدانوں کی ضرورت ہے جو انسانیت کے لئے کچھ کرسکیں ـــ"

مقصود نے پھر کہا۔ "محترم دوست! میں آپ کو اپنے تعاون کا یقین دلاتا ہوں ـــ"

"شکریہ ڈاکٹر مقصود۔ میں اس ادارے کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے یہاں قائم ہوا ہے۔ اچھا

خدا حافظ۔ آپ حضرات سے دو بجے ملاقات ہو گی ۔۔۔"

منظر دودھیا کُہرے میں مدغم ہو کر غائب ہو گیا۔ مقصود نے ٹیلی وژن کے لٹو گھمائے اور سوئچ اٹھا دیا۔ اسد نے ناروں کا سلسلہ منقطع کرنے کے بعد کہا۔

"دیکھا تم نے میں نہ کہتا تھا کہ اس میں کوئی راز ہے۔"

"تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" مقصود نے ٹیلی وژن کے سامنے سے ہٹتے ہوئے کہا اور وہ سب دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

---

(۴)

پُر اسرار سفر

"وقت ہو چکا ہے۔" ڈاکٹر پریم نے مقصود سے کہا اور اس نے ٹیلی وژن کو چالو کر دیا۔ اسد اور پریم اس کے دائیں اور بائیں کھڑے ہو گئے۔ پردہ پر رنگین ذرات کا غبار اٹھتا ہوا معلوم ہوا اور تیس سکنڈ میں اس نے ایک ساٹھ سالہ انسان کی شکل اختیار کر لی۔ اس کے سر کے بال بہت سفید تھے بہت زیادہ کشادہ پیشانی۔ بیضوی چہرے پر اسکی مناسبت سے قدرے پُر اسرار۔ گندمی رنگ گھڑا نقشہ اور رخساروں پر ہلکی ہلکی دو جھریاں۔ وہ تینوں سنگین مجسمے کی طرح ساکت و صامت کھڑے ہوئے اس کو دیکھتے رہے۔

اس نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "نوجوان دوستو آپ پر سلامتی اور اس کی برکتیں نازل ہوں جس نے کائنات کو پیدا کیا۔" مقصود اسد اور پریم کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کو کیا جواب دیں۔ وہ ایک ساعت کے لئے خاموش ہوا اور پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

"آج میری ایک دیرینہ آرزو پوری ہو رہی ہے——— اور اس وقت مجھ کو ان ہونہار نوجوانوں سے گفتگو کرنے کا فخر حاصل ہے مستقبل قریب

میں دنیا کے ہیرو مانے جائیں گے ——۔"

"اس ذرہ نوازی اور عزت افزائی کا شکریہ —" مقصود نے بغیر کسی ارادے کے کہا۔ ہم آپ کے ممنون ہیں کہ آپ نے ہم کو اس قابل سمجھا اور ٹیلی وژن پر شرف ملاقات بخشا۔"

"ڈاکٹر مقصود! اس رسمی گفتگو کے بعد اب ہم کو اپنے مطلب کی باتیں کرنا چاہئیں —"

"فرمائیے ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں۔ ؟" مقصود نے پوچھا۔

"میں آپ سے اسی ہفتہ بالمشافہ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ میری اس التدعا کو شرف قبولیت بخشیں گے —— ؟"

عدیم الفرصت ہونے کے باوجود مقصود انکار نہ کر سکا اور اس پر اسرار انسان کی شبیہہ کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا —"

اسد اور پریم کو اسکی مصروفیات کا علم تھا انھوں نے متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"ڈاکٹر اسد ——!" شبیہہ نے مسکرا کر اسد کو مخاطب کیا۔ "آپ متحیر نہ ہوں —— ڈاکٹر مقصود کا فیصلہ غلط نہیں ہے ——"

شبیہہ کی نگاہوں سے نگاہیں چار ہوتے ہی اسد کو ایسا محسوس ہوا جیسے ایک ٹھنڈی لہر اس کے جسم سے گذر رہی ہے اور وہ گھبرا کر پلکیں جھپکانے لگا۔

"مسٹر پریم!" اس پر اسراء شبیہہ نے پریم کو مخاطب کیا: "آپ بھی ڈاکٹر مقصود کے اس فیصلہ پر حیران نہ ہوں۔ دنیا میں جتنے بھی اہم کارہائے نمایاں ہوئے ہیں۔ ان میں سے بیشتر کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے فیصلے ایسی ہی عجلت میں ہوئے ہیں۔"

شبیہہ کی طرف دیکھتے ہی پریم کی قوت گویائی سلب ہو چکی تھی۔ وہ پتھر کی مورت کی طرح بے حس و حرکت کھڑا رہا۔

"ڈاکٹر مقصود۔! میں جانتا ہوں کہ آپ بہت مصروف ہیں۔ ایک اہم مقصد آپ کے پیش نظر ہے لیکن میں جس مقصد کے تحت آپ کو زحمت دے رہا ہوں وہ اس سے اہم تر ہے ——— آپکی عدم موجودگی میں آپ کے دونوں مددگار آپ کے معمل میں کام کرتے رہیں گے۔"

"میری غیر حاضری کا میرے معمل پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔"

"تو کیا میں توقع کروں کہ اسی ہفتہ ملاقات ہو سکے گی۔؟"

"جی ہاں ———"۔ مقصود نے کہا: "میں تیار ہوں۔"

"میں جس قدر جلد آپ سے ملاقات کر لوں۔ اسی قدر بہتر ہے۔"

"میں آج شام تک ضروری کام ختم کر لوں گا۔"

"پرسوں میرا طیارہ آپ کو لینے آئے گا ——— ہماری ملاقات غیر سرکاری ہوگی اس لئے طیارہ ہوائی اڈے کے بجائے متھرا روڈ پر دہلی سے سات میل دور ایک چھوٹے میدان میں اتریگا ———"۔

"کس وقت ———؟"۔ مقصود نے پوچھا۔

"ٹھیک آٹھ بجے ـــــ اس وقت اس سڑک پر آمدورفت تک نہیں شروع ہوتی ہے ۔"

"بہتر ہے ۔ میں ٹھیک آٹھ بجے وہاں پہنچ جاؤنگا ۔"

"ڈاکٹر مقصود اہم ایک اہم ترین کام کے لئے مِل رہے ہیں ۔ ہمارا مطمع نظر انسانیت کا تحفظ ہے ـــــ اس لئے انتہائی رازداری برتی جائے ۔"

"آپ مطمئن رہیں ۔"

"ڈاکٹر اسد اور مسٹر پریم!" اس نے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "میں آپ سے بھی درخواست کر رہا ہوں کہ ہر بات راز میں رکھیں اہم کاموں میں رازداری کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے ۔"

"آپ نے مجھ پہ اعتماد کیا ہے ۔ آپ کے اس اعتماد کو ٹھیس نہ لگے گی"

"مسٹر پریم آپ سے بھی میری یہی درخواست ہے ۔"

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا راز راز رہے گا ۔"

"شکریہ ۔" شبیہہ نے کہا: "آپ حضرات کا شکریہ! اچھا اب مجھے اجازت دیجئے ۔"

مقصود نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا لیکن شبیہہ غبار میں تحلیل ہو گئی ۔ اس نے سوئچ دبا کر ٹیلی وژن کی بتیاں گل کر دیں اور اسد نے بڑھ کر تاروں کا سلسلہ منقطع کر دیا ۔ مقصود اپنے محل کے وسط میں پہنچ کر ایک کرسی پہ بیٹھ گیا ۔ میز پہ کہنیاں رکھ کر دونوں ہاتھوں پہ چہرہ رکھ لیا

اور کچھ سوچنے لگا۔ پریم نے پردے ہٹاکر دریچے اور دروازے کھول دیئے اور مقصود کے قریب آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

دو منٹ بعد اسد بھی مقصود کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس کو فکر مند دیکھ کر کہا۔

"میں نہ کہتا تھا کہ اس میں کوئی راز ہے ——"

مقصود نے اسد کی طرف دیکھا اور ایک ساعت بعد کہا۔

"راز ہو یا نہ ہو لیکن اس کی شخصیت ضرور پر اسرار ہے۔ وہ بہت سلیس اُردو میں گفتگو کر رہا تھا۔ متھرا روڈ پر طیارہ اُترنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ دہلی اور اس کے نواحی علاقے کے چپے چپے سے واقف ہے۔"

پریم نے کہا۔ "مجھے تو وہ ہندستانی معلوم ہوتا ہے —— ڈاکٹر سیفر آفاتی —— غالباً یہی ڈاکٹر سیفر تھا ——"

"ہاں ——"۔ مقصود نے جواب دیا۔ "اس کی شخصیت مسحور کن ہے ——"۔

"کیا ارادہ ہے تمہارا —— ؟"۔ اسد نے دریافت کیا۔

"میں جاؤنگا ——"۔ مقصود نے کہا۔ "میں نے وعدہ کیا ہے۔ وہ بردبار سنجیدہ اور قابل آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"—— لیکن وہ ہے کون —— ؟" پریم نے پوچھا۔

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔ لیکن ہے وہ بھی سائنداں ——"۔

مقصود نے جواب دیا اور کچھ سوچنے لگا۔ اسد نے کہا۔

"اس کا تعلق سائنس دانوں کے اس گروہ سے تو نہیں ہے جو ایک عالمی وفاق کے قیام کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔؟"

"نہیں ــــــ"۔ مقصود نے کہا۔ "ان کے نام ہمارے لئے نئے نہیں ہیں لیکن میں نے آج تک ڈاکٹر سفیر آفاقی کا نام نہیں سُنا ہے۔"

وہ بہت دیر تک بیٹھے ہوئے ڈاکٹر سفیر آفاقی کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ شام تک مقصود نے ڈاکٹر اسد اور پریم کو ضروری باتیں سمجھادیں دوسرے روز سامان سفر درست کیا ضروری اشیاء خریدیں اور تیسرے روز اسد کے ساتھ کار پہ بیٹھ کر دہلی سے سات میل دور متھرا روڈ پر اس میدان میں پہنچا جس کا سفیر آفاقی نے تذکرہ کیا تھا۔

سڑک سے کچھ فاصلہ پہ نشیب میں ایک چھوٹے تالاب کے قریب ہلکے آسمانی رنگ کا ایک چھوٹا طیارہ کھڑا ہوا تھا۔ اسد نے کار سڑک کے کنارے ٹھہرائی اور ڈاکٹر مقصود اپنا سوٹ کیس لے کر اترا۔

اسد نے اس کا ہولڈال اٹھالیا اور دونوں سڑک سے اُتر کر ایک برساتی نالے کو پھاندتے ہوئے طیارے کے قریب پہنچے اور اس کا دروازہ کھل گیا۔

مقصود نے سوٹ کیس اندر رکھ کر اسد کے ہاتھ سے ہولڈال لے لیا اور اسے بھی طیارے کے اندر پھینکتے ہوئے کہا۔

"اسد! اب تم جاؤ۔ ممکن ہے اسوقت ڈاکٹر بوس یا ڈاکٹر بھار دواج آجائیں ——— ان سے کہدینا کہ میں کسی نجی ضرورت سے کہیں گیا ہوں۔ رپورٹ میز کی دراز میں ہے وہ انکو دیدینا۔"

"ٹیلی وژن کے متعلق کیا کہتے ہو ——؟"

"اس کو کل تین بجے شام کو چالو کرنا ——"

"—— اور کوئی بات ——؟"

"نہیں ——"۔

"اچھا۔ تو میں چلا ——"۔

اسد نے مقصود سے ہاتھ ملایا اور خدا حافظ کہہ کر چلا گیا۔ مقصود نے طیارے کے دروازے پر ہاتھ اندر رکھ کر اندر کی سمت دیکھا۔ طیارے میں صرف دو نشستیں تھیں اور طیارچی کی نشست خالی تھی۔ اس نے متحیر ہو کر چاروں طرف دیکھا اسی وقت طیارچی کی نشست کی طرف سے آواز آئی۔

"ڈاکٹر مقصود۔ اپنی نشست پر بیٹھ جایئے۔ آپ کا سوٹ کیس اور ہولڈال حفاظت کے ساتھ سامان کے خانے میں رکھ دیئے گئے ہیں"۔

مقصود نے فوراً اپنے سوٹ کیس اور ہولڈال کی طرف دیکھا۔ دونوں چیزیں اس جگہ نہیں تھیں جہاں اس نے رکھی تھیں بلکہ وہ ایک گوشے میں چمکدار سلاخوں کے درمیان رکھی ہوئی تھیں۔

"آپ اندر تشریف لے آیئے ——"۔

ایک بار پھر کسی طرف سے آواز آئی۔ اس نے متحیر ہو کر اسٹرینگ ویل کی طرف دیکھا اور طیارہ میں داخل ہوا۔ اس کے داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا اور طیارے کی ہر چیز تھرتھرائی۔ وہ فوراً ایک گدیدار کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور طیارچی کی نشست کی طرف دیکھنے لگا۔ انجن کی گھڑیوں کی سوئیوں کو حرکت ہوئی اور ایک ہلکے جھٹکے کیساتھ طیارہ دوڑتا ہوا معلوم ہوا۔ مقصود نے اپنے دائیں بائیں جانب دیکھا اور ایک روزن خود بخود کھل گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ طیارچی کے بغیر چلنے والا طیارہ ہے اور ڈاکٹر سیفر یا اس کا کوئی مددگار ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا ریڈیائی لہروں سے اس کو چلا رہا ہے۔

طیارہ بہت جلد زمین سے بلند ہوا اور کچھ دیر بعد بہت بلندی پر پہنچ گیا۔ اس کا اسٹرینگ خود بخود حرکت کر رہا تھا۔ طیارہ اگرچہ قدرے چھوٹا تھا لیکن مقصود نے اس کے بلند ہوتے ہی اندازہ لگایا تھا کہ اس کا انجن طاقتور ہے لیکن انجن کی آواز نسبتاً بہت کم تھی اور اگر اس طیارہ میں کوئی ہم سفر ہوتا تو وہ اس سے بغیر کسی دقت کے اطمینان کے ساتھ باتیں کر سکتا تھا۔

دیگر طیاروں کے مقابلہ میں اس کی نشست بھی زیادہ آرام دہ تھی اور وہ اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر مقصود!" طیارے میں ڈاکٹر سیفر کی آواز گونجتی ہوئی معلوم ہوئی۔ "آپ کو کسی قسم کی تکلیف تو نہیں محسوس ہو رہی ہے۔؟"

"جی نہیں ——" اس نے فوراً جواب دیا۔ —— غالباً ڈاکٹر سفیر آفاقی مجھ سے گفتگو کر رہے ہیں —— ؟"

"جی ہاں میں سفیر آفاقی ہوں ۔"

"کیا آپ اسی طیارے کے کسی حصہ میں ہیں —— ؟"

"جی نہیں ——" ڈاکٹر سفیر آفاقی نے جواب دیا۔ "میں اسوقت آپ سے ہزار دو میل دور تبریز کے قریب اپنی کوہستانی قیام گاہ میں ہوں ۔"

"میں غالباً تین گھنٹے بعد آپ کے پاس پہنچ جاؤنگا ۔"

"آپ ایک گھنٹے میں بھی پہنچ سکتے ہیں ۔"

"کیسے —— ؟"

میں طیارے کی رفتار پرواز تیز کیے دیتا ہوں —— دیکھیے —— اب آپ تقریباً دو ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے پرواز کر رہے ہیں ۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ ہندستانی وقت کے مطابق یہاں ساڑھے گیارہ بجے پہنچیں اس لئے پہلی رفتار ہی زیادہ مناسب رہے گی ۔"

"بہتر ہے ——"

"سفر بہت خوشگوار رہے گا۔ آپ روزنوں سے دلفریب قدرتی مناظر دیکھ سکتے ہیں۔ اچھا کچھ دیر کے لئے مجھے اجازت دیجئے —— آداب عرض ۔"

مقصود نے اپنی کرسی کے تکیہ پر سر رکھ کر آنکھیں بند کرلیں اور ڈاکٹر

سفر آفاقی کے متعلق غور کرنے لگا۔

طیارہ صرف ڈیڑھ ہزار فیٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا تھا اس لئے کچھ دیر بعد مقصود روزن سے زمین کی طرف دیکھنے لگا۔ جنگل پہاڑ، ریگستان اور آبادیاں نیچے سے گذرتی ہوئی چلی جارہی تھیں۔ روانگی کے پچاس منٹ بعد زمین کے نقوش یکایک دھندلے پڑنے لگے اور نظر آنے والی ہر چیز تیزی کے ساتھ دور ہونے لگی۔ اس نے انجن کے قریب لگی ہوئی گھڑیوں کی طرف دیکھا انکی سوئیاں بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں اور جہاز کو چلانے اور سمت بدلنے والا پہیہ خود بخود اِدھر اُدھر گھوم رہا تھا۔

مقصود نے پھر زمین کی طرف دیکھا اب اسے صرف سنہری مائل بھوری سطح نظر آرہی تھی۔ سمت بدلنے والے پہیے کی گردش سے اسنے اندازہ لگا لیا کہ طیارہ رخ بدل رہا ہے لیکن یہ صورت حال زیادہ دیر نہ قائم رہی اور طیارہ نیچے اتر کر پھر ڈیڑھ ہزار فیٹ کی بلندی پر پرواز کرنے لگا۔ اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا اور جمائی لے کر دونوں پیر پوری وسعت تک پھیلا کر سر کرسی کے تکیہ پر رکھ لیا۔

"کیا آپ اس طویل سفر سے اُکتا گئے ۔۔؟"

ڈاکٹر سفر آفاقی کی آواز پر مقصود نے چونک کر طیارچی کی پشت کی طرف دیکھا اسوقت اس کو ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا ڈاکٹر سفر اس کے سامنے طیارچی کی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔

"جی نہیں ـــــ سفر سے تو نہیں لیکن تنہائی سے ضرور اکتا رہا ہوں۔"

"میرے نوجوان دوست آپ غالباً آج زندگی میں پہلی بار تنہائی محسوس کر رہے ہیں۔"

ایک بار پھر قہقہہ کی آواز گونجی۔

"ـــــ خیر آج آپ نے تنہائی تو محسوس کی ـــــ اپنے بائیں جانب دیکھئے ـــــ سلسلہ کوہ کا یہ منظر کتنا دلفریب ہے ـــــ ان فردوسی نظاروں سے صرف طیاروں میں سفر کرنے والے ہی لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔"

"واقعی بہت اچھا منظر ہے ـــــ" مقصود نے کہا: "میں غالباً کوہ ہندوکش کے قریب سے گزر رہا ہوں۔"

"بیشک ـــــ ڈاکٹر مقصود واقعی آپ بہت ذہین ہیں ـــــ اچھا اب پندرہ منٹ بعد پھر گفتگو ہوگی۔"

مقصود کوہ ہندوکش کی برف پوش چوٹیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ ان پہاڑوں کا سلسلہ حد نگاہ تک پھیلتا ہوا چلا گیا تھا۔ اس کی گھڑی کے مطابق ٹھیک گیارہ بجکر پچیس منٹ پر طیارے کے روزن خود بخود بند ہوگئے اور وہ سنبھل کر بیٹھ گیا۔ تین منٹ بعد طیارہ زمین کی طرف اترتا ہوا معلوم ہوا اور ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ایک ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ انجن بند ہوگیا۔

مقصود کرسی کے ہتھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوگیا اور دروازے کی

طرف دیکھا ہی تھا کہ وہ خود بخود کھل گیا۔ وہ طیارے سے اتر کر پتھریلی زمین پر کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف دیکھا۔ طیارہ دو متوازی پہاڑیوں کے درمیان ایک ہموار میدان میں کھڑا ہوا تھا۔ یہ میدان تقریباً دو فرلانگ چوڑا اور ایک میل لمبا تھا۔

اس میدان کو ایک پتلی سڑک دو حصوں میں تقسیم کرتی ہوئی میدان کے اختتام پر ایک درے میں چلی گئی تھی۔ ڈاکٹر مقصود نے درے کی طرف دیکھا ہی تھا کہ اس کو گہرے نیلے رنگ کی ایک کار آتی ہوئی نظر آئی۔ وہ طیارے کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر کار کی طرف دیکھنے لگا۔

کار طیارے کے پاس پہنچ کر ٹھہری اور اس کے پچھلے دروازے سے ایک نوجوان حسین لڑکی مسکراتی ہوئی باہر نکلی۔ وہ آذربائیجانی وضع کی شلوار گھٹنوں سے نیچی قمیص اس پر صدری اور اس کے اوپر ایک گرم لبادہ پہنے ہوئے تھی سر پر آذربائیجانی طرز کا رومال تھا جس کے گرد گردن سے ریشمی فیتہ بندھا ہوا تھا۔

"السلام علیکم ــــ خوش آمدید ــــ ڈاکٹر مقصود! ــــ"۔ اس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"علیکم السلام ــــ"۔ مقصود نے بھی مسکرا کر جواب دیا اور بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔

"مجھے نجمہ اطہر کہتے ہیں ــــ اور میں ڈاکٹر سیفر آفاقی کی طرف سے آپ کے خیر مقدم کے لئے آئی ہوں،،۔

"آپ سے مل کر بہت مسرت ہوئی۔"

"آپ کو سفر میں کسی قسم کی تکلیف تو نہیں ہوئی ___؟" نجمہ نے دریافت کیا۔

"جی نہیں۔ سفر بہت خوش گوار رہا۔"

مقصود نے جواب دے کر طیارے کی طرف دیکھا۔

"قاسم!" نجمہ نے کار کی طرف دیکھ کر آواز دی اور شوفر اتر کر سامنے آگیا۔

"ڈاکٹر صاحب کا سوٹ کیس اور ہولڈال طیارے سے اتار کر کار میں رکھو ___"

شوفر نے سوٹ کیس اور ہولڈال نکال کر کار کے لگیج کیریر میں رکھ دیا۔

"چلیے۔ ڈاکٹر آفاقی بہت بے چینی کے ساتھ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

دونوں کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے اور کار درہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ مقصود نے پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ شاید کوہ البرز کے شمالی مغربی سلسلہ کی پہاڑیاں ہیں۔"

"جی ہاں ___"۔ نجمہ نے کہا۔ "کیا آپ اس سے قبل اس علاقہ میں تشریف لا چکے ہیں۔"

"جی نہیں ___ یہ میرا پہلا اتفاق ہے ___"۔ مقصود نے جواب دیا۔

نجمہ نے متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ ابھی تک شاداب پہاڑیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔

نسامنے دامن کوہ میں آپ کو جو درخت نظر آرہے ہیں ـــــ وہ باغات ہیں ـــــ "۔

مقصود نے کہا۔" واقعی بہت پر فضا جگہ ہے ـــــ "۔

"درے کے اس جانب نشیب میں ایک آبشار ہے۔ اسے دیکھ کر آپ یقیناً بہت محظوظ ہوں گے۔ اس آبشار سے کچھ ہی فاصلہ پر ڈاکٹر سیفر آفاقی کی قیام گاہ اور دار التجارب ہے ـــــ "۔

کار درے میں داخل ہوئی اور آبشار کا ہلکا ہلکا شور سنائی دینے لگا۔ درہ پانچسو گز سے زیادہ چوڑا نہ تھا۔ اس کے درمیان ایک چشمہ بہہ رہا تھا۔ کار چشمے کے کنارے چلتی ہوئی ایک موڑ پر پہنچ گئی۔

" وہ دیکھیے ـــــ نیچے ـــــ درختوں کے درمیان آبشار جاری ہے تقریباً ہزار فیٹ نیچے ایک گھاٹی میں آبشار نظر آیا مقصود نے اسطرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" واقعی عجیب دلفریب اور سحر کن منظر ہے۔ "

"ـــــ اور وہ دیکھیے سامنے اس پہاڑ پر ـــــ "۔ نجمہ نے قریب ترین پہاڑی پر بنی ہوئی ایک خوبصورت دو منزلہ عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔" وہ ڈاکٹر سیفر آفاقی کی قیام گاہ ہے "۔

"ڈاکٹر سیفر نے بہت پر فضا مقام منتخب کیا ہے"۔ مقصود نے نجمہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" کیا آپ بھی یہیں رہتی ہیں ـــــ ؟"

"جی ہاں ـــــ "۔ نجمہ نے نگاہیں چراتے ہوئے جواب دیا۔

دونوں بغیر کسی ارادے کے اس خوبصورت عمارت کی طرف دیکھنے لگے۔

(۵)

ڈاکٹر سفیر آفاقی

عمارت کے پورٹیکو میں ڈاکٹر سفیر آفاقی نے ڈاکٹر مقصود کا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور مصافحہ کے بجائے مشرقی طریقہ پر اس کو سینے سے لگا کر پرجوش لہجہ میں دعائیں دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود! آپ کی آمد سے سوکھے دھانوں میں پانی پڑ گیا ہے"۔ وہ شمالی ہند کے باشندوں کے لہجہ میں بہت سلیس اُردو میں گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے ہر لفظ ہر جنبش اور لہجہ سے خلوص ظاہر ہو رہا تھا نجمہ اطہر ان کے قریب کھڑی ہوئی مقصود کو متحیر مسرور اور مستحسن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ڈاکٹر سفیر آفاقی نے اس کو ایک آراستہ کمرے میں لیجا کر بٹھایا اور اس کے پاس بیٹھ کر ایک انتہائی بے تکلف دوست کی طرح باتیں کرنے لگا۔ انکی گفتگو کا موضوع سائنس کی ترقی تھا۔ پندرہ منٹ بعد ڈاکٹر سفیر یکایک کھڑا ہو گیا اور دیوار کی طرف دیکھ کر مقصود سے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود آپ ڈیڑھ بجے کھانا کھاتے ہیں اور اب بارہ بجکر دس منٹ آئے ہیں ــــ آیئے جبتک میں آپ کو اس عمارت کی سیر کرا دوں۔"

مقصود واقعی ڈیڑھ بجے کھانا کھاتا تھا اس نے متحیر ہو کر اسکی طرف دیکھا۔

"اس میں تعجب کی کون سی بات ہے ڈاکٹر مقصود ۔۔۔"۔ ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔ "ہم اشرف المخلوقات ہیں۔ اگر ہم کوشش کریں تو ہر انسان کی زندگی کا تجزیہ کر سکتے ہیں۔ ہر انسان سے میرا مطلب یہ ہے کہ کم از کم ان لوگوں کے متعلق تو ہم ہر بات معلوم ہی کر سکتے ہیں جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔"

دونوں دروازے کی طرف بڑھے۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"مثال کے طور پر آپ خود اپنی روز مرّہ کی زندگی اور معلومات کو لے لیجئے ۔۔۔ آپ عموماً چھ اور ساڑھے چھ بجے کے درمیان بیدار ہوتے ہیں۔ سات بجے تک غسل خانے میں جاتے اور آٹھ بجے سے قبل ناشتہ کر کے باہر آ جاتے ہیں ۔۔۔ اسی طرح ایک مقررہ لائحہ عمل کے مطابق دن گذرتا ہے ۔۔۔ لیکن کبھی آپ نے اپنے ہی روز مرّہ کے پروگرام کا تجزیہ نہیں کیا ہو گا کہ ۔۔۔"

وہ ایک گذرگاہ میں پہنچکر یکایک خاموش ہو گیا۔ اور بالکنی کی طرف دیکھنے لگا۔ مقصود کی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کے متعلق ابتک جو کچھ بھی کہا تھا وہ لفظ بہ لفظ صحیح تھا۔ اسکو تعجب تھا کہ یہ سب باتیں اسکو کیسے معلوم ہو گئیں اور اسکو اس کے نجی

حالات سے اس قدر دلچسپی کیوں ہے وہ انہیں باتوں کے متعلق غور کرتا ہوا اس کے ساتھ چل رہا تھا کہ ڈاکٹر سفیر کی آواز اس کے کانوں میں پھر گونجی۔

"ہاں مقصود میاں ——" اس نے شفقتانہ لہجہ میں کہا: "تو میں آپ سے آپ کی نجی مصروفیات کے متعلق گفتگو کر رہا تھا۔ اس سے میرا یہ مقصد تھا کہ آجکل کی مصروف زندگی میں انسان کو خود اپنے متعلق تو سوچنے اور غور کرنے کا موقع ملتا نہیں ہے تو دوسروں کے متعلق کیا غور کر سکتا ہے۔"

دونوں عمارت کے عقبی حصہ میں پہنچ گئے۔ سامنے تقریباً ایک ہزار گز تک ایک ڈھلوان میدان تھا جس کو جابجا زینے کاٹ کر مسطح کر دیا گیا تھا اور ہر قطعہ میں کیاریاں اور روشیں بنادی گئی تھیں درمیان میں ایک فوارے سے پانی اچھل رہا تھا۔ میدان کے اختتام پر تین فیٹ اونچی چہار دیواری تھی اور اس کے بعد تقریباً آٹھ سو فیٹ نیچا ایک گہرا کھڈ تھا جس کے پس منظر میں بہت دور پر شاداب پہاڑیاں نظر آرہی تھیں۔

"آپ میرا مطلب سمجھ گئے ہوں گے ——؟"

ڈاکٹر سفیر کی آواز پر مقصود نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے جملے کو سمجھے بغیر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں —— آپ کا خیال صحیح ہے۔"

"خیر اس موضوع پر پھر کسی وقت گفتگو ہوگی ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ "یہ دراصل تمہید تھی اس موضوع کی جس پر میں آپ سے تبادلۂ خیال کرنا چاہتا ہوں ۔"

دونوں عمارت اور بائونڈری کے گلاب کے پودوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے عمارت کے مشرقی بازو پر پہنچ گئے ۔ اس طرف پانچسو فیٹ طویل اور اسی قدر چوڑا ایک میدان تھا جس میں جا بجا انگور کی بیلوں کے چھوٹے چھوٹے کوئنک بنے ہوئے تھے اس میدان کے اختتام پر دور تک ایک منزلہ مکانات بنے ہوئے تھے ۔

ڈاکٹر سیفر نے ان مکانات کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

"ان مکانوں میں وہ لوگ رہتے ہیں جو یہاں کام کرتے ہیں ۔"

دونوں ٹہلتے ہوئے عمارت کے سامنے پہنچ گئے ۔ عمارت کے سامنے ہی چمن میں تین فوارے چھوٹ رہے تھے ۔ وہ پورٹیکو کے سامنے پہنچکر ٹھہرے اور ڈاکٹر سیفر نے فوارے کی طرف دیکھ کر کہا ۔

"آیئے کچھ دیر یہاں بیٹھیں ۔"

سبزے پر سفید بید کی خوبصورت کرسیاں پڑی ہوئی تھیں ۔

دونوں سبزے پر پہنچکر کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ برآمدے میں چار ایرانی خدمتگار مغربی وضع کا لباس پہنے مستعدی کے ساتھ حکم کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے ۔

مقصود نے ڈاکٹر سیفر سے کہا ۔ "آپ نے بہت پر فضا مقام پر اپنی

ہانش گاہ بنائی ہے۔"

"مجھے یہ خطہ بہت پسند ہے۔"

"اور وطن ——؟" مقصود نے قدرے جھجک کر پوچھا۔

"غریب الوطن سمجھئے ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے ہنس کر کہا: "جہاں پہنچ جاتا ہوں اسی جگہ کو وطن سمجھ لیتا ہوں۔"

"لب و لہجہ سے تو آپ ہندستانی معلوم ہوتے ہیں۔" مقصود نے کہا: "شمالی ہند کے رہنے والے ——"۔

"میں فارسی، عربی، ترکی، روسی انگریزی اور فرانسیسی زبانیں بھی اسی روانی کے ساتھ بولتا ہوں ——"۔

"خوب ——"۔ مقصود نے اس کو متعجبانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مقصود میاں ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے بہت بے تکلفی کے ساتھ اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا: "انسان کیا نہیں کر سکتا ہے —— لیکن اس کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ وہ ایک کام میں مصروف ہو کر زندگی کے دوسرے کاموں کو اس طرح فراموش کر دیتا ہے گویا اس کی تخلیق صرف ایک ہی کام کے لئے ہوئی تھی۔"

مقصود نے ہنس کر کہا: "مجھے اس کے تسلیم کرنے میں کچھ تامل ہے۔"

"کیوں ——؟"

"انسان ایک وقت میں ایک ہی کام کر سکتا ہے۔"

"اسی خیال نے انسان کو ایک غلط راستے پہ ڈال دیا ہے۔" ڈاکٹر سفیر نے مقصود کو سمجھاتے ہوئے کہا: "حالانکہ وہ غیر شعوری طور پہ لگا ہے کہ اب دوسرے کام بھی کرتا رہتا ہے اور اس کی توجہ دوسری طرف بھی منعطف ہوتی رہتی ہے۔"

اس نے مقصود کی طرف دیکھا اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"مثلاً آپ دھاتوں کا ایک نیا مرکب تیار کرنے کے لئے عرصہ سے دھاتوں پہ تجربے کر رہے تھے لیکن اسی دوران میں آپ نے متعدد طاقتور والوو بھی تیار کر لئے۔ ایک ٹیلی وژن کا خاکہ بھی تیار کیا اور دھاتوں کے تجربات کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے وقت تک طیارہ کے لئے ایک ایسا ایندھن بھی تیار کر لیا جو دیگر ایندھنوں سے بہت زیادہ طاقتور ہے۔

میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں ——— ؟"

"جی نہیں ——— ... مقصود نے کہا: "لیکن آپ کو یہ سب باتیں معلوم کیسے ہوئیں۔ کیا آپ میرے بہت قریب رہے ہیں۔؟"

"جی نہیں ——— "۔ ڈاکٹر سفیر نے اس کے حیرت و استعجاب کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے کہا۔ "میں دس سال سے اسی عمارت میں ہوں اور اس پھاٹک کے باہر قدم نہیں نکالا ہے ۔"

"آپ کا کوئی ایجنٹ ہندستان میں ہوگا اور وہ میری نقل و حرکت پہ نظر رکھتا ہوگا۔"

"جی نہیں ——— ڈاکٹر مقصود ———" ڈاکٹر سفیر نے کہا: "میں نہ تو ایسی طبیعت کا ہوں اور نہ ایسی باتوں کو پسند کرتا ہوں۔"

"تو پھر آپ نے میرے متعلق یہ معلومات کہاں سے حاصل کر لیں۔؟"

ڈاکٹر سیفر نے اس کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ایک خدمتگار کو ہاتھ سے اشارہ کرنے کے بعد مقصود سے کہا۔

"معاف فرمایئے گا ڈاکٹر مقصود! میں آپ کو سگریٹ پیش کرنا بھول گیا آپ نے آج ساڑھے سات بجے سے اب تک سگریٹ نہیں پیا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے صحیح کہا تھا۔ اس نے آخری سگریٹ ٹھیک ساڑھے سات بجے پیا تھا۔ اس پُراسرار انسان کی عجیب و غریب باتوں سے اس کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ اور اس نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"مقصود صاحب! آپ بلاوجہ پریشان نہ ہوں ———"۔ ڈاکٹر سیفر نے ہمدردانہ لہجہ میں کہا: "میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ انسان اگر کسی کے معمولات معلوم کرنا چاہے تو بہت آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتا ہے"۔

"——— لیکن ———"۔ مقصود نے قدرے جھجکتے ہوئے کہا۔

"معلومات کا علم اسی کو ہو سکتا ہے جو ہر وقت ساتھ رہے۔"

"میری اور آپ کی ملاقات ٹیلی وژن کے پردے پر ہوئی"۔

ڈاکٹر سیفر نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ———"۔ مقصود نے اس کی تائید کی۔

"——— اور ٹیلی وژن گذرے ہوئے دور کی ایجادات میں شمار ہونے لگا ہے اور اس میں نئی نئی اختراعات ہو رہی ہیں۔"

مقصود نے چونک کر کہا: "تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا

ٹیلی وژن بھی تیار ہو چکا ہے جس کی مدد سے ہم جس چیز کو دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں ——"۔

جی ہاں ——"۔ یہ ایجاد و اختراع کا دور ہے۔ اور ایسا ٹیلی وژن تیار ہو چکا ہے —"

خدمتگار نے ایک منقش نقرئی طشتری لاکر بید کی میز پہ رکھ دی اور چلا گیا۔

"سگریٹ حاضر ہے —" ڈاکٹر سفیر نے طشتری سے ایک خوبصورت ڈبیا اٹھا کر مقصود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ وہی سگریٹ ہے جو آپ پسند کرتے ہیں ——"۔

مقصود نے ایک سگریٹ نکال کر سلگایا۔ ڈاکٹر سفیر نے بھی ایک سگریٹ سلگا لیا اور دونوں پھر باتیں کرنے لگے ڈاکٹر سفیر نے کہا۔

"چونکہ میں گمنامی میں زندگی بسر کر رہا ہوں اس لئے میری اس ایجاد کا دنیا والوں کو علم نہیں ہوا۔ مجھے صرف چند سائنسداں جانتے ہیں اور ان میں سے ایک ڈاکٹر جعفر حکمت ہیں ——"

"السلام علیکم ڈاکٹر مقصود ا—" عقب سے آواز آئی۔

مقصود نے پلٹ کر دیکھا تو اس کو موسیٰ اطہر نظر آیا۔ وہ اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔

"علیکم السلام ——"۔

مقصود نے اٹھتے ہوئے کہا اور بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا۔ موسیٰ

اطہر بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور رسمی گفتگو کے بعد اس نے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود میرا خیال ہے کہ میں نے پہلے بھی کہیں آپ کو دیکھا ہے۔"

"ٹیلی وژن کے پردے پر ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اطہر صاحب آپ کا حافظہ کمزور ہوتا جا رہا ہے ۔"

"جی ہاں ــــ لیکن اس قدر کمزور نہیں ۔" سوسنی اطہر نے کہا۔ "ٹیلی وژن پر تو میں نے ان کو اسی ہفتہ دیکھا ہے لیکن اس سے قبل بھی کہیں دیکھ چکا ہوں ــــ لیکن کہاں ۔ یہ نہیں بتا سکتا ــــ"۔

"خیر اطمینان کے ساتھ غور کرنے کے بعد بتائیے گا۔" ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔ "نجمہ کہاں ہے ۔؟"

"اندر ــــ اپنے کمرے میں ــــ"۔ سوسنی اطہر نے کہا۔ "ضروری ڈاک دیکھ رہی ہے ۔"

"ایک بجنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "آئیے میں آپ کو وہ ٹیلی وژن بھی دکھا دوں جو میں نے تیار کیا ہے ۔ بیس منٹ میں آپ اسے اطمینان کے ساتھ دیکھ لیں گے ــــ"۔

ڈاکٹر سیفر کے ساتھ مقصود اور سوسنی اطہر بھی کھڑے ہو گئے اور تینوں باتیں کرتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"دوسری منزل کے پانچ کمرے میں نے تجربات کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں ــــ"۔

وہ متعدد کمروں سے گزرتے ہوئے ایک زینے کے سامنے پہنچ گئے۔ مقصو

نے کہا۔

"مجھے اس عمارت کا طرز تعمیر بہت پسند ہے۔"

"اس کا نقشہ میرے ایک دوست ابو سقر بن خلیل نے بنایا ہے۔ وہ عراق کے ایک مشہور انجینیر ہیں۔"

وہ زینے پر چڑھتے ہوئے ایک کمرے کے سامنے پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سفیر آفاقی نے مسعود کو اپنا ٹیلی وژن دکھایا۔ وہ اس ٹیلی وژن سے بہت مشابہ تھا جو عالمی ادارہ سائنس کی طرف سے اس کے پاس بھیجا گیا تھا۔ ڈاکٹر سفیر نے اس کو اس ٹیلی وژن کی خصوصیات بتائیں اور ایک بج کر دس منٹ پر وہ لوگ ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ نجمہ ڈرائنگ روم میں آتشدان کے پاس کھڑی ہوئی ایک گلدان میں گلاب کے پھول لگا رہی تھی۔ اس نے مسکرا کر ان کی طرف دیکھا اور پھول لگا کر ان کے پاس آ گئی۔

"تم اپنے معزز مہمان کو چھوڑ کر کہاں چلی گئی تھیں۔" ڈاکٹر سفیر نے ہنس کر نجمہ سے پوچھا۔

"میں ضروری ڈاک دیکھنے گئی تھی۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی اور میں اس کے لئے معذرت خواہ ہوں ——"

وہ سب صوفوں پر بیٹھ گئے۔ پندرہ منٹ بعد ایک خدمتگار دروازے پر نظر آیا اور ڈاکٹر سفیر نے مقصود سے کہا۔

"دستر خوان چنا جا چکا ہے۔"

وہ سب اٹھ کر کھانے کے کمرے میں پہنچے کھانا کھایا اور اٹھ کر عمارت

کے عقبی حصے میں پہنچے۔ فوارے سے کچھ فاصلہ پر چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"نجمہ اب کچھ دیر تم ڈاکٹر مقصود سے باتیں کرو۔ جب تک میں چند ضروری کام کر لوں۔"

"جی ہاں۔ آپ تشریف لے جائیں۔" مقصود نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔ "یہ جگہ تو ایسی ہے کہ میں یہاں تنہا بھی سیر و تفریح کر سکتا ہوں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "میں نجمہ کو اس لئے چھوڑے جا رہا ہوں کہ آپ تنہائی نہ محسوس کریں۔"

دونوں ایک ساتھ مسکرا دیئے۔ سوئی اطہر نے مقصود سے کہا۔

"میں بھی کچھ دیر کے لئے معذرت خواہ ہوں۔"

"جی ہاں ـــــ ضرور جایئے ـــــ۔"

دونوں عمارت کی طرف چلے گئے۔ نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"تشریف رکھیئے ـــــ۔"

دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

نجمہ نے کہا۔ "مجھے عرصہ سے آپ سے ملنے کا اشتیاق تھا۔"

"عرصہ سے ـــــ؟" مقصود نے متحیر ہو کر پوچھا۔ "کیا آپ مجھے عرصہ سے جانتی ہیں۔؟"

"جی ہاں ـــــ۔" نجمہ نے کہا۔ "میں آپ کو ایک سال سے جانتی ہوں۔ جب آپ ہندستان کے مرکزی تحقیقی ادارے کی طرف سے

تحقیق کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔"

مقصود نے کہا: "لیکن یہ انتخاب بین الاقوامی اہمیت نہیں رکھتا تھا۔"

"جی ہاں ـــــ لیکن عوام کے لئے ـــــ"۔ نجمہ نے جواب دیا۔

"جس روز ریڈیو پر آپ کے انتخاب کا اعلان ہوا اسی روز ڈاکٹر سیفر نے میرے والد سے آپ کا تذکرہ کیا۔ اس وقت میں بھی وہاں موجود تھی۔"

"آپ یہاں کتنی مدت سے ہیں۔؟"

"دس سال سے ـــــ"۔ نجمہ نے کہا۔ "دس سال پورے ہو چکے ہیں۔ میں جب یہاں آئی ہوں اس وقت میری عمر آٹھ یا نو سال کی تھی۔"

"آپ بھی بہت سلیس اُردو میں گفتگو کرتی ہیں ـــــ کیا آپ ہندستانی ہیں۔؟"

"جی نہیں ـــــ"۔ نجمہ نے کہا۔ "میں یہاں عراق سے آئی ہوں۔"

"۔ لیکن آپ کا لہجہ ہندستانی ہے۔"

نجمہ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"تو گویا لہجے سے قومیت کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔"

"یہ ضروری تو نہیں ہے لیکن عام طور پر ہوتا ایسا ہی ہے۔"

"میں کئی زبانیں اسی طرح بول سکتی ہوں ـــــ"۔ نجمہ نے کہا۔ "میرے والد بھی اُردو میں گفتگو کرتے ہیں ـــــ اور یہاں رہنے والے دیگر افراد بھی اُردو داں ہیں ـــــ"۔

"تو گویا یہاں کی زبان اُردو ہے۔"

"جی ہاں ۔ لیکن ہم لوگ اُردو میں کیوں گفتگو کرتے ہیں اس کے متعلق میں کچھ نہیں بتا سکتی ——— میری مادری زبان عربی ہے۔"

مقصود نے کہا: "واقعی یہ ایک عجیب بات ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے میں نے ڈاکٹر سیفر سے ان کے وطن کے متعلق استفسار کیا تھا لیکن انہوں نے مجھے باتوں میں ٹال دیا ——"

نجمہ نے قدرے سنجیدہ ہو کر کہا: "اس کا تو کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ ابو بارہ سال سے ان کے ساتھ ہیں لیکن وہ بھی ان کے وطن کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں ——"

"ٹیلی وژن پر مجھ کو یہ بتایا گیا تھا کہ موسیٰ اطہر صاحب تبریز کے کسی سائنسی کتب خانے کے مہتمم ہیں ——"

"جی ہاں ——— اور وہ کتب خانہ اسی عمارت میں ہے۔" نجمہ نے بالائی منزل کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "وہ دریچے جو سامنے نظر آرہے ہیں وہی کتب خانہ ہے اسی میں کبھی کبھی تبریز کے سائنسی ادارے کے اراکین مشاورت کے لئے بھی جمع ہوتے ہیں۔"

مقصود نے مسکرا کر کہا: "ہم پھر موضوع سے ہٹتے جا رہے ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ فارسی یا ترکی کے بجائے اردو میں کیوں گفتگو کرتے ہیں۔"

"اس لئے کہ یہی وہ ایشیائی زبان ہے جو دنیا کے ہر حصے میں سمجھی

جا سکتی ہے ۔ اور مشرقی زبانوں میں اس کو بین الاقوامی زبان کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے ۔"

مقصود نے کچھ سوچ کر کہا ۔" میرے خیال میں ڈاکٹر سبز شمالی ہند کے رہنے والے ہیں لیکن، کسی وجہ سے ترک وطن کر کے یہاں سکونت اختیار کر لی ہے ۔"

" ممکن ہے ایسا ہی ہو ۔" نجمہ نے بہت معصومیت کے ساتھ کہا" ـــــ مجھے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہے ۔"

" بہر حال وہ بہت ملنسار اور خلیق ہیں ۔" مقصود نے کہا " ان میں دوسروں کو متاثر اور مسحور کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے ۔"

نجمہ نے ہنس کر کہا ۔" جن الفاظ میں آپ ان کی تعریف کر رہے انہیں الفاظ میں اور اسی جوش و خلوص کے ساتھ وہ روز آپ کی تعریف کرتے ہیں ۔ ان کا خیال ہے کہ آپ دنیا کے سب سے زیادہ ذہین سائنسدان ہیں ۔"

" یہ ان کی ذرہ نوازی ہے ورنہ میں کیا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں ـــــ "

نجمہ نے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا ۔

" میں نے سنا ہے کہ ہندوستان بھی بہت شاداب ملک ہے "۔

" چند روز کے لئے میرے ساتھ ہندوستان چلیئے ـــــ میں

آپ کو سیر کرا دوں گا ——"۔

"کوشش کروں گی ——" نجمہ نے کہا۔" میری دلی تمنا ہے
کہ میں ایک بار ہندستان کی سیر کروں ۔"

دوسری منزل کے ایک دریچے سے موتی اطہر نے نجمہ کو آواز دیکر
اشارہ کیا اور اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آئیے چلیں ڈاکٹر سیفر ہم دونوں کو بلا رہے ہیں۔"

---

(۶)

نجمہ کی مہمان نوازی

ڈاکٹر سیفر آفاقی نے اپنی عمارت کی بالائی منزل میں مقصود کو چائے پلائی۔ اور اپنے دار التجارب میں کام کرنے والوں کو بلا کر اس سے تعارف کرایا۔ اس کے عملہ میں اسی آدمی تھے ان میں دس نجانے بھی شامل تھے۔ وہ سب تبریز اور اسا کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ ان میں چھ سائنسدان آٹھ ان کے مددگار باقی دستکار اور مستری تھے۔

ڈاکٹر آفاقی نے اپنی رہائش گاہ کے احاطہ میں ایک کارخانہ بھی قائم کر رکھا تھا جہاں ضرورت کی ہر چیز تیار کر لی جاتی تھی۔ ان لوگوں کے جانے کے بعد نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"آپ نے دیکھا۔ اگرچہ ان لوگوں کا لہجہ ایرانی ہے لیکن وہ سب اردو میں گفتگو کرتے ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر ایک دریچے کے پاس کھڑا ہوا موسیٰ اطہر سے گفتگو کر رہا تھا۔ اس نے نجمہ کی طرف دیکھا اور وہ دونوں ٹہلتے ہوئے مقصود اور نجمہ کے پاس آ گئے اور ڈاکٹر سیفر نے مقصود کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود! آپ اپنے دل میں کہہ رہے ہوں گے کہ عجیب

انسان ہے کہ ابھی تک مطلب کی ایک بات بھی نہیں کی"۔
مقصود نے ہنس کر کہا :" اس وقت تک تو ایسا کوئی خیال میرے
ذہن میں آیا نہیں ہے ۔"
"۔ دراصل آج میں بہت مصروف رہا۔ اب رات کے کھانے
کے بعد ہم دونوں ایک گرم کمرے میں بیٹھ کر باتیں کریں گے ۔"
نجمہ نے کہا :" اگر آپ تبریز چلنا چاہیں تو میرے ساتھ چل سکتے ہیں"۔
"کیا تم تبریز جا رہی ہو ۔ ؟" ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے دریافت کیا۔
"جی نہیں ــــــ"۔ نجمہ نے جواب دیا" اگر ڈاکٹر مقصود جانا
پسند کریں تو میں جا سکتی ہوں ــــــ"۔
مرنی اطہر اور ڈاکٹر سیفر نے مقصود کی طرف استفسارانہ نظروں
سے دیکھا۔ اس نے پوچھا۔
"کیا ہم تبریز جا کر غروب آفتاب کے بعد فوراً واپس آسکتے ہیں"؟
"جی ہاں ـــ" نجمہ بول اٹھی ـــ" ہم پینتیس منٹ میں وہاں پہونچ
جائیں گے ـــ"
"تو پھر چلئے ـــ اگر زحمت نہ ہو ـــ" مقصود نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"تکلیف کا کیا سوال ہے ـــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا" آپ کو سیر و
تفریح کے لئے لے جانا ہمارے فرائض میں داخل ہے ـــ"
نجمہ نے اٹھتے ہوئے کہا ـــ" تو پھر اٹھیے ـــ"

ڈاکٹر سفر مقصود اور نجمہ ایک ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سفر نے مقصود سے کہا "آپ السٹر لے لیں ——— واپسی تک کافی خنکی ہو جائے گی۔"

وہ سب زینے سے اتر کر ڈرائنگ روم کے سامنے آ گئے۔ نجمہ نے ایک ملازم کو اشارے سے بلا کر کچھ کہا اور وہ مقصود کا کوٹ لے آیا۔ پورٹیکو میں نیلے رنگ کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ شوفر نے بڑھ کر دروازہ کھولا اور نجمہ اور مقصود کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سفر نے کھڑکی کے پاس جھک کر نجمہ سے کہا۔

"کسی سے تعارف نہ کرانا ——— اور مغرب کے فوراً بعد واپس آ جانا۔ آفتاب غروب ہونے کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد سے شمالی ہوائیں چلنا شروع ہو جائیں گی اور درجۂ حرارت گر جائے گا۔"

"میں موسمی پیشین گوئی پڑھ چکی ہوں ———" نجمہ نے فر کا زنانہ کوٹ اپنے پیروں پر ڈالتے ہوئے کہا۔ "ہم صرف جائے تسکین میں کافی پینے کے لئے اتریں گے۔"

"کریم اور کوکو کا ایک گرم پیالہ اس سے زیادہ بہتر اور مفید رہیگا۔" ڈاکٹر سفر نے شوفر کو اشارہ کیا اور کار روانہ ہو گئی اور درے کے قریب پہنچ کر بائیں جانب گھوم کر نیچے اترنے لگی۔ نجمہ نے کہا۔

"یہ سڑک ڈاکٹر سفر نے تعمیر کرائی ہے۔ پہاڑ کے دامن میں پہنچ کر یہ آذربائیجان سے آنے والی شاہراہ سے مل جاتی ہے۔"

"ڈاکٹر سیفر میرے لئے ابھی تک ایک پراسرار انسان ہیں۔ ابھی تک نہ تو مجھ کو یہ معلوم ہو سکا ہے کہ وہ کہاں کے رہنے والے ہیں اور نہ یہ سمجھ سکا ہوں کہ ان کا کس ادارے سے تعلق ہے اور ان کے شاہانہ اخراجات کس طرح پورے ہوتے ہیں۔"

"غالباً حکومت ایران سے ان کو ایک گرانقدر وظیفہ ملتا ہے"۔

"یعنی آپ کو بھی اس کا صحیح علم نہیں ہے۔؟"

"جی نہیں ــــــ"۔ نجمہ نے کہا: "میرے والد ان کے سکریٹری ہیں۔ لیکن ان کو بھی ان باتوں کا علم نہیں ہے۔"

"آپ ان کے اس سائنسی ادارے کی رکن ہیں یا محض اپنے والد صاحب قبلہ کی وجہ سے یہاں رہتی ہیں۔"

"پہلے تو میں محض اپنے والد صاحب ہی کی وجہ سے یہاں آجاتی تھی اور زیادہ تر تبریز کے ایک نسوانی کالج کے ہوسٹل میں رہتی تھی لیکن اب گذشتہ دو سال سے میں ان کے ادارے کی ایک رکن ہوں"۔

مقصود شوفر کی پشت پر نگاہیں جمائیں خاموش بیٹھا ہوا کچھ سوچتا رہا نجمہ نے کچھ دیر بعد اس کی طرف دیکھا اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ان کے متعلق زیادہ سوچنا بیکار ہے۔ انکی شخصیت ایک راز ہے جسے ابتک کوئی بھی نہیں سمجھ سکا ہے۔"

"۔ اور نہ سمجھنے کی کوشش کی ہے۔؟" مقصود نے پوچھا۔

"کوشش تو بہت کی ــــــ"۔ نجمہ نے کہا ــــــ "لیکن کامیابی

نہیں ہوئی ـــــ وہ مجھے پیار میں بیٹی کہہ کے مخاطب کرتے ہیں اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اگر ان کے کوئی لڑکی ہوتی تو وہ اس کو بھی اسی قدر چاہتے ـــــ"۔

ـــــ لیکن اس کے باوجود آپ کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہیں ہے"۔

"کچھ بھی نہیں ـــــ"۔ نجمہ نے کہا۔" تین چار سال قبل میں نے ابو سے دریافت کیا تھا لیکن انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ وہ جھوٹ نہیں بولتے ہیں۔ اگر ان کو ڈاکٹر سیفر کے متعلق کچھ معلوم ہوتا اور وہ اس کو راز رکھنا چاہتے تو مجھ سے صاف انکار کر دیتے۔"

مقصود نے کچھ سوچ کر کہا۔" ڈاکٹر سیفر نے مجھ کو یہاں اس لئے بلایا ہے کہ میں بنی نوع انسان کی خدمت کے سلسلہ میں ان سے تعاون کروں ـــــ لیکن جبتک مجھ کو ان کے متعلق یہ نہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ کون ہیں ان کا کس ملک کس قوم اور کس نسل سے تعلق اور ان کے ادارے کو مالی امداد کہاں سے مل رہی ہے اسوقت تک میں ان سے کوئی معاہدہ اور کسی قسم کا تعاون نہیں کروں گا۔"

"کیا یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے"۔ نجمہ نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ "مقصود نے جواب دیا۔" میں اپنے فیصلہ بدلا نہیں کرتا"۔

"اگر وہ آپ کو مجبور کریں ـــــ؟"

"جبتک مجبوری کی نوعیت نہ معلوم ہو جائے میں کچھ بھی نہیں کہہ سکتا"۔

دونوں خاموش ہو گئے۔ کار پہاڑ کے دامن میں پہنچ چکی تھی اور

ایک شفاف سڑک پر تیزی کے ساتھ جا رہی تھی۔ سڑک سے تقریباً پچاس فیٹ کے فاصلہ پر ایک چشمہ رواں تھا۔ مقصود نے چاروں طرف دیکھا۔ وہ دامن کوہ سے آگے بڑھ چکے تھے اور وہ لحظہ لحظہ دور ہوتا جا رہا تھا اور ڈھلوان میدانوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

نجمہ نے نشیب میں درختوں کی قطاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ان درختوں کے بعد سے مضافاتی آبادی شروع ہو جاتی ہے"۔

"مناظر بہت دلفریب ہیں۔ کاش ان میدانوں میں دو ایک جھیلیں بھی ہوتیں۔"

"دو ایک نہیں ــــ پانچ جھیلیں ہیں۔" نجمہ نے کہا۔ "ان میں چار مصنوعی ہیں۔ ان میں متعدد جزیرے بھی بنائے گئے ہیں اور ہر جزیرے میں ایک ریسٹوران ہے۔"

"عوام کی تفریح کے لئے ایسی چیزیں ضروری ہیں۔" مقصود نے کہا۔ "ہندستان کے متعدد شہروں میں بھی ایسی ہی جھیلیں بنائی گئی ہیں۔"

نجمہ نے پر اشتیاق لہجہ میں کہا۔ "اگر مجھے موقع ملا تو میں ہندستان ضرور دیکھوں گی۔"

"موقع کا کیا سوال ہے۔ آپ میرے ساتھ چل سکتی ہیں۔" مقصود نے دوستانہ لہجہ میں کہا۔ "میں آپکو مشہور مقامات کی سیر کرا دونگا۔ آپ اپنے والد سے اجازت لے لیں ــــ"

کار ایک بستی کے سامنے پہنچ گئی۔

"یہ پہلی مضافاتی بستی ہے اور اسے باغ فرحت کہتے ہیں۔ اس میں زمانہ قدیم کا ایک بہت بڑا باغ اور کسی عرب شاہزادے کا ایک شاندار محل ہے۔"

"اگر میں کل واپس نہ چلا گیا تو اس محل کو ضرور دیکھوں گا۔"

نجمہ نے گھبرا کر کہا۔ "کیا آپ کل ہی واپس چلے جائیں گے۔"

"جی ہاں۔" مقصود نے جواب دیا۔ "اگر میرے اور ڈاکٹر سیفر کے درمیان کوئی معقول معاہدہ نہ ہو سکا تو میں کل واپس چلا جاؤں گا۔"

نجمہ خاموش ہو گئی اور شوفر کے سامنے لگے ہوئے شیشہ کے اس پار کھوئی ہوئی نگاہوں سے دیکھنے لگی

پندرہ منٹ بعد کار شہر میں داخل ہو گئی اور ایک معروف بازار سے گزری —— اس بازار میں چوڑی سڑک کے گرد دونوں طرف چار منزلہ اور پانچ منزلہ عمارتیں بنی ہوئی تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ ایک بہت وسیع پارک کے سامنے پہنچ گئے۔ یہ پارک ایک بہت بڑے دائرے کی شکل میں بنا ہوا تھا۔ اس کے چاروں طرف ایک چوڑی سڑک اور اس کے کنارے ایک ہی طرز کی عمارتیں چاروں طرف بنی ہوئی تھیں۔ پارک کے وسط میں ایک بہت بڑا فوارہ تھا۔

کار ایک جگہ دوسری کاروں کی قطار میں پہنچ کر ٹھہر گئی۔ نجمہ نے فر کا کوٹ شانوں پر ڈال کر دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"آیئے کچھ دیر اس پارک میں ٹہلیں یہ تبریز کا خاص بازار اور تجارتی مرکز ہے۔"

دونوں کار سے اتر کر پارک میں پہنچے اور نصف گھنٹہ بعد دکانوں کی طرف آئے۔ مقصود نے فر کی ایک خوبصورت صدری خریدی تھی۔ مغرب سے کچھ پہلے دونوں نے ایک بڑے رسٹوران میں کریم اور کوکو کا ایک ایک پیالہ پیا اور کار پہ بیٹھ کر شہر کے چند دیگر بازاروں سے گذرتے ہوئے ڈاکٹر سیفر کی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔

خنکی بڑھتی جا رہی تھی اور سرد ہوا کے تیز جھونکوں سے دریچوں کے پٹ بجنے لگے تھے۔ نجمہ نے مقصود کو ایک آراستہ کمرے میں آتش دان کے پاس صوفے پر بٹھایا اور چلی گئی۔

کمرہ قدرے گرم تھا۔ مقصود نے کچھ دیر بعد اپنا السٹر اتار کر ایک صوفے پر ڈال دیا۔ پانچ منٹ بعد ڈاکٹر سیفر آ گیا وہ پتلون پر بند گلے کا راستھانی وضع کا کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ مقصود اس کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسکو بٹھاتے ہوئے کہا۔

"مقصود صاحب۔ ہمارے اور آپ کے درمیان یہ تکلفات نہ ہونا چاہئیں۔ ان میں بہت وقت ضائع ہوتا ہے اور انسان کی فطرت کو سمجھنے میں بھی دشواری اور تاخیر ہوتی ہے۔"

وہ بھی اس کے پاس بیٹھ گیا ڈاکٹر سیفر نے مشفقانہ لہجہ میں پوچھا۔

"تبریز پسند آیا ——— ؟"

"صاف اور ستھرا شہر معلوم ہوتا ہے۔ میں جن راستوں سے گزرا وہ غالباً جدید شہر کا علاقہ تھا۔"

"جی ہاں ۔ قدیم شہر بھی دیکھنے کے قابل ہے۔"

"اگر موقع ملا تو ضرور دیکھوں گا۔ مجھے تاریخ سے بھی دلچسپی ہے۔"

"خنکی بڑھتی جا رہی ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ایک گھنٹہ بعد ہم کمروں سے باہر نہ نکل سکیں گے۔"

"آپ نے اس عمارت میں تو کمرہ گرم کرنیوالی انگیٹھیاں لگا رکھی ہیں لیکن اپنے عملے کے افراد کے لئے کیا انتظام کیا ہے۔؟"

"ہر کمرے میں ہیٹر لگا ہوا ہے۔ اس کے بغیر موسم سرما میں زندگی محال ہو جائے۔"

"یہاں برفباری ہوتی ہو گی۔؟"

"شدید ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "دسمبر اور جنوری میں تو تبریز تک پہنچنے کا راستہ بند ہو جاتا ہے۔"

"تو پھر آپ لوگوں کی آمدورفت کیسے ہوتی ہے۔؟"

"ہیلی کوپٹر کے ذریعہ ——"

نجمہ اور ہوشی اطہر بھی آ گئے اور آٹھ بجے تک موسم کے متعلق باتیں ہوتی رہیں۔ ٹھیک آٹھ بجے وہ لوگ اٹھ کر کھانے کے کمرے میں پہنچے نجمہ نے میز کے دوسری جانب مقصود کے بالکل سامنے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس وقت آپ کے پسند کی چیزیں تیار کرائی گئی ہیں ــــــ"۔
مقصود نے اس کو استفسارانہ نظروں سے دیکھا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"آپ کو مٹر پلاؤ۔ مرغ مسلم اور مغلئی قورمہ بہت پسند ہے۔ اس لئے اسوقت کھانے پر یہی چیزیں ہونگی۔ نجمہ نے اپنے لئے ترکی پسند کے پکوائے ہیں اور میں ــــــ مجھے جو کچھ بھی مل جائے کھا لیتا ہوں"۔
مقصود نے پوچھا۔ "ڈاکٹر سیفر! آخر آپ نے میرا اس قدر گہرا مطالعہ کیوں کیا ہے۔؟"

"اس لئے کہ آپ ایک ذہین نوجوان ہیں اور میں آپ کا تعاون حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

"کھانے کے بعد باتیں کیجئے گا ــــــ"۔ نجمہ نے مقصود کی طرف مٹر پلاؤ کی قاب بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ورنہ ان کھانوں کا لطف جاتا رہے گا۔ مٹر پلاؤ مجھے بھی بہت پسند ہے ــــــ"۔

"کیا آپ کا باورچی ہندستانی ہے۔؟" مقصود نے نجمہ سے دریافت کیا۔

"جی نہیں وہ بغداد کا ایک کرد ہے لیکن ہندستانی کھانے پکا لیتا ہے۔"

بیس منٹ بعد کھانا ختم ہو گیا اور وہ سب اٹھ کر پہلے کمرے میں آ گئے۔ ایک خدمتگار نے سب کو کافی پیش کی اور نجمہ اور موسیٰ اطہر کافی پی کر چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے کہا۔

"چلئے آپ کی خوابگاہ میں چل کر بیٹھیں۔"

دونوں اٹھ کر بالائی منزل کے ایک کمرے میں پہنچ گئے۔

"یہ آپکی خوابگاہ کا ڈرائنگ روم ہے۔ اور یہ خوابگاہ ہے —

ڈاکٹر سیفر نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ لباس تبدیل کرلیں میں یہاں آتشدان کے پاس بیٹھا ہوا ہوں"۔

مقصود اپنی خوابگاہ میں چلا گیا اور دس منٹ بعد شب خوابی

پہن کر واپس آیا۔

"آیئے —— ادھر بیٹھیے میرے سامنے۔"

اس نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ مقصود

صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔

"آپ اپنا پسندیدہ سگریٹ سلگا لیجئے۔ میں پائپ پیوں گا۔"

سامنے ہی چھوٹی سی میز پر مقصود کے پسندیدہ سگریٹ کا ایک

ڈبہ اور ایک خوبصورت سگریٹ لائٹر رکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈبہ اور

لائٹر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے ملازمین بہت تربیت یافتہ اور سلیقہ مند ہیں۔ خوابگاہ

میں ہر چیز سلیقہ سے رکھی ہوئی ہے اور اس کمرے میں بھی ضرورت کی

ہر چیز اس طرح موجود ہے گویا میری ہدایت پر عمل کیا گیا ہے۔"

"یہ نجمہ کی سلیقہ مندی ہے۔ وہ بہت سگھڑ اور سلیقہ مند لڑکی ہے

اشاروں پر کام کرتی ہے۔ اس کو معلوم تھا کہ ہم آپ یہاں بیٹھ کر

باتیں کریں گے اس لئے اس نے آپ کے پسندیدہ سگریٹ تک یہاں رکھ دیئے اور یہ دیکھئے میرے لئے پائپ اور اس کا تمبا کو یہاں رکھا ہوا ہے۔"

اس نے ہاتھ بڑھا کر آتشدان سے پائپ اور تمبا کو کا ڈبہ اٹھا لیا۔

مقصود نے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لینے لگا۔ ڈاکٹر سیفر نے بھی اپنا پائپ بھرا اور سلگا کر دو ایک کش لینے کے بعد کہا۔

"مقصود صاحب! میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں بنی نوع انسان کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہے۔"

"جی ہاں۔ میں اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ اس سلسلہ میں آپ سے بالمشافہ گفتگو کر لوں۔ اب آپ سب سے پہلے تو مجھے یہ بتائیں کہ اس خدمت کی نوعیت کیا ہے۔"

"انسانیت کو تباہی سے بچانا ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔

"جی ——"۔

مقصود نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا اور کچھ سوچنے لگا۔ اسکی نگاہیں آتشدان میں دہکتے ہوئے مصنوعی کوئلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کو اس انداز میں دیکھا گویا وہ اس کے خیالات معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ایک ساعت بعد اسکو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود! اگر آج کسی دوسرے سیارے کی خونخوار اور درندہ صفت مخلوق کرۂ ارض پر حملہ کر کے انسانوں کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح ہلاک کرنا شروع کر دے تو آپ کیا کریں گے۔"

"اس مخلوق کو ہلاک کرنے کی کوشش کروں گا۔"

"کیوں ——؟" ڈاکٹر سیفر نے سوال کیا۔

"انسانیت کے تحفظ کے لئے۔" مقصود نے جواب دیا۔ "میرے پاس دفاع کے جو ذرائع بھی ہوں گے ان کو بروئے کار لاؤنگا اور اپنا فرض ادا کرونگا ——"

"—— مقصود میاں ——!" ڈاکٹر سیفر نے مغموم لہجے میں کہا۔ "اس دنیا یعنی کرہ ارض پر نہیں بلکہ کسی دوسرے سیارہ میں —— اس نظام شمسی سے بھی دور کسی دوسرے نظام شمسی کے ایک سیارے پر دوسرے سیارہ کی ایک خوفناک اور درندہ صفت مخلوق نے حملہ کر دیا ہے اور وہ انسانیت کو تباہ کر رہی ہے۔ انسانوں کا خون بہایا جا رہا ہے اور ان کو کیڑوں مکوڑوں کی طرح ہلاک کیا جا رہا ہے۔ ان انسانوں نے پورے دس سال تک اس خوفناک مخلوق کا مقابلہ کیا ہے لیکن اب ان کے وسائل تباہ ہو کر ختم ہوتے جا رہے ہیں —— اور —— اگر کرۂ ارض سے ان کو فوراً مدد نہ پہنچائی گئی تو ایک آباد سیارہ ویران ہو جائے گا اور بنی نوع انسان کی ایک ترقی یافتہ نسل نابود ہو جائیگی۔"

مقصود نے ڈاکٹر سیفر کو غور سے دیکھا۔ اس کے رونگٹے کھڑے

ہو گئے اور اسکو ڈاکٹر سفیر کے قالب میں ایک ایسا انسان نظر آیا جو کرۂ ارض کے انسانوں سے بہت زیادہ ترقی یافتہ تھا۔ جو ہزاروں میل دور بیٹھ کر بھی جو چاہتا دیکھ سکتا تھا۔ جو چاہتا کہہ سکتا تھا جو چاہتا سُن سکتا تھا اور جسے چاہتا اپنے پاس بلا سکتا تھا۔

مقصود نے سر جھکا لیا اور کچھ سوچنے لگا۔ ڈاکٹر سفیر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

" مقصود صاحب! آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ میں کون ہوں اور اب اسوقت آپ کے ذہن میں یہ سوال گونج رہا ہے کہ میں کسی دوسرے سیارے اور کسی دوسری انسانی نسل کے متعلق آپ سے کیوں گفتگو کر رہا ہوں ـــــ کائنات میں بےشمار آباد سیارے ہیں اور ان میں آئے دن ایسے انقلابات ہوتے ہی رہتے ہونگے ـ"۔

مقصود نے ڈاکٹر سفیر کو استفسارانہ نظروں سے دیکھا۔ دونوں کی نگاہیں چار ہوئیں اور ڈاکٹر سفیر نے کہا۔

"ـــــ لیکن اب میں آپ کو یہ راز بھی بتائے دیتا ہوں کہ میں اسی سیارے کی بدنصیب مخلوق کا ایک فرد ہوں جس پر دوسرے سیارے کی ایک درندہ صفت اور ہیبتناک مخلوق نے حملہ کر دیا ہے"۔

مقصود کے شبہات کی تصدیق ہو گئی۔ شبر پہ سے واپسی پر راستے میں اس کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ ممکن ہے ڈاکٹر سفیر کسی دوسرے سیارے کی مخلوق ہو اور کرۂ ارض پر اس لئے آیا ہو کہ یہاں

کے سائنسدانوں کو اپنے قابو میں لاکر کرۂ ارض کو اپنے سیارے کا ایک مقبوضہ بنادے ـــــــ اس انکشاف سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ ڈاکٹر سیفر بھی خاموش ہو گیا اور کچھ دیر بعد کہا۔

"مقصود صاحب! کرہ ارض پر آپ پہلے انسان ہیں جس کو میں نے یہ بتایا ہے کہ میں اس کرہ کا نہیں بلکہ کسی دوسرے سیارے کا انسان ہوں۔ ہمارا نظام شمسی اس نظام شمسی سے بہت زیادہ بڑا ہے بہرحال اس موضوع پر بھی تفصیل کے ساتھ گفتگو ہو سکتی ہے۔ اس وقت میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ان حالات میں مجھ سے تعاون کر سکتے ہیں ـــــــ"۔

"میرے تعاون سے آپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ـــــــ؟"

مقصود نے دریافت کیا۔

"یہ فی الحال میں ہی سمجھ سکتا ہوں آپ کو نہیں سمجھا سکتا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "میں تو صرف آپ کا تعاون چاہتا ہوں"

"کیا آپ مجھے اس پہلو پر غور کرنے کا موقع دیں گے ـ؟"

"جی ہاں آپ کل دوپہر تک غور کر لیجئے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "سوال انسانیت کے تحفظ کا ہے ـــــــ اور مجھے امید ہے کہ آپ انسانیت کے نام پر انسانیت کے تحفظ کے لئے مجھ سے تعاون کریں گے ـ"

"مجھے غور کرنے کا موقع دیجئے۔" مقصود نے ایک بار پھر سنجیدہ

لہجہ میں کہا ۔

"آپ ہر پہلو پر غور کیجئے۔ اور اس راز کو راز رکھیے جس کا میں نے ابھی انکشاف کیا ہے ۔"

"بہتر ہے ــــ"۔ مقصود نے اس سے وعدہ کر لیا۔

دونوں ایک ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ آرام کیجئے ۔"

وہ شب بخیر کہہ کر چلا گیا۔

HERO : DR. Maqsood.
HEROINE : MISS NAJMA.
VILLIAN : Ali AKBAR
CHARACTER ACTORS : DR. AFAqi SAfeer, Mousa Altahar, DR. ASAD, DR. PREH.
SPECial character : Dilshada, Ahmed Ka. Asraf, Salim Razaai DR. Berdnaj, DR. Boss. [illegible]

Best Story

(۷)

راز کی باتیں

مقصود نے خوابگاہ سے ملحق غسل خانے کے دریچے سے باہر کی سمت دیکھا۔ طلوع ہونیوالے آفتاب کی کمزور سنہری کرنیں درختوں کی پھنگیوں پر پڑ کر ان کو سنہرا بنا رہی تھیں۔ اس نے غسل خانے سے نکل کر لباس تبدیل کیا اور پندرہ منٹ بعد کھانے کے کمرے میں پہنچ گیا نجمہ کھانے کی میز کے پاس کھڑی ہوئی اپنے والد سے گفتگو کر رہی تھی مقصود کو دیکھتے ہی اس نے ایک دلنواز تبسم کے ساتھ اس کو سلام کیا۔ اسی وقت ڈاکٹر سیفر بھی کمرے میں داخل ہوا اور سب ناشتہ کے لئے میز کے گرد بیٹھ گئے۔

نجمہ نے مقصود سے کہا: "میں پانچ منٹ بعد آپ کو بلانے جاتی"۔

"خیر تم اس زحمت سے بچ گئیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ڈاکٹر مقصود وقت کی پابندی کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

موسیٰ اطہر نے کہا: "اور نجمہ کو اسی سے ضد ہے"۔

وہ سب ہنسنے لگے۔ نجمہ نے کہا۔

"جی نہیں ابو ——— یہ بات تو نہیں ہے۔ پہلے کے مقابلہ میں اب تو میں وقت کی بہت پابند ہو گئی ہوں ———"۔

"ہاں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس کا تو مجھے بھی اعتراف ہے۔"

بیس منٹ بعد وہ سب باہر آ گئے اور برآمدے میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ موسم خوش گوار تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"نجمہ اسوقت تم ڈاکٹر مقصود کو باغ فرحت دکھالاؤ ــــــ"۔

"کل ڈاکٹر مقصود نے بھی مجھ سے یہی کہا تھا۔" نجمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں یاد رہے کہتی ہوں کہ وہ کار لے آئے۔"

"ہاں ــ لیکن گیارہ بجے تک واپس آجانا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اسوقت تک میں بھی اپنا کام ختم کر لوں گا ــ"

"بہت اچھا ــــ"۔

وہ موسم بہار کی رنگین تتلی کی طرح بل کھاتی اور لہراتی ہوئی چلی گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے آنکھوں کے گوشوں سے مقصود کی طرف دیکھا۔ وہ ابتک اسی طرف دیکھ رہا تھا جس طرف نجمہ گئی تھی۔ موسیٰ اطہر ایک بلند محراب کے نیچے کھڑے ہوئے ڈاکٹر سیفر کے ایک مددگار سے باتیں کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے پوچھا۔

"آپ کسی نتیجے پر پہونچے ــــ ؟"

"دوپہر تک کوئی فیصلہ کر لوں گا ــ" مقصود نے قدرے مسکرا کر جواب دیا۔

"ڈاکٹر مقصود! آپ اس عظیم المرتبت انسان کے پیرو ہیں جو کل عالموں کے لئے اللہ کی رحمت بنکر آیا تھا اور ان ہی میں میرا سیارہ

بھی ہے   نبی نوع انسان کی خدمت سب سے بڑی عبادت ہے۔"

"صرف تین گھنٹے ——"۔ مقصود نے کہا: "گیارہ بجے تک میں واپس آجاؤں گا اور اس کے بعد گفتگو ہو گی ——"۔

ڈاکٹر سیفر نے اس کو بغور دیکھا اور اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ کار پورٹیکو میں آکر ٹھہر گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے شوفر سے دریافت کیا۔

"نجمہ کہاں ہے ——"

"وہ لباس تبدیل کرنے گئی ہیں۔"

مقصود بھی اٹھ کر ٹہلنے لگا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس سے کہا۔

"اچھا —— تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔ آج مجھے دارالتجارب میں کم از کم چار گھنٹے کام کرنا ہے۔"

"آپ تشریف لیجائیے۔ مس نجمہ آرہی ہیں میں اُن کے ساتھ چلا جاؤں گا۔"

ڈاکٹر سیفر چلا گیا۔ اور مقصود ٹہلتا ہوا پورٹیکو میں پہنچ گیا۔ کچھ دیر بعد نجمہ بھی آگئی۔ وہ اس وقت جو وہ پوری وضع کی رنگینیوں سے ملتا جلتا چست ٹراؤزر اور سفید قمیض پہنے ہوئے تھی۔ اس پر طاؤسی رنگ کی ٹائی تھی اور جسم پر ہلکے خاکستری رنگ کا شکاری کوٹ اور پیروں میں چین دار بوٹ تھے۔

وہ مقصود کو دیکھتے ہی مسکرائی اور سر پر فلٹ کی گول سیاہ ٹوپی رکھتے ہوئے کہا۔

"معاف فرمایئے گا۔ قدرے دیر ہو گئی ۔"

"کوئی مضائقہ نہیں ۔ ہم سیر و تفریح ہی کے لئے تو جا رہے ہیں۔"

"جی ہاں ۔۔۔۔"۔ نجمہ نے کہا۔" لیکن اسوقت ابو نے کہا تھا کہ میں وقت کی پابندی کا قطعی خیال نہیں کرتی ہوں اس لئے میں نے معذرت کر لی ۔"

دونوں کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے اور وہ رینگتی ہوئی احاطے سے باہر پہنچ گئی۔ مقصود گہرے کھڈ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نجمہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس سے دریافت کیا۔

"ڈاکٹر مقصود! اگرچہ مجھے آپ سے کچھ پوچھنے کا حق نہیں ہے۔ لیکن چونکہ کل ہم دونوں بہت دیر تک ڈاکٹر سفیر کے متعلق باتیں کرتے رہے ہیں اس لئے کیا میں اسوقت اس سلسلہ میں کچھ دریافت کر سکتی ہوں؟"

"ضرور دریافت کیجئے ۔۔۔۔"۔ مقصود نے مسکرا کر کہا۔

"ڈاکٹر سفیر نے آپ کو کس لئے بلایا ہے ۔؟"

"وہ میرا تعاون حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔"

"کس سلسلہ میں ۔۔۔۔؟" نجمہ نے دریافت کیا۔

"ایک مہم کے سلسلہ میں ۔"۔ مقصود نے اس کو جواب دیا۔

"کیا آپ ان سے تعاون کریں گے ۔؟"

"کرنا تو چاہئے ۔" مقصود نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔" لیکن میں

نے ابھی تک ان کو کوئی جواب نہیں دیا ہے —"

"— کیا انہوں نے آپ کی شرط پوری کر دی — ؟" نجمہ نے پوچھا۔

"ہاں — انہوں نے مجھ کو اپنے متعلق اس حد تک ضرور بتا دیا ہے کہ اب میری شرط شرط نہیں رہ گئی ہے —"

نجمہ خاموش ہو گئی اور کھڑکی سے باہر کی سمت دیکھنے لگی۔ وہ اس وقت قدرے فکرمند نظر آ رہی تھی۔

"آپ کیا سوچ رہی ہیں — ؟" مقصود نے پوچھا۔

"آپ بہت خوش قسمت ہیں کہ آپ کو ڈاکٹر سیفر کی پُر اسرار شخصیت کے متعلق صرف چند گھنٹوں میں کچھ معلوم ہو گیا — اور میں دس سال میں بھی کچھ نہ معلوم کر سکی —"

"— اور آپ کو اس کا دکھ ہے — ؟"

"جی ہاں —"

"کیوں — ؟ —"

"بس اسے بشریت سمجھئے —"

"ڈاکٹر سیفر نے مجھ سے وعدہ لے لیا ہے کہ میں ان کے راز کو راز رکھوں گا اور چونکہ مجھے ان سے تعاون کرنا ہے اس لئے ان کے راز کو راز رکھنا پڑیگا —"

نجمہ نے مقصود کو مایوسانہ نظروں سے دیکھا اور سر جھکا لیا۔

مقصود نے فوراً پوچھا۔

"آخر آپ یہ راز کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں۔؟"

"جذبہ تجسس ——" نجمہ نے کہا۔" اس کے علاوہ اور میں کیا کہہ سکتی ہوں ——"

مقصود خاموش ہو گیا اور نجمہ کسی گہرے خیال میں کھو گئی کار باغ فرحت کی طرف اڑی ہوئی چلی جا رہی تھی۔ مقصود نے کئی بار اس کی طرف دیکھا اور دو ایک بار اسے مخاطب کرنے کا ارادہ کیا لیکن جرأت نہ ہوئی۔ نیک دل اور الھڑ دوشیزہ اپنے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی۔

بستی کے قریب پہنچ کر کار کی رفتار سست ہو گئی اور دونوں نے چونک کر ونڈ اسکرین کی طرف دیکھا۔ سامنے بستی نظر آ رہی تھی۔

"معاف فرمائیے گا ڈاکٹر مقصود! میری وجہ سے آپ کی طبیعت بھی قدرے مکدر ہو گئی۔" اس نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کے تبسم میں شکست کی جھلک تھی۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ سے ایک ایسی بات کہہ دی جو آپ کیلئے باعث اضمحلال ہوئی ——"۔

"خیر چھوڑیئے ان باتوں کو ——" نجمہ نے کہا۔" یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان کی ہر تمنا پوری ہو جائے۔"

مقصود نے نجمہ کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

"آپ اس کا اثر قطعی نہ لیں۔"

مقصود مسکرا دیا اور کار درختوں کے ایک جھنڈ کے سامنے پہنچ کر ٹھہر گئی۔ نجمہ نے دروازہ کھولا اور دونوں کار سے اتر کر کھڑے ہو گئے۔

"یہاں سے باغ شروع ہوتا ہے۔" نجمہ نے کہا۔ "وہ دیکھیے درختوں کے درمیان پھاٹک نظر آ رہا ہے۔"

وہ ٹہلتے ہوئے ایک بلند محراب کے سامنے پہنچ گئے۔

"یہ دسویں صدی عیسوی میں بنایا گیا تھا اور آج بھی اچھی حالت میں ہے۔" نجمہ نے عرب شہزادے کے حالات بتاتے ہوئے کہا۔ "کسی زمانہ میں یہاں ایک ایرانی کاشتکار رہتا تھا اس کی لڑکی کا نام فرحت تھا۔ وہ بہت خوبصورت تھی۔ عرب شاہزادہ تاخت کرتا ہوا ادھر آیا اور یہاں ڈیرے ڈال دیئے یہیں اس نے فرحت کو دیکھا اور وہ یہاں سے آگے نہ جا سکا۔ اس نے فرحت سے شادی کر لی یہ باغ فرحت کا ہے۔ اور اب اس بستی کا بھی یہی نام ہے۔ آیئے باغ کے اندر چلیں۔"

دونوں باغ میں داخل ہوئے اور ٹہلتے ہوئے قدیم زمانے کے ایک محل کے سامنے پہنچ گئے۔ دس بارہ ایرانی مرد عورتیں اور بچے اِدھر ادھر گھوم رہے تھے۔ نجمہ نے کہا۔ "عمارت اندر سے بھی اچھی حالت میں ہے اور اب ان کے محکمہ تحفظ آثار قدیمہ کی طرف سے اس کی دیکھ بھال ہوتی رہتی ہے۔ وہ متعدد گردش اور شہ نشینوں سے گذرتے ہوئے

عمارت کے عقبی حصے میں پہنچ گئے۔ نجمہ مقصود سے اسی عمارت کے متعلق باتیں کر رہی تھی۔ لیکن وہ کچھ کھویا کھویا سا تھا۔ نجمہ کو بھی اس کا احساس تھا لیکن اس نے اسکی خاموشی کا سبب نہیں دریافت کیا اور گیارہ بجے وہ ڈاکٹر سیفر کی رہائش گاہ میں پہنچ گئے۔

موسیٰ اطہر فوارے کے پاس کھڑے ہوئے ڈاکٹر سیفر سے باتیں کر رہے تھے۔ کار کو پھاٹک میں داخل ہوتا ہوا دیکھ کر دونوں اس طرف متوجہ ہو گئے۔ کار پورٹیکو میں پہنچ کر ٹھہری اور دونوں نیچے اُتر آئے۔ نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"غالباً ابو اور ڈاکٹر سیفر آپ ہی کے انتظار میں کھڑے ہوئے ہیں آپ ان کے پاس چلئے میں ابھی آتی ہوں ــــ"

وہ برآمدے میں پہنچ کر ایک کمرے میں چلی گئی۔ مقصود نے فوارے کی طرف رخ کیا ہی تھا کہ ڈاکٹر سیفر اور موسیٰ اطہر آ گئے۔

"کہیئے ڈاکٹر مقصود آپ کو پسند آیا باغ فرحت ــــ؟" موسیٰ اطہر نے قریب پہنچتے ہوئے دریافت کیا۔

"جی ہاں ــــ خصوصاً وہ محل بہت شاندار ہے۔"

وہ سب برآمدے میں آ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سیفر بہت خوش نظر آ رہا تھا اِدھر اُدھر کی دو چار باتیں کرنے کے بعد اس نے کہا۔

"ابھی میں نے آپ کے معمل سے سلسلہ ملایا تھا۔ آپ کے دونوں مددگار آپ کی ہدایات کے مطابق کام کر رہے ہیں ــــ"

کیا آپ نے ان سے گفتگو کی تھی۔ " مقصود نے دریافت کیا۔

"جی نہیں ــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا "۔ لیکن آپ ان سے گفتگو

کر سکتے ہیں۔"

"میں آج آپ سے یہی کہنے والا تھا لیکن خیال نہیں رہا۔ بہر حال

اگر اس وقت سلسلہ مل سکے تو اچھا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔ "مقصود میاں! شاید آپ کو اب تک

میرے متعلق صحیح اندازہ نہیں ہوا ہے کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔"

کچھ اندازہ تو ضرور ہو گیا ہے۔"

"اچھا آیئے ــ میرے معمل میں چلیئے ــ"

ڈاکٹر سیفر کھڑا ہو گیا۔ مقصود اور موسیٰ اطہر بھی اس کے ساتھ اٹھے

ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر سے کہا۔

" اطہر صاحب آپ آج وہ کام ختم کر لیں اور شام تک مجھ کو اپنے

نتائج سے آگاہ کر دیں۔"

"میں سہ پہر تک دوبارہ جاؤں گا ــ"

"اگر مناسب سمجھیئے تو اسی وقت چلے جایئے۔"

"بہتر ہے۔ میں جاتا ہوں ــ"

"اگر میری موجودگی ضروری ہو تو مجھ کو ٹیلیفون پر مطلع کیجئے گا۔"

"آج شاید آپ کو زحمت نہیں دی جائیگی لیکن کل آپ کا وہاں

جانا ضروری ہے ــ"

"میں کل آپ کے ساتھ چلوں گا۔"

مونی اطہر پورٹیکو کی طرف چلے گئے اور ڈاکٹر سیفر مقصود کے ساتھ اپنے معمل میں پہنچا۔ کمرے کے ایک گوشے میں ایک بڑا ٹیلی وژن رکھا ہوا تھا اسکی ساخت اس ٹیلی وژن سے قدرے مختلف تھی جو مقصود کو عالمی ادارہ سائنس کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔

"یہ میری تازہ ترین جدت ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن کے قریب پہنچ کر کہا۔ "آپ کو جو ٹیلی وژن دیا گیا ہے وہ میں نے دو سال قبل تیار کیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر جعفر حکمت نے میری ہدایات پر اس کو تیار کیا تھا اس لئے وہ ان ہی کے نام سے مشہور ہوا۔"

"یہ اس سے زیادہ طاقتور اور بہتر ہوگا۔"

"بہت زیادہ ——" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس کے اسکرین کو دیکھئے۔ یہ اس کے مقابلہ میں ڈیڑھ گنا بڑا ہے اور یہ کمزور سے کمزور لہر کو اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔"

اس نے اس کو چند فنی باتیں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھئے یہ وہ سوئچ ہے جس کے ذریعہ ہم ایتھر کی ہر لہر کو کسی نہ کسی صورت میں پردے پر دیکھ سکتے ہیں ——"۔

اس نے ایک دستے پہ ہاتھ رکھ کر اس کو دبایا اور رنگین قمقموں کا دائرہ گردش کرنے لگا۔

"ڈاکٹر مقصود!" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس ٹیلی وژن میں سب

سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگر آپ کرہ ارض کے مختلف خطوں کے اثیر کی طاقت سے آگاہ ہیں تو ہر جگہ کا منظر اس پردے پر دیکھ سکتے ہیں۔ مثلاً مدراس کے وہ مناظر جو ٹیلی وژن کے ذریعہ نشر کئے جا سکتے ہیں۔ معمولی جدوجہد کے بعد اس پر نظر آ سکتے ـــــ"

اس نے ایک سوئچ پر ہاتھ رکھا اور چند لٹوؤں کو گھما کر کہا۔

"یہ دیکھئے ـــــ یہ مدراس کے جارج ٹاؤن کی ایک عمارت ہے اس منظر کو نشر نہیں کیا جا رہا ہے لیکن یہ ٹیلی وژن اس کو اپنے پردے پر پیش کر رہا ہے ـــــ اس میں اتنی طاقت ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا کے ہر گوشے کے مناظر کا عکس فضاء سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔"

ڈاکٹر مقصود کھڑا ہوا اس کو دیکھتا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ہم جو کچھ بھی دیکھتے ہیں۔ یعنی ہر وہ شے جس پر روشنی پڑتی اس کا عکس روشنی کی لہروں میں تبدیل ہوتا رہتا ہے ـــــ یہ ایک بالکل سیدھی سی بات ہے ـ"

"ایک حقیقت ـــــ" مقصود نے کہا۔

"ہاں ـــــ جسے کرہ ارض پر بسنے والوں نے اب تسلیم کیا ہے"۔

مقصود فوراً بول اٹھا "ـــ لیکن اس سے ان کی ذہانت کا معیار نہیں قائم کیا جا سکتا ہے۔"

"قطعی نہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے ہنس کر کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے

کہ اس کرہ پر بسنے والوں نے یہ راز حال ہی میں معلوم کیا ہے۔ بہر حال یہ عکس روشنی کی لہروں میں تبدیل ہوتا رہتا ہے اور وہ دیگر فضائی لہروں میں تبدیل اور تحلیل ہوتی رہتی ہے ——— غالباً آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں۔"

"بالکل ———" مقصود نے کہا "——— اور مختصر کائناتی شعاعیں ان لہروں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں ———"

"——— بے شک ——— ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا "میرا خیال صحیح نکلا۔"

"آپ کا کیا خیال تھا ———؟"

"یہی کہ آپ ان مختصر کائناتی شعاعوں کو کسی آلہ سے ضبط کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ آلہ یا مشین یہی ٹیلی وژن ہو سکتا ہے۔ یہ جو آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے ———"

مقصود کا یہی پروگرام تھا۔ اس نے روانگی کے وقت ڈاکٹر اسد اور پریم کو بھی سمجھا دیا تھا کہ وہ ٹیلی وژن پر بھی تجربہ کرتے رہیں۔ لیکن ڈاکٹر سیفر ایسا ٹیلی وژن تیار کر چکا تھا۔ اور وہ مقصود کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈاکٹر سیفر کی طرف دیکھا۔

ڈاکٹر سیفر مسکرا دیا اور مقصود کے شانے پر ہاتھ رکھ کر دوستانہ لہجہ میں کہا۔

"مقصود میاں ——— آپ واقعی بہت ذہین ہیں میں جانتا تھا کہ آپ ایک ایسا ٹیلی وژن تیار کرنا چاہتے ہیں اور بہت جلد تیار

کرلیں گے۔ اسی لئے میں نے آپ کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی

—— اور اس میں مجھے کامیابی ہو گئی ——"

"مجھے الفاظ کی گتھیوں میں الجھانے کے بجائے یہ سمجھایئے کہ ——

منظر خواہ وہ کسی ٹیلی وژن اسٹوڈیو سے نشر کیا جارہا ہو یا نہیں ——

لیکن اپنی خواہش کے مطابق اس ٹیلی وژن کے پردے پر کیسے دیکھا

جاسکتا ہے ——؟"

"بالکل اس طرح جس طرح میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ یا آپ دریچے

سے باہر چمن ۔ اور سامنے پہاڑیوں کو دیکھ رہے ہیں انتھریں ایسی لہریں

ہیں جو ان چیزوں کے عکس کو ہمارے پردہ بصارت تک پہنچا رہی ہیں

—— آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہیں نا ——؟"

مقصود نے کہا: "جی ہاں —— یہ روزمرّہ کی باتیں ہیں ——"

"—— قطعی سو فیصدی ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا: "دنیا میں

ان ہی روزمرہ اور آئے دن کی باتوں ہی سے متاثر ہو کر انسان ایجادات

کی طرف متوجہ ہوا ہو گا ——"

"بیشک ——"۔ مقصود نے کہا: "بلکہ متوجہ ہوا ہے مثلاً دشمن

کے روزمرہ کے حملوں اور ان کے تباہ کن نتائج سے متاثر ہو کر اس نے سپر

بنائی ۔ ہوا پانی اور موسموں کی شدت سے محفوظ رہنے کے لئے اس نے

مکان بنایا وغیرہ وغیرہ ——"

ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو مستحسن نظروں سے دیکھا اور ایک ساعت

بعد کہا۔

" آپ اپنے وقت سے پانچسو برس پہلے پیدا ہو گئے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے دریچے سے باہر بہت دور کسی خیالی نقطہ پر نگاہیں جما دیں اور ایک ساعت تک اس طرف دیکھنے کے بعد کہا۔

" مقصود صاحب! کرہ ارض کے انسانوں کی ذہانت بتدریج بڑھ رہی ہے۔ اور پانچ سو سال بعد ـــــ پورے پانچسو سال بعد وہ ان باتوں پر غور کر سکے گا جن باتوں پر آپ آج غور کر رہے ہیں ـــــ اور یہ پانچسو سال بھی مشروط ہیں ـــــ"

" میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا ـــــ " ۔ مقصود نے کہا۔

" مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا میں امن رہا اور ایٹم یا ہائیڈروجن بم نے انسانیت کو تباہ کر کے انسان کو دور جہالت میں نہ پہنچا دیا تو پانچسو سال بعد انسان اس قابل ہو سکے گا۔"

" کیا آپ عمداً موضوع سے ہٹ رہے ہیں یا محض باتوں ہی باتوں میں موضوع بدل گیا ہے۔"

" محض باتوں میں ـــــ ڈاکٹر مقصود۔" ڈاکٹر سیفر نے شفقت آمیز لہجے میں کہا۔ " میرا کوئی راز اب آپ کے لئے راز نہیں رہ گیا ہے۔ جب آپ مجھ سے تعاون کریں گے تو میں آپ کو اپنا ہمراز بنانے پر مجبور ہو جاؤں گا ـــــ میں نے آپ کو اپنا اہم ترین راز تو بتا ہی دیا ہے ـــــ"۔

" کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جبتک میں آپ کو اپنے تعاون کے متعلق

نفلی جواب نہ دیدوں اس وقت تک آپ مجھ کو کچھ نہ بتائیں گے ۔؟"
"نہیں ــــ میں نے ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے اور نہ ایسی کوئی شرط رکھی ہے ۔" ڈاکٹر سیفر نے دوستانہ لہجہ میں کہا "ــــ میں آپ کی سرشت سے واقف ہوں ۔ آپ مشروط معاہدے کی پابندی سے اجتناب کریں گے ۔"

"آپ مجھے اس ٹیلی وژن کے متعلق بتائیں ۔" مقصود نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ۔ "میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کا ہر منظر کس طرح اس کے پردہ پر دیکھا جاتا ہے ــــ ؟ ۔"

"بالکل اسی طرح جس طرح نشر کیا ہوا منظر دیکھا جاتا ہے ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ "یہ تو آپ سمجھ چکے ہیں کہ دونوں کا عکس روشنی سے لہروں میں تبدیل ہوتا رہتا ہے ۔ نشر کئے ہوئے منظر کی لہروں کی طاقت نشر گاہ میں بڑھادی جاتی ہے اس لئے ٹیلی وژن کے ذریعہ اس کو کھینچ کر دوبارہ روشنی میں منتقل کر لیا جاتا ہے ــ ۔"

"یہاں تک تو میں سمجھ چکا ہوں ــــ ۔" مقصود نے کہا ۔

"آپ اس سے بھی زیادہ سمجھ چکے ہیں ڈاکٹر مقصود ــــ ۔" ڈاکٹر سیفر نے ہنس کر کہا ۔ "آپ سب کچھ سمجھ چکے ہیں اب صرف تجربہ رہ گیا ہے ۔" مقصود مسکرادیا ۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ "ـــ لیکن آپ مجھ سے محض اس لئے دریافت کر رہے ہیں کہ آپ اپنے نظریات کی تصدیق کر سکیں بہرحال میں چند الفاظ میں سب کچھ بتائے دیتا ہوں ۔ جس طرح ہم

دور بین کی مدد سے بہت دور کی چیزیں دیکھ سکتے ہیں اسی طرح ٹیلی وژن کے ذریعہ بھی دیکھ سکتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ دور بین صرف اس عکس کو ہمارے پردہ بصارت تک خط مستقیم میں پہنچاتا ہے اور ہم پہاڑ کے اس رخ کو تو دیکھ سکتے ہیں جو ہمارے سامنے ہے لیکن دوسرے رخ کو نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن یہ ٹیلی وژن فضا سے دوسرے رخ کے عکس کی لہروں کو بھی کھینچ لیتا ہے“

مقصود نے ٹیلی وژن کی طرف دیکھا۔ ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن کا سلسلہ اس کے معمل سے ملایا اور مقصود نے پردہ پر ڈاکٹر اسد اور پریم کو دیکھا۔ وہ اس کے معمل میں رکھے ہوئے ٹیلی وژن کے قریب کھڑے ہوئے کچھ پڑھ رہے تھے۔ یکایک ٹیلی وژن میں ایک گھنٹی بجی اور وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور فوراً اس کے تاروں کا سلسلہ ملایا اور ان کو پردے پہ مقصود کا عکس نظر آیا۔

مقصود نصف گھنٹہ تک دونوں سے باتیں کرتا رہا۔ ان کو ضروری باتیں سمجھائیں اور نصف گھنٹہ بعد سلسلہ منقطع کر دیا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

”ڈاکٹر مقصود آپ روشنی میں آنے والی ہر چیز کا عکس فضا سے کھینچ سکتے ہیں۔ ضرورت صرف تجزیہ کی ہوتی ہے اسی تجزیہ کو لہروں کی پیمائش کہا جاتا ہے اور اسی پیمائش سے ہم لہروں میں امتیاز کر سکتے ہیں ...... اچھا آئیے اب چلیں۔ باقی باتیں سہ پہر کو ہوں گی۔ ایک بج چکا ہے نجمہ اور اطہر ہمارے منتظر ہوں گے۔“

(۸)

فوق البشر

دوپہر کے کھانے پر ڈاکٹر سیفر بہت مسرور نظر آرہا تھا۔ لیکن اس کے برعکس ہر وقت ہنسنے اور مسکرانے والی نجمہ خاموش تھی مقصود نے کئی بار اس کو ہنسانے کی کوشش کی لیکن وہ مسکرا کر رہ گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے بھی اس کی پر اسرار خاموشی کو محسوس کیا اور باتوں باتوں میں اس سے کہا۔

"نجمہ آج تم معمول سے زیادہ سنجیدہ نظر آرہی ہو۔ کیا قرعت اور عرب شاہزادے کی داستان محبت کا اثر ہے۔؟"

"جی نہیں ۔۔۔" نجمہ نے فوراً کہا: "میری طبیعت آج صبح سے مضمحل ہے۔"

"آخر اس کا سبب کیا ہو سکتا ہے۔؟" ڈاکٹر سیفر نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات تو نہیں معلوم ہوتی ہے ۔۔۔" نجمہ نے ٹالتے ہوئے کہا۔

مقصود نے نجمہ سے کہا: "ہو سکتا ہے کہ میری وجہ سے آپ کی مصروفیت بڑھ گئی ہو اس لئے آپ دو تین گھنٹے آرام کر لیں۔"

"ہاں ۔۔۔ میری بھی یہی رائے ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے مقصود کی

تائید کی۔

موسیٰ اطہر نے کہا: "یا پھر اپنی سہیلی سکینہ کے پاس چلی جاؤ۔ طبیعت بہل جائے گی۔"

نجمہ نے کہا: "میں نے سکینہ سے آج اس کے یہاں جانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔"

"تو پھر تم چلی جاؤ ——" ڈاکٹر سفیر نے نجمہ سے کہا۔ "لیکن چار بجے تک واپس آجانا تاکہ ڈاکٹر مقصود آج بھی تبریزی کا سیر کرلیں"

مقصود نے کہا " —— آپ کو یہاں آنے کی ضرورت نہیں اپنے شوفر کو بتا دیجیے کہ وہاں آپ کہاں ملیں گی۔ وہ مجھ کو وہیں پہنچا دے گا۔"

موسیٰ اطہر نے کہا: "ہاں یہ صورت زیادہ بہتر رہے گی۔"

"پادر سکینہ کا مکان جانتا ہے ——" نجمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ سب کھڑے ہو گئے۔ نجمہ پندرہ منٹ بعد چلی گئی۔

ڈاکٹر سفیر نے موسیٰ اطہر سے کہا۔

"آپ نے وہ کام ختم کر لیا۔؟"

"جی ہاں ——" موسیٰ اطہر نے کہا: "میں اس وقت کھانے پر بھی نہیں آتا۔ لیکن چند کاغذات کی وجہ سے آنا پڑا۔ اب پھر جا رہا ہوں ——"

موسیٰ اطہر برآمدے تک آئے اور پورٹیکو کی طرف چلے گئے ڈاکٹر

سفیر نے مقصود سے کہا۔

"آیئے میرے کمرے میں چل کر بیٹھئے۔ وہاں ہم اطمینان سے گفتگو کر سکیں گے۔"

دونوں باتیں کرتے ہوئے محل میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سفیر نے کہا۔

"یہی میری خوابگاہ اور یہی میرا وہ مخصوص کمرہ ہے جہاں بیٹھ کر میں اہم فیصلے کرتا ہوں۔"

مقصود ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر سفیر نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں مقصود صاحب! اب فرمایئے آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔؟"

"میں آپ کا ساتھ دونگا۔"

ڈاکٹر سفیر نے فرط مسرت میں اٹھ کر مقصود کو سینے سے لگایا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"مقصود میاں۔ اگرچہ آپ کا فیصلہ میرے لئے غیر متوقع نہیں ہے میں جانتا تھا کہ آپ میری التجا کو رد نہ کریں گے۔ لیکن اس کے باوجود اس وقت میرا دل مسرت سے جھوم رہا ہے۔"

اس نے مقصود کو بٹھا دیا اور اس کے سامنے ٹہلنے لگا۔ مقصود نے کہا۔

"اب آپ یہ بتایئے کہ مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

"آپ میرے ساتھ چلیں گے۔ اس سیارے تک جہاں سے۔

میں آیا ہوں ـــ آپ کو وہاں زیادہ نہیں ٹھہرایا جائیگا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو دو ہفتہ کے اندر یہاں پہنچا دونگا۔"

"روانگی کب ہو گی ـــ؟"

"پرسوں ـــ ہم یہاں سے پرسوں روانہ ہو جائیں گے۔"

"اسی طیارے سے ـــ" مقصود نے پوچھا۔ "جو مجھ کو دہلی سے یہاں لایا ہے ـــ؟"

"جی نہیں ـــ وہ ایک معمولی طاقتور طیارہ ہے۔ ہم اس بین السیاری ہوائی پر سفر کریں گے جسے آپ لوگ اڑن طشتری کہتے ہیں۔"

"کیا وہ اُڑن طشتری یہاں موجود ہے؟"

"میں آپ سے استدعا کروں گا کہ فی الحال آپ مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔"

مقصود نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

"تشریف رکھیے آپ ٹہلنے کیوں لگے ـــ؟"

ڈاکٹر سیفر ایک صوفے پر بیٹھ گیا اور مقصود کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ڈاکٹر مقصود میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو قدرت کے ایک ایسے راز سے آگاہ کردوں گا جسے آپ کی دنیا کے انسان ہزار سال تک بھی نہ معلوم کر سکیں گے۔"

"کیا آپ اشارتاً بتا سکتے ہیں کہ وہ راز کیا ہو سکتا ہے۔؟"

"ہاں ـــــ" اس نے مقصود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"اشارتاً بتا سکتا ہوں۔"
وہ کچھ دیر تک مقصود کو اس طرح گھورتا رہا گویا اس کو اپنی قوت ارادی سے مغلوب کر کے اس کے دل کا حال معلوم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ پھر اس نے کہا۔
"اس ٹیلی وژن کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو عالمی ادارہ سائنس کی طرف سے تجربے کے لئے آپ کو دیگئی ہے ـــــ کیا وہ محض ایک اتفاق تھا کہ ڈاکٹر بیٹنا گر اپنا تجربہ نہ ختم کر سکے اور ڈاکٹر بوس نے آپ کو منتخب کیا۔"
"ابھی تک تو میں اس کو ایک اتفاق ہی سمجھتا رہا ہوں۔"
"جو کچھ بھی ہوا ہے میرے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ہوا ہے۔" ڈاکٹر سفر نے پر اعتماد لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ "میں نے آپ کو ٹوکیو کے ایک سائنسی ادارے میں دیکھا تھا اور اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ آپ بہت ذہین ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کے حالات معلوم کرتا رہا آپ جہاں کہیں بھی رہے ہیں آپ کے حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتا رہا۔ مجھے آپ کے خیالات معلوم ہوتے رہے اور ہزاروں میل دور رہتے ہوئے بھی میں روزانہ آپ کو اسی طرح دیکھتا رہا جس طرح اس وقت آپ کو دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد جب آپ دلی پہنچے تو میرے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ایک ٹیلی وژن ہندستان بھی بھیجا گیا۔"

ڈاکٹر سیفر ایک ساعت کے لئے خاموش ہو گیا اور مقصود کی دلچسپی کا اندازہ لگانے کے بعد پھر سلسلہ کلام شروع کیا۔

"ڈاکٹر بھٹناگر کے تجربے میں میری ہی وجہ سے تاخیر ہوئی۔ انہوں نے تین ماہ تک شب و روز محنت کرنے کے بعد جو سیال تیار کیا تھا وہ بالائے بنفشی شعاعوں کے اثرات سے خراب ہو گیا اور وہ وقت پر اپنا تجربہ نہ ختم کر سکے۔ ڈاکٹر بوس نے ڈاکٹر بھار دواج سے مشورہ کیا کہ ٹیلی ویژن کا کام کس کے سپرد کیا جائے۔"

"مجھ کو اس کا علم ہے ———"۔ مقصود نے کہا: "ڈاکٹر بھاردواج نے تین سائنسدانوں کے نام پیش کئے تھے ان میں میرا نام بھی تھا۔"

"جی ہاں ———" ڈاکٹر سیفر نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے کہا: "جب آپ کے متعلق غور کیا جانے لگا تو میں نے ان دونوں کی دماغی لہروں کو اپنی دماغی لہروں سے متاثر کیا اور آپ اس کام کیلئے منتخب کر لئے گئے۔"

"کیا آپ کو اتھر میں چلنے والی اور فضائی بسیط میں پھیلی ہوئی برقی لہروں پر قابو حاصل ہے۔؟"

"کسی حد تک ———"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا: "میں ٹیلی ویژن کی مدد کے بغیر اس وقت بھی بتا سکتا ہوں کہ آپ کے محل میں کیا ہو رہا ہے۔"

اس نے ایک کھلے ہوئے دریچے کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں قدرے نیلگوں ہو گئیں اور اس نے ایک ساعت بعد کہا۔

"ڈاکٹر اسد ٹیلی وژن کے تاروں کو دیکھ رہے ہیں اور پریم ان کے پاس شیشے کا ایک ٹیوب لئے ہوئے کھڑا ہے۔"

اس نے دریچے کی طرف سے نگاہیں ہٹالیں اور مقصود کی طرف دیکھ کر کہا۔

"آپ ٹیلی وژن پہ جاکر اس کی تصدیق کرلیں۔"

"تصدیق کی ضرورت نہیں ——" مقصود نے کہا: "آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں صحیح ہے۔"

"مقصود صاحب! میں آپ کو اس راز سے آگاہ کردونگا ٹیلی وژن میرے اشاروں پر چلتے ہیں۔ میں ریڈیائی لہروں کو متاثر کرسکتا ہوں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے چشم زدن میں دنیا کے تیل کے ذخیروں کو تباہ کرسکتا ہوں۔ غرضیکہ اندھیرے میں تیرنے والی برقی لہروں سے ہر کام لے سکتا ہوں۔ لیکن میں ایسا ہمیشہ نہیں کرسکتا ہوں۔ ان لہروں کو طاقتور بنانے اور ان سے کام لینے کے لئے مجھے اپنی دماغی لہروں کو حرکت میں لاکر جوہری قوت کو برانگیختہ کرنا پڑتا ہے —— لیکن یہ سب ہنگامی طور پہ کرنا پڑتا ہے۔ بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق عمل کرنے میں مجھ کو اپنی دماغی لہروں سے کام لینے کی ضرورت نہیں پیش آتی ہے۔ اس میں سہولیت بھی ہوتی ہے اور نتائج بھی حسب دلخواہ برآمد ہوتے ہیں۔"

مقصود خاموش بیٹھا ہوا اس کی باتیں سنتا رہا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کو اس کا پسندیدہ سگریٹ پیش کیا اور خود پائپ سلگا کر کش لینے لگا۔

مقصود نے دو چار کش پینے کے بعد پوچھا۔

"کیا اس سلسلہ میں آپ اور کچھ بتائیں گے — ؟"

"نہیں —"۔ ڈاکٹر مقصود نے کہا۔ "لیکن یہاں سے روانگی کے بعد ہی میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا۔ — اور اسوقت پھر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ یہ باتیں راز رہیں۔ میں فی الحال یہ نہیں چاہتا کہ میرے راز سے آپ کے علاوہ کوئی دوسرا بھی واقف ہو جائے —"

اس نے آتش دان پر رکھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اوہو۔ تین بجنے والے ہیں آج آپ نے آرام بھی نہیں کیا۔"

"میں دن میں کمتر ہی آرام کرتا ہوں۔ ہاں غسل کا ضرور عادی ہوں"

"تو پھر اب اپنے کمرے میں جا کر غسل کیجئے۔ اور کھانے کے کمرے میں تشریف لائیے۔ میں آپ کے ساتھ چائے پیوں گا اس کے بعد کار آپ کو نیرنیہ پہنچا دیگی۔"

مقصود نے اپنے کمرے میں پہنچکر غسل کیا۔ دوسرا سوٹ پہنا اور ساڑھے تین بجے کھانے کے کمرے میں پہنچ گیا۔ ڈاکٹر سفیر ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ایک عربی اخبار دیکھ رہا تھا۔ دونوں نے چائے پی اور مقصود کار پر بیٹھکر نیرنیہ کیطرف روانہ ہو گیا۔

نجمہ اپنی سہیلی سکینہ کے مکان کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی ہوئی سکینہ کے ساتھ مقصود کا انتظار کر رہی تھی۔ مقصود کی کار ٹھیک ساڑھے چار بجے مکان کے سامنے پہنچی اور نجمہ فوراً باہر نکل آئی اس کے ساتھ سکینہ بھی تھی۔ مقصود اس کو دیکھتے ہی کار سے اتر آیا۔ نجمہ نے سکینہ سے

اسکا تعارف کرایا۔ سکینہ نے اسکو لیجاکر ڈرائنگ روم میں بٹھایا اور اندر چلی گئی۔

مقصود نے نجمہ سے پوچھا "کیا آپ یہاں کچھ دیر بیٹھیں گی۔؟"

"چائے پی کر چلیں گے۔"

"میں تو ابھی چائے پی کر آرہا ہوں۔"

"۔ بہر حال سکینہ کے یہاں تو آپ کو چائے پینا ہی ہوگی۔ آپ کی آمد سے قبل ہی اس نے مجھ سے کہہ دیا تھا کہ آپ جب یہاں تشریف لائیں تو میں آپ کو اس کے یہاں ضرور لاؤں۔"

مقصود نے ہنس کر کہا "میں آ تو گیا۔"

"تو پھر آپ کو چائے بھی پینا ہو گی۔" سکینہ نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ "میں نے نجمہ سے کہہ دیا تھا کہ میں ڈاکٹر مقصود کو چائے ضرور پلاؤں گی۔"

"تو اب اس میں بحث کس بات کی ہے۔" نجمہ نے مسکرا کر کہا۔

"پلاتی کیوں نہیں ہو چائے۔"

"آیئے ڈاکٹر مقصود۔ دوسرے کمرے میں تشریف لے چلیے۔"

وہ نجمہ اور سکینہ کے ساتھ ایک آراستہ کمرے میں پہنچا۔ چائے کی میز چنی ہوئی تھی۔ تینوں نے چائے پی اور پندرہ منٹ بعد نجمہ اور مقصود سکینہ کے مکان سے نکل کر کار پر بیٹھے۔ مقصود نے اس سے دریافت کیا "اب اس وقت کہاں چلیے گا۔؟"

"آج قدیم شہر کے بازاروں میں چلیں گے۔"

کار قدیم شہر کی طرف روانہ ہوئی۔ ایک بازار میں پہنچ کر مقصود نے چاندی کا ایک گلدان خریدا اور دونوں بعد مغرب ڈاکٹر سیفر کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سیفر اپنے محل میں تھا۔ دونوں ڈرائنگ روم میں بیٹھ گئے۔ نجمہ اس وقت بھی خاموش تھی۔

مقصود نے کہا: "آج آپ کل سے زیادہ خاموش نظر آرہی ہیں مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کے جذبات کو ٹھیس لگی۔"

"ایسی باتیں نہ کیجئے۔" نجمہ نے کہا۔ "ورنہ مجھ کو واقعی دکھ پہنچے گا۔"

مقصود نے تبریز میں بھی کئی بار اس سے اسی طرح معذرت کی تھی۔ لیکن اس نے باتوں میں ٹال دیا تھا اس لئے اس وقت اس نے پھر اسی موضوع پر گفتگو شروع کی اور اس کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن اسی وقت موسیٰ اطہر اور ڈاکٹر سیفر آگئے اور وہ سب بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد سب نے کھانا کھایا اور نصف گھنٹہ بعد مقصود اپنی خوابگاہ میں چلا گیا۔

دوسرے روز صبح ڈاکٹر سیفر اور موسیٰ اطہر ناشتے کے بعد ہی کار پر بیٹھ کر کہیں چلے گئے۔ مقصود اور نجمہ ٹہلتے ہوئے فوارے کے پاس آئے اور بید کی کرسیوں پر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"ڈاکٹر سیفر آج بہت مصروف رہیں گے۔"

"جی ہاں — وہ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ آج انکو تبریز جانا ہے۔"

نجمہ نے مقصود کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔ مقصود دیوار کی طرف دیکھنے لگا اور ایک ساعت بعد اسکو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا میں آپ سے کچھ دریافت کرسکتا ہوں۔"

"ضرور ـــــ اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔"

"آخر آپ ڈاکٹر سیفر کے حالات کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں۔؟"

"یہ تو میں ابھی نہیں بتا سکتی ـــ"

"میں نے پرسوں آپ سے بتایا تھا کہ ڈاکٹر سیفر میرا تعاون حاصل کرنا چاہتے ہیں ـ اور کل میں نے ان سے وعدہ کرلیا تھا اس لئے اب ـــــ" وہ کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا اور ایک ساعت تک اس کو بغور دیکھنے کے بعد کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میں ان سے تعاون نہ کرتا تو راز داری کا پابند بھی نہ ہوتا۔"

نجمہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود آپ اس چیز کو اس قدر اہمیت کیوں دے رہے ہیں۔"

"مجھے واقعی اس بات کا افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو دکھ پہنچا۔ اگر میں آپ سے یہ نہ بتاتا کہ مجھے ان کے متعلق بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے تو آپ کو کوئی دکھ نہ ہوتا۔"

"حقیقت تو یہی ہے ـــ" نجمہ نے کہا۔ "میں نے ان کو بہت قریب سے دیکھنے کی کوشش کی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ وہ غیر معمولی طاقت کے انسان ہیں۔ طاقت سے میرا مطلب ان کی ذہنی صلاحیتیں ہیں

ہیں ـــــ وہ بہتی لہروں کو بروئے کار لاکر پہاڑوں کو انکی جگہ سے ہٹا سکتے ہیں یا وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر ہزاروں میل کے مناظر دیکھ سکتے ہیں۔ وہ چاہیں تو دنیا کے ہر گوشے کی آواز سُن سکتے ہیں۔ انکی ذہنی صلاحیتیں عام انسانوں کی ذہنی صلاحیتوں سے کہیں زیادہ ہیں ـــــ وہ فوق البشر ہیں ـــــ"

"فوق البشر ـــــ!" مقصود کے منہ سے بیساختہ نکل گیا۔

"جی ہاں فوق البشر ـــــ" نجمہ نے اس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا: "اگر زمانہ ترقی نہ کر چکا ہوتا اور میں نے اعلیٰ تعلیم نہ حاصل کی ہوتی تو میں ان کو انسان نہیں جن سمجھتی ـــــ"

مقصود نجمہ کی صورت تکتا رہا اور وہ کسی دفتی جذبہ کے ماتحت کہتی رہی ـــــ "سائنسدانوں کا اہم ترین تجربہ ان کے سامنے بازیچہ اطفال ہے۔"

"مجھے اس کا علم ہے ـــــ"

"ـــــ تو پھر ان تمام باتوں کو جانتے ہوئے بھی آپ نے ان سے تعاون کا وعدہ کیوں کر لیا ـــــ؟"

"کیا آپ کو ان سے ہمدردی نہیں ہے ـــــ؟"

"میرے دل میں ان کے لئے اسی قدر عزت ہے جس قدر اپنے والد کے لئے ہے ـــــ" نجمہ نے کہا: "میں ان کو وقعت کی نگاہوں سے دیکھتی ہوں اور ان کا احترام کرتی ہوں لیکن ـــــ لیکن ڈاکٹر مقصود میں نہیں سمجھ سکتی کہ مجھے انکی اس رازداری سے کیوں اس قدر چڑ ہو گئی ہے۔"

"انھوں نے ایک نیک مقصد کے لئے میرا تعاون حاصل کیا ہے۔؟"

مقصود نے اس کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔" وہ واقعی ایک نیک انسان ہیں۔"

"مجھے بھی اس کا اعتراف ہے۔"

"تو پھر اس برہمی کے کیا معنی ہیں۔؟"

"میں ان سے برہم نہیں ہوں۔" نجمہ نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا"۔ اور نہ برہم ہو سکتی ہوں۔ ان کے مجھ پر اور میرے والد پر بڑے احسانات ہیں۔"

"میں آپ کو دوستانہ مشورہ دونگا کہ فی الحال آپ انکی پُراسرار شخصیت کے متعلق کچھ معلوم کرنے کی کوشش نہ کریں۔"

"میں نے دو سال قبل عہد کیا کہ میں اس راز کو معلوم کر کے رہوں گی اور آج بھی میں اپنے اس عہد پر قائم ہوں۔"

"ایک بار اپنے عہد پر پھر نظر ثانی کیجئے۔"

"میں ایک دو بار نہیں متعدد بار اس پر غور کر چکی ہوں۔ میرا فیصلہ اٹل ہے۔"

"کیا آپکو یقین ہے کہ آپ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جائیں گی۔؟"

"جی ہاں ——"

"۔ اور اس کا علم بھی ہے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔؟" مقصود نے پوچھا۔

"نہیں ۔" نجمہ نے کہا۔" میں نے ابھی تک اس پہلو پر غور نہیں کیا ہے اور نہ اسکی ضرورت سمجھتی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں ۔"

"کیا آپ اپنی جان کی قیمت پر بھی اس کو معلوم کر کے رہیں گی؟"

"جی ہاں ۔ بشرطیکہ اس کی ضرورت پیش آ گئی ۔"

مقصود نے کہا" بالفرض محال اگر آپ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکیں تو کیا ہو گا؟"

" یہ میری ذلت آمیز شکست ہو گی جسے میں برداشت نہ کر سکوں گی اور ــــ خودکشی کر لوں گی ــ"

" آپ خودکشی کر لیں گی ۔؟" مقصود نے گھبرا کر پوچھا۔

" جی ہاں ــ" نجمہ نے کہا" میں نے اپنے والد صاحب قبلہ کی باتوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ ڈاکٹر سیفر ایک پُراسرار انسان ہیں وہ عجیب وغریب قوتوں کے مالک ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کوئی یہ نہیں جانتا ہے کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ میں ان کا راز معلوم کر کے رہوں گی ۔ اور اسی لئے یہاں آئی تھی ۔"

"کیا آپ نے کسی وقت کا بھی تعین کیا تھا ۔؟"

" جی نہیں ــــــ" نجمہ نے کہا " وقت کا کوئی تعین نہیں ہے۔ اگر مجھ کو آج معلوم ہو جائے کہ وہ یہاں سے جا رہے ہیں تو آج میں اپنی

شکست تسلیم کر لوں گی۔"
"۔۔۔ اور اس کے بعد ۔۔۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔
"خودکشی ۔۔۔۔ "۔ نجمہ نے کہا۔" ڈاکٹر مقصود ۔۔ اب
اس موضوع پر گفتگو نہ کیجئے۔ میں نے یہ باتیں آپ پر اس لئے نہیں
ظاہر کی ہیں کہ آپ ان سے متاثر ہو کر یا مجھے خودکشی سے باز رکھنے
کے لئے ان کا راز بتا دیں ۔۔۔ میں نے محض آپ کے اصرار پر اس
وقت اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔"
مقصود نے سر جھکا لیا اور کچھ سوچنے لگا اور نجمہ ٹکٹکی باندھے اس کو
دیکھتی رہی۔ کچھ دیر بعد مقصود نے اس کی طرف دیکھا اور نگاہیں چار
ہوتے ہی نجمہ نے سر جھکا لیا۔ مقصود نے کہا۔
"کیا مجھے دوستانہ حیثیت سے اظہار خیال کی اجازت ہے۔؟"
"جی ہاں ۔۔۔ فرمایئے ۔۔۔"
"آپ کے اس عہد میں بچوں کی ضد کی جھلک ہے۔ ڈاکٹر کے پراسرار
ہونے کا آپ کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔ آپ کا یہ عہد کہ اگر
آپ اس راز کو نہ معلوم کر سکیں تو خودکشی کر لیں گی کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔"
"میں نے آج تک جو ارادہ بھی کیا ہے اس میں مجھے کامیابی حاصل
ہوئی ہے۔ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالا ہے اسے پایہ تکمیل کو پہنچایا ہے۔"
مقصود نے اٹھتے ہوئے کہا۔" آیئے برآمدے میں چل کر بیٹھیں۔"
دونوں ٹہلتے ہوئے برآمدے میں پہنچ گئے۔ ایک ملازم نے بڑھ کر

ایک محراب کے نیچے کرسیاں لگا دیں نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"میں اس وقت عموماً اسی جگہ آکر بیٹھتی ہوں۔"

دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد مقصود نے پوچھا۔

"کیا آج کسی وقت تبریز چلیئے گا۔۔؟"

"جی ہاں ۔۔ دوپہر کے کھانے کے بعد چلیئے۔۔"

"۔۔ لیکن آپ کی طبیعت مکدر ہے۔ اس لئے سیر و تفریح بیکار ہو گی۔"

"آپ میری فکر نہ کریں۔"

"یہ ناممکن ہے ۔۔۔۔"۔ مقصود نے کہا۔

"کیوں ۔۔۔؟" نجمہ نے فوراً سوال کیا۔

مقصود نے جواب دینے کے بجائے اس کی طرف دیکھا وہ مقصود کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نگاہیں ملتے ہی دوشیزگی کی حیا سے اس کی شفاف پیشانی عرق آلود ہو گئی۔ سرخی کی جھلک سے رخسار تمتما اٹھے اس نے نظر جھکا لیں اور ایک ساعت بعد کسی ضروری کام کا عذر رکھ کے لجاتی ہوئی چلی گئی۔

ایم۔ اے۔ گلکار بی ایس سی۔ ایل ایل۔ بی

ابتداء عشق میں ہم ساری رات جاگے رے
اللہ جانے کیا ہوگا آگے مولیٰ جانے کیا ہوگا رے

عنایت کی نظر خوشی سے ...
پھر بھی نہ دو ... صرف دل میں ...

(۹)

ایک نیا انکشاف

مقصود نے ابھی تک اپنی زندگی میں صنف لطیف کو کوئی اہمیت نہیں دی تھی۔ نجمہ پہلی لڑکی تھی جس سے اس نے بے تکلفی کے ساتھ گفتگو کی تھی اور جس کے ساتھ سیر و تفریح کو گیا تھا۔ اسکو ابھی تک اس پہلو پہ غور کرنے کا موقع نہیں ملا تھا کہ عورت مرد کی زندگی میں کیا اہمیت رکھتی ہے اور اس کا قرب مرد کے احساسات اور خیالات میں کس انقلاب کا باعث ہوتا ہے اور اس انقلاب کا اس کی زندگی پر کیا اثر پڑتا ہے لیکن اسوقت نجمہ کی متغیر حالت نے اس کو اس پہلو پر غور کرنے کے لئے مجبور کر دیا۔

نجمہ اٹھ کر چلی گئی لیکن وہ کچھ دیر تک اسی طرف کھڑا ہوئی نظروں سے دیکھتا اور اسی کے متعلق سوچتا رہا۔ اسے نجمہ کی عمر کی دوسری لڑکیوں کے طبائع کے متعلق کچھ بھی علم نہیں تھا لیکن نجمہ کے صرف چند جملوں ہی سے اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ ایک مستقل مزاج لڑکی ہے اور اس نے جو کچھ کہا ہے وہ کر گذرے گی۔ اس خیال کے ساتھ ہی وہ جھرجھری لیکر کھڑا ہو گیا اور اس نے چاروں طرف دیکھا۔ نجمہ پورٹیکو سے کچھ فاصلہ پر برآمدے میں ایک ستون کے پاس کھڑی ہوئی ایک ایرانی خاتون کو کچھ سمجھا رہی تھی۔ وہ بغیر کسی ارادے کے

اس کی طرف بڑھا لیکن پورٹیکو کے سامنے پہنچکر ٹھہر گیا۔ اور کھوئی
ہوئی نظروں سے فوارے کی طرف دیکھنے لگا۔ نجمہ نے بیجا اس کو دیکھ
لیا اور ایرانی خاتون سے دو چار باتیں کر کے اس کے پاس آ گئی۔

"آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔۔؟"

"کچھ نہیں ـــــ"۔ مقصود نے چونک کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں۔"

مقصود جواب دینے کے بجائے پھر فوارے کی طرف دیکھنے لگا۔ نجمہ
نے کہا۔

"آیئے ـــــ بیٹھ کر باتیں کریں ـــــ"۔
نجمہ نے برآمدے کے اس حصے کی طرف رُخ کرتے ہوئے کہا جہاں
چند منٹ قبل دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ مقصود اس کے ساتھ چلنے
لگا۔ نجمہ نے مسکرا کر کہا۔

"آج یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔"

"یعنی ـــــ؟" مقصود نے سوال کیا۔

"یہ ایرانی خاتون جو ابھی مجھ سے گفتگو کر رہی تھی۔ اس کا ایک لڑکا
یہاں کام کرتا ہے۔ وہ کل رات سے غائب ہے اور اپنے ساتھ اپنی بیوی
کو بھی لے گیا ہے۔ یہ خاتون تہران پہنچی ہے۔ اس کو ابھی ان دونوں
کی گمشدگی کی اطلاع ہوئی ہے۔ اور وہ اس کی تلاش کرتی ہوئی یہاں
آئی ہے۔"

"یہ تو کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے۔" مقصود نے کہا: "ایسا تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ ممکن ہے اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کے یہاں چلا گیا ہو۔"

"وہ کہتی ہے کہ ان دونوں کو ان کے کوارٹر سے غائب کیا گیا ہے۔"

"کیوں ـــــ؟"

"یہ تو میں نہیں بتا سکتی ـــــ" نجمہ نے کہا: "بہر حال وہ غریب بہت پریشان ہے اور ڈاکٹر سیفر کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے ـــ"

دونوں برآمدے کے اختتام پہ پہنچکر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ نجمہ بھی کچھ کھوئی کھوئی سی تھی۔ مقصود بھی اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ دونوں کے انداز سے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے سے کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن شرم و حجاب کا ایک پردہ دونوں کے درمیان حائل ہے۔ مقصود نے کئی بار ارادہ کیا کہ اس سے کچھ کہے لیکن حرف مطلب زبان پر آ کر رہ گیا۔ اس نے بار بار اس کی طرف دیکھا اور سر جھکا لیا۔

نجمہ کو ایسا محسوس ہو رہا تھا گویا وہ کرسی میں دھنسی جا رہی ہے اور ایک بے ہنگام شور سے اس کے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے ہیں۔ اسے اپنے ٹھنڈے پسینے کے قطرے اپنے جسم پر رینگتے ہوئے محسوس کئے اور گھبرا کر پھاٹک کی طرف دیکھنے لگی۔ مقصود نے ایک بار پھر اس کی طرف دیکھا اور ہمت کر کے گفتگو کا موضوع تلاش کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیا آپ نے کبھی ڈاکٹر سیفر سے اس موضوع پر گفتگو کی ہے۔؟"

"جی نہیں ـــ"۔ نجمہ نے کہا ـــ "اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی اگر وہ مجھے اس قابل سمجھتے تو پہلے ہی اس راز سے آگاہ کر چکے ہوتے۔"

"آپ نے مجھے تذبذب میں ڈال دیا ہے ـــ"

"آپ کو میری باتوں کا اثر نہ لینا چاہیئے ـــ" نجمہ نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ یہ میری دماغی کمزوری کا نتیجہ ہو ـ یا کسی خاص واقعہ نے میرے تحت الشعور میں ابھر کر یہ صورت اختیار کر لی ہو۔"

"میں پھر بھی عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں"۔

اس کے لبوں پر ایک تلخ تبسم رقص کرتا ہوا نظر آیا اور غائب ہو گیا اور اسنے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیں۔"

"ـ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں ۔"

"آپ ضد نہ کیجیئے ۔"

"میں التجا کرتا ہوں ـــ"

"آخر کیوں ـــ ؟" نجمہ نے پوچھا۔

"خود کشی حرام موت ہے ـ بے مقصد جان دینے سے کیا حاصل۔"

"آپ مجھے مجبور کیوں کر رہے ہیں؟ ـ"

"میں ـــ یہ میں نہیں بتا سکتا۔ بہر حال آپکو زندہ رہنا چاہیئے ـــ"

"خاموش ہو جایئے ـــ" نجمہ نے پھاٹک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ڈاکٹر سیفر اور ابو آ رہے ہیں ـ گفتگو کا موضوع بدل دیجئے۔"

مقصود نے پھاٹک کی طرف دیکھا۔ کار پورٹیکو میں پہنچ چکی تھی دونوں غیر ارادی طور پر کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سفیر اور موسیٰ اطہر کار سے اتر کر برآمدے میں آ گئے۔ ڈاکٹر سفیر نے ان لوگوں کو دیکھتے ہی دور سے کہا۔

"۔۔۔ آپ لوگ یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ نجمہ آپ کو کہیں سیر کرانے لے گئی ہوں گی۔"

"ہم لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد جائیں گے۔" نجمہ نے کہا۔

ڈاکٹر سفیر اور موسیٰ اطہر ان کے قریب پہنچ گئے۔ برآمدے کے دوسرے سرے پر نجمہ کو وہی عورت نظر آئی۔ اس نے اسے دیکھتے ہی ڈاکٹر سفیر سے کہا۔

"آپ کے اس ایرانی مددگار کا کیا نام ہے۔ جو ہر وقت اپنی بیوی کا تذکرہ کیا کرتا تھا۔؟"

"علی اکبر نجفی۔"

"وہ کل رات سے غائب ہے۔ اس کی بیوی بھی غائب ہے۔ اس کی ماں دونوں کو تلاش کرتی ہوئی آئی ہے۔ وہ دیکھئے آپ کے پاس آ رہی ہے۔"

موسیٰ اطہر، ڈاکٹر سفیر اور مقصود نے ایک ساتھ اس کی طرف دیکھا۔ وہ ان ہی کی طرف آ رہی تھی۔

ڈاکٹر سفیر نے کہا۔ "وہ غالباً کسی دوسرے ملک کی طرف بھاگ گیا ہے۔"

ایرانی خاتون ان کے قریب پہنچ گئی۔ موسیٰ اطہر نے اس سے دریافت کیا۔

"کیا بات ہے۔۔؟"

"میرا لڑکا احمد اس کی بیوی دونوں کل سے غائب ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" ہم اس کے متعلق کچھ بھی نہیں بتا سکتے۔۔ وہ ملازمت چھوڑ چکا ہے۔۔"

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کو اور اسکی بیوی کو کوارٹر سے غائب کیا گیا ہے۔۔"

"یہاں ایسی کوئی بات نہیں ہو سکتی ۔۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" لیکن اگر تم کو شک ہے تو میں ابھی آغا عباس سے دریافت کرونگا۔"

اس نے موسیٰ اطہر کو اشارہ کیا اور وہ اس کو ملازموں کے رہائشی مکان کی طرف لے گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"یہ عورت مجھ کو پاگل معلوم ہوتی ہے۔"

نجمہ نے اس کو ایسی نظروں سے دیکھا گویا وہ غلط بیانی سے کام لے رہا ہے۔ مقصود نے بھی اس کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا۔ ڈاکٹر سیفر نے کرسیوں کے پاس پہنچکر نجمہ سے کہا۔

"نجمہ کھانے کی میز چنواؤ۔۔ وقت ہو چکا ہے اور مجھ کو ابھی پھر تبریز جانا ہے۔ اگر مناسب سمجھنا تو تم بھی ڈاکٹر مقصود کے ساتھ چلی جانا۔"

"اگر ڈاکٹر مقصود نے جانا پسند کیا تو میں ضرور جاؤں گی۔"

وہ چلی گئی۔ مقصود اور ڈاکٹر سیفر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے کہا۔

" مقصود میاں۔ میرے اور آپ کے مابین ابتک جو باتیں بھی ہوئیں ہیں آپ نجمہ سے ان کا تذکرہ نہ کریں۔ وہ عرصہ سے یہ راز معلوم کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ میں کون ہوں اور میرا مقصد کیا ہے۔؟"

" وہ یہ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہیں۔؟"

" بچپنا ۔۔ " ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔" وہ ہنسنے لگا۔

" میرے خیال میں وہ بہت سیدھی اور شریف لڑکی ہیں۔" مقصود نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

" بہت بھولی ہے ۔۔ " ڈاکٹر سیفر نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا:" اگر میری کوئی لڑکی ہوتی تو میں اس کو بھی اسی قدر چاہتا ۔۔ اس میں بس ایک کمزوری ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ بہت ضدی ہے۔"

" ضد نادانی پر دلالت کرتی ہے۔" مقصود نے مسکرا کر کہا۔

" ہاں ۔۔ اور بعض اوقات اس سے انسان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ جاتا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے جس عنوان سے گفتگو شروع کی تھی اس سے مقصود کو شک ہوا تھا کہ اس نے اپنی پراسرار قوت سے اس کی اور نجمہ کی گفتگو سن لی ہے لیکن بعد میں اس کا یہ شک رفع ہو گیا اور وہ ایک بے تکلف

دوست کی طرح اس سے ہنس ہنس کر باتیں کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد چاروں نے کھانا کھایا اور ڈاکٹر سیفر موسیٰ اطہر کے ساتھ پھر کہیں چلا گیا اور نجمہ اور مقصود ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ نجمہ نے مقصود سے کہا

"علی اکبر اور اس کی بیوی کی گمشدگی بھی ایک راز ہے۔"

مقصود نے کہا۔ "لیکن ڈاکٹر سیفر ان آدمیوں میں سے نہیں ہیں جو کسی شخص کو راستے سے ہٹانے یا اس سے انتقام لینے کے لئے اس کو قتل کر دیتے ہیں۔"

"اپنے مفاد کے پیش نظر انسان سب کچھ کر گذرتا ہے۔"

"آپ بلاوجہ ان کے خلاف اپنے دل میں نفرت کا بیج بو رہی ہیں۔" مقصود نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "وہ واقعی بہت اچھے آدمی ہیں۔"

"برا تو میں بھی نہیں کہتی ہوں۔"

"آپ اپنی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کیجئے۔" مقصود نے ناصحانہ انداز میں کہا۔

"ڈاکٹر مقصود کیا آپ سنجیدگی کے ساتھ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔؟"

"جی ہاں — لیکن دوستانہ انداز میں۔"

"علی اکبر اور اس کی بیوی کو ڈاکٹر سیفر نے اسی عمارت کے ایک زمین دوز کمرے میں قید کر دیا تھا۔" نجمہ نے پر جوش لہجہ میں کہا۔ "اور

وہ اس کو کل صبح چین کے کسی شہر میں پہنچا رہے ہیں لیکن وہ دونوں انکی قید سے نکل گئے۔"

"کب ؟"

"ابھی — " نجمہ نے کہا۔ "کھانے سے دس منٹ پہلے — میں نے ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے — اور — علی اکبر نے مجھ سے گفتگو کی ہے۔"

مقصود متحیر ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ نجمہ نے اس کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"میں سنی سنائی نہیں کہہ رہی ہوں میں نے دونوں کو دیکھا ہے اور دونوں سے گفتگو کی ہے۔"

مقصود نے سامنے لگے ہوئے گلاب کے ایک پودے پہ نگاہیں جما دیں اور کچھ سوچنے لگا۔

نجمہ نے چند سکنڈ خاموش رہ کر کہا۔

"ڈاکٹر سفر کو علی اکبر پر بہت اعتبار تھا۔ ان کے تمیں مددگاروں میں وہی ایک ایسا شخص تھا جس کو ان کے معمل میں جانے کی اجازت تھی — اس کو ان کے متعلق ضرور کوئی خاص بات معلوم ہوئی ہوگی۔ اسی لئے انھوں نے اس کو غائب کر دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو نقصان نہ پہنچانا چاہتے ہوں لیکن بہر حال یہ چیز ٹھیک نہیں۔"

"علی اکبر نے آپ سے کچھ نہیں بتایا — ؟"

"اس نے صرف آپ کے متعلق مجھ سے چند باتیں بتائیں۔"

"وہ کیا ــــ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ ڈاکٹر سیفر کسی انقلابی جماعت کے روح رواں اور انقلاب کے متمنی ہیں۔ وہ خاموشی کے ساتھ برسر اقتدار آجانا چاہتے ہیں اسی لئے انھوں نے آپ کا تعاون حاصل کیا ہے۔ وہ آپ سے کوئی انتہائی خطرناک کام لینا چاہتے ہیں ــــ"

"کاش میں کسی کے کام آسکوں۔"

"میں اس جذبہ ایثار کی قدر نہیں کر سکتی۔" نجمہ نے فوراً کہا۔ "انسان کو نیک مقصد کے تحت میدان عمل میں آنا چاہیئے۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتی ــــ"

"ان کے ارادے نیک اور مقصد عظیم ہے۔"

"ہم دونوں میں سے ایک حالات سے ناواقف ہے۔"

مقصود نے فوراً کہا۔ ــــ "اور وہ میں ہوں ــــ"

"یہ طنز ہے یا انکساری۔"

نجمہ نے یہ جملہ انتہائی سنجیدگی کے ساتھ کہا تھا لیکن مقصود کو ہنسی آگئی۔ نجمہ نے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود! آپ ہنس کر ان واقعات کی اہمیت کو کم نہ کیجئے میں آپ کو مشورہ دیتی ہوں کہ آپ دہلی واپس چلے جائیں۔"

"یہ تو مجھ سے نہ ہو سکے گا۔" مقصود نے کہا۔ "میں اپنے وقار

ہ اگر ایک لیڈر سر جسے کو بار دوئی طرح جلا سکے

اور ان کے اعتقاد کو ٹھیس نہیں لگانا چاہتا۔۔۔"

نجمہ نے اس کو مایوسانہ نظروں سے دیکھا اور سر جھکا لیا۔ مقصود نے چند سکنڈ بعد پھر کہا۔

"علی اکبر بھی ڈاکٹر سیفر کو نہیں سمجھ سکا۔"

"وہ چھ سال سے ان کے ساتھ تھا۔۔۔"

"مدت سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔" مقصود نے کہا۔ "چھ سال کی طویل مدت میں علی اکبر کو یہ علم تو ہو ہی گیا ہوگا کہ وہ عام انسانوں سے بلند و بالا ہیں۔ وہ جہاں کہیں بھی جا کر چھپے گا۔ وہ اس کو تلاش کریں گے۔"

"جی نہیں۔۔۔" نجمہ نے کہا۔ "ہر فرعونے را موسیٰ۔"

"آپ ڈاکٹر سیفر کو فرعون نہ کہیں۔"

"میں نے صرف ایک مثال دی ہے۔" نجمہ نے کہا۔ "اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر سیفر اپنے کمرے میں بیٹھے بیٹھے دنیا کے گوشے گوشے کو برقی لہروں کی مدد سے دیکھ سکتے ہیں تو دوسرا انسان ایسی لہریں بھی دریافت کر سکتا ہے جو ان لہروں کو بیکار بنا دیں جو ریڈیو کی سرگرم لہروں کو ٹھنڈا کر دیں۔"

"کیا ایسی لہریں دریافت ہو چکی ہیں۔۔۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"جی ہاں۔۔۔" نجمہ نے کہا۔ "قدرت نے ہر چیز منفی اور مثبت میں پیدا کی ہے۔ اگر ایک لہر سرد چیز کو ایندھن کی طرح جلا سکتی ہے تو

دوسری لہر جلتی ہوئی آگ کو سرد کر

دوسری لہر چلتی ہوئی بارود کو سرد کر سکتی ہے۔ علی اکبر نے ان لہروں

کا راز ڈاکٹر سبیر ہی سے معلوم کیا تھا۔ خلاق اعظم نے ایسی ایسی

چیزیں پیدا کی ہیں جن کے متعلق دنیا کے بڑے بڑے سائنس دانوں کو بھی

کوئی علم نہیں ہے۔ مثال کے طور پہ دھاتوں کے اس مرکب کو

لے لیجئے جو آپ نے کئی دھاتیں ملا کر بنایا ہے۔ اس پہ برقی لہریں قطعی

اثر انداز نہیں ہوتی ہیں۔ وہ دھات لہروں کو جذب کر کے متاثر ہوئے

بغیر خارج کر دیتی ہے وہ ان سے نہ تو کوئی طاقت لیتی ہے اور نہ

ان کو کوئی دوسری طاقت دیتی ہے۔ اسی لئے آپ کے طیارے کو

ڈاکٹر سبیر نے اپنے اشاروں پر چلایا۔"

مقصود نے گھبرا کر کہا۔ "کیا طیارے کی اس تجرباتی پرواز کے

دوران میں اس کی رفتار پرواز کا غیر معمولی حد تک بڑھ جانا بھی ڈاکٹر

سبیر کی توجہ کا نتیجہ تھا ——— ؟"

"جی ہاں ———"۔ نجمہ نے کہا۔ "تعجب ہے کہ انھوں نے

یہ بات آپ کو نہیں بتائی۔"

"یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ ہر بات بتا دیں۔"

نجمہ نے گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ "علی اکبر کو ایک ایسی

دھات کا بھی علم ہے جس کی انگوٹھی انگلی میں پہن لینے کے بعد انسان

برقی لہروں کے اثرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر آپ وہ انگوٹھی

پہن لیں تو ڈاکٹر سبیر اپنی لہروں کی مدد سے آپکو نہیں تلاش کر سکیں گے۔"

"غالباً علی اکبر اور اس کی بیوی کے پاس ایسی ہی انگوٹھیاں ہیں۔"

"علی اکبر کے پاس ایسی چھ انگوٹھیاں تھیں ان میں سے ایک میں نے لے لی۔"

اس نے انگلی دکھاتے ہوئے کہا۔ "یہ دیکھئے ان میں سے ایک یہ ہے۔"

"غالباً اسی وجہ سے ڈاکٹر سیفر میری اور آپ کی گفتگو نہیں سن سکے ہیں۔"

"خیال تو میرا بھی یہی ہے۔" نجمہ نے کہا۔ "خیر یہ تو دنیا کی باتیں ہیں لیکن بہر حال آپ کو ان سے محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔"

اس نے گھڑی دیکھ کر کہا۔ "کار تیار ہے اگر آپ شہر چلنا چاہیں تو چلئے۔"

دونوں کار پر بیٹھ کر شہر پہنچے۔ سکینہ کہیں گئی ہوئی تھی۔ نجمہ نے اس کے نام ایک پرچہ لکھ کر اس کی خادمہ کو دیا اور ایک کار پر بیٹھ کر دونوں ایک پکچر ہاؤس پہنچے فلم دیکھا اور مغرب کے بعد ڈاکٹر سیفر کی رہائش گاہ پر واپس آگئے موسیٰ اطہر اور ڈاکٹر سیفر واپس آچکے تھے اور ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر قدرے پریشان نظر آرہا تھا۔ نجمہ نے آہستہ سے مقصود سے کہا۔

"غالباً ڈاکٹر سیفر کو اس کا علم ہو گیا ہے کہ علی اکبر اور اسکی اہلیہ انکی قید سے فرار ہو چکے ہیں۔"

"کیا ان کو کھاتے وقت اس کا علم نہیں ہوا تھا۔؟"

"جی نہیں — ورنہ وہ غریب یہاں سے فرار نہیں ہو سکتے تھے۔"
نجمہ نے کہا۔ "لیکن اب وہ جہاں کہیں بھی ہیں ان کی دسترس سے محفوظ ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر دونوں کو دیکھتے ہی باہر آگیا اور ڈاکٹر مقصود سے کہا۔
"ڈاکٹر مقصود میں آپ کے لئے چند تحائف لایا ہوں۔"
"شکریہ —" اس نے ہنس کر کہا۔
"شکریہ کی ضرورت نہیں۔"
"تحائف میں کیا چیزیں ہو سکتی ہیں — ؟" نجمہ نے ڈاکٹر سیفر سے دریافت کیا۔
"ایک جڑاؤ ہار — جو بارہ سو برس پہلے دمشق کے ایک زرگر نے ایک اموی ملکہ کے لئے بنایا تھا۔ ایک مرصع چھپکا۔ جو مغلوں کے دور حکومت میں دہلی کے ایک افغان زرگر نے تیار کیا تھا۔ اور کلام پاک کا ایک نسخہ مترجم — اور ایک انگوٹھی جو گیارھویں صدی عیسوی میں چین میں بنائی گئی تھی۔"
مقصود نے ہنس کر پوچھا۔ "کیا ہار اور چھپکا آپ میرے لئے لائے ہیں؟"
"ہاں — اس میں تعجب کی کونسی بات ہے۔ آپ چاروں نایاب اشیاء اپنی طرف سے نجمہ کو دے دیں — نجمہ کو قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔"
نجمہ نے دریافت کیا۔ "لیکن کس سلسلہ میں — ؟"

"ڈاکٹر مقصود کل یہاں سے جا رہے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس لئے تم کو ان کا یہ دوستانہ تحفہ قبول کرنا ہوگا۔"

نجمہ نے غیر ارادی طور پر حسرت کے ساتھ مقصود کی طرف دیکھا اور دیوار پر نگاہیں جما کر دانتوں سے انگلی کا ناخن کترنے لگی۔

"وہ کل اسوقت یہاں سے بہت دور ہوں گے ——" ڈاکٹر سیفر نے کہا "بہت دور —— اور میں بھی باہر جا رہا ہوں۔"

"ڈاکٹر ——"۔ نجمہ نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا لیکن اس کی آواز حلق میں پھنس کر رہ گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے فوراً محبت آمیز لہجہ میں کہا۔

"بیٹی ———"۔

ان کے لہجہ میں کچھ ایسا درد تھا کہ نجمہ میں بار اسے ضبط نہ رہا وہ دوڑ کر ڈاکٹر سیفر سے لپٹ گئی اور سسکیاں لینے لگی۔

"ہائیں —— ہائیں۔ نجمہ یہ کیا کر رہی ہو۔" ڈاکٹر سیفر نے اسکی پشت تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

وہ ان کے سمجھانے کے باوجود کچھ دیر تک روتی رہی اور جب اس کی طبیعت سنبھلی تو اس نے اپنے اشک خشک کرتے ہوئے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے ——"

"نجمہ میں تم کو ضرور لے چلتا لیکن حالات سازگار نہیں ہیں —— بہر حال میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر زندگی رہی تو بہت جلد واپس آجاؤں گا۔"

ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر کی طرف دیکھا۔ دونوں نے اشاروں میں ایک دوسرے سے کچھ کہا اور ڈاکٹر سیفر نے نجمہ کو مخاطب کیا۔

"نجمہ! میری عدم موجودگی میں میری املاک جائداد اور ہر چیز پر تم کو مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے۔"

"مجھے دولت کی تمنا نہیں ہے۔" اس نے رُندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"بیٹی نجمہ! مجھے امید ہے کہ اس سلسلہ میں تم ضد نہ کرو گی۔"

ڈاکٹر سیفر کے لہجے سے بے بسی اور بیچارگی ظاہر ہو رہی تھی۔ نجمہ پھر رونے لگی۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"نجمہ! یہ رونے کا وقت نہیں ہے۔ میری طرف دیکھو اگر واقعی تم کو اس قادر مطلق کے وجود پر یقین ہے جس نے زمین اور آسمان اور ہر چیز پیدا کی ہے تو اس سے میرے لئے دعا کرو۔"

مقصود خاموش کھڑا ہوا دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ موسیٰ اطہر کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

"نجمہ میرا کوئی ٹھیک نہیں۔ واپس آؤں یا نہ آؤں اس لئے میں نے اپنی کل جائداد اور ہر چیز تمہارے نام لکھدی ہے اور اب سے آج سے تم اسکی مالکہ ہو۔"

وہ ایک کرسی پر سر جھکا کر بیٹھ گئی اور ڈاکٹر سیفر اسکو سمجھانے لگا۔ موسیٰ اطہر نے کہا۔

"خنکی بڑھتی جارہی ہے۔ چلئے اندر چلیں۔"

وہ سب خاموشی کے ساتھ دوسرے کمرے میں پہنچ گئے۔

(۱۰)

سیفر آفاقی

کھانے کے بعد چاروں ایک گرم کمرے میں بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سیفر قدرے پریشان نظر آ رہے تھے۔ نجمہ کا چہرہ بھی اُترا ہوا تھا موسیٰ اطہر اپنے خیال میں کھوئے ہوئے تھے اور مقصود ہر ایک کی صورت دیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"بیٹی نجمہ——— ! میں ہنسی خوشی رخصت ہونا چاہتا تھا لیکن تم نے رو کر مجھ کو بھی پریشان کر دیا۔"

نجمہ نے اشک آلود نگاہوں سے ڈاکٹر سیفر کو دیکھا اور سر جھکا لیا۔ انھوں نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"میری ہدایات پر عمل کرنا۔ علی اکبر کو اس کوٹھی میں دوبارہ نہ آنے دینا۔ اس نے نمک حرامی کی ہے۔ تم جانتی ہو کہ مجھ کو اس پر کس قدر اعتماد تھا۔ میں نے اس کو چند ایسے راز بھی بتا دیئے جن کا کسی کو بھی علم نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اس نے ایک انقلابی انجمن کے ایجنٹوں سے ساز باز کر کے ان کو میرے راز بتا دینے کا وعدہ کر لیا اس نے یہ سودا پچاس ہزار انگریزی پاؤنڈ میں طے کیا تھا۔"

نجمہ کے حزن و اضمحلال پر حیرت و استعجاب غالب آگیا اور وہ

پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگی ۔ ڈاکٹر سیفر کے لہجے سے بھی صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اسکو اس واقعہ پر بہت افسوس ہے۔ وہ ایک ساعت کے لئے خاموش ہو گیا اور پھر کہنے لگا۔

"مجھے دو روز قبل اس سازش کا علم ہوا۔ کل سہ پہر کو اس نے میرے کمرے سے چند خاکے حاصل کر لئے اور یہاں سے نکل جانے کی کوشش کی۔ مجھے بر وقت علم ہو گیا اور میں نے اس کو اور اس کی بیوی کو پکڑ کر ایک تہہ خانے میں بند کر دیا۔ اس سازش میں اس کی بیوی بھی شریک تھی۔ لیکن آج دوپہر کو وہ فرار ہو گیا۔"

نجمہ نے کہا" کیا آپ نے اس کو قتل کر دینے کے ارادے سے قید کیا تھا۔؟"

"قتل — نہیں — میں ایسا نہیں کر سکتا — انسان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔" میرا ایک طیارہ ان دونوں کو چین چھوڑ آتا۔ خیر اب وہ جا چکے ہیں انکا تذکرہ فضول ہے۔"

نجمہ نے سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک ساعت بعد پھر کہا۔ "میں نے تم سے یہ باتیں محض اس لئے بتا دی ہیں کہ علی اکبر سے ہوشیار رہنا۔ آج فراری سے قبل اس نے تم سے کہا تھا کہ میں نے اس کو بیگناہ قید کیا ہے۔"

نجمہ کے منہ سے عالم استعجاب میں ایک ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"درد نہیں ـــــ میں تم سے ناراض نہیں ہوں ـــ"۔ ڈاکٹر سفیر نے نغموم لہجہ میں کہا۔ "مجھے ہر بات کا علم ہے۔ جس وقت علی اکبر اور اس کی اہلیہ تہہ خانے سے نکلے ہیں۔ مجھ کو اسی وقت علم ہو گیا تھا۔ لیکن۔"

وہ یکایک خاموش ہو گیا اور کچھ سوچنے کے بعد کہا۔

"میں اس کو دوبارہ گرفتار کر سکتا تھا لیکن تم کو اس پر رحم آگیا۔ اس لئے میں نے تعرض نہیں کیا۔"

نجمہ کا سر ندامت سے جھک گیا ڈاکٹر سفیر اسی طرح کہتے رہے۔

"لیکن اس برتاؤ کے باوجود وہ تم کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی شرارت ضرور کرے گا۔"

ڈاکٹر سفیر خاموش ہو گیا اور سر جھکا لیا۔ نجمہ گریہ خاموش میں مصروف تھی۔ موسیٰ اطہر نجمہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"نجمہ تم نے اپنی ضد کا نتیجہ دیکھ لیا ـــــ تم کو یہ ضد تھی کہ کسی طرح ڈاکٹر سفیر کا راز معلوم کر لو۔"

ڈاکٹر سفیر پھر بول اٹھا۔ "کل فرار ہوتے وقت اس نے تم کو یہی یقین دلایا کہ وہ صبح تک تم کو میرے متعلق سب کچھ بتا دے گا ـــــ اور اسی لئے تم نے اس کو فرار ہو جانے کا موقع دیا ـــــ میں غلط تو نہیں کہہ رہا ہوں۔"

"جی نہیں ـــــ"۔ نجمہ نے بدقت تمام رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

انھوں نے اس پار

"میرا راز ـــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "میں نہیں سمجھ سکتا کہ میرا راز معلوم کر کے تم کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔"

نجمہ خاموش بیٹھی ہوئی آنسو بہاتی رہی۔ موسیٰ اطہر بھی بہت پریشان نظر آرہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے سر جھکا لیا اور کچھ سوچنے لگا۔ مقصود نے نجمہ کی طرف دیکھا اور اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مس نجمہ! ڈاکٹر سیفر کو آپ کے رویہ سے صدمہ پہنچا ہے۔ آپ کو ان سے معافی مانگنا چاہیئے۔"

نجمہ اٹھ کر ڈاکٹر کے پیروں سے لپٹ گئی اس نے اس کی گود میں سر چھپا لیا اور ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے معاف کر دیجئے میرے ـــــــ"۔ وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہ کہہ سکی۔

ڈاکٹر سیفر ایک شفیق باپ کی طرح اس کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا۔ وہ چھت کی طرف دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ موسیٰ اطہر رومال سے اپنی آنکھیں صاف کرنے لگا۔

ڈاکٹر سیفر نے کچھ دیر بعد نجمہ کو اٹھا کر اپنے پاس صوفے پہ بٹھا لیا اور اپنی آواز صاف کرتے ہوئے کہا۔

"نجمہ مجھے تم سے کس قدر انسیت ہے اس کا اندازہ اس سے لگا لو کہ محض اس خیال سے کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو میں یہ راز تم پہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ میں کون ہوں۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ چند سکنڈ تک، ایک دریچے کی طرف دیکھتا رہا اور پھر کہا۔

"میں اس دنیا کا انسان نہیں ہوں۔ میں کرہ ارض پر ایک دور افتادہ سیارے سے آیا تھا۔۔۔ میری دنیا تمہارے نظام شمسی سے باہر ہے۔ میرے سیارے کے انسان کائنات کے ہر آباد سیارے میں موجود ہیں۔ اور وہ وہاں کے حالات سے اپنی دنیا کو مطلع کرتے رہتے ہیں۔ میں اس دنیا میں یعنی کرہ ارض پر ایک سفیر کی حیثیت رکھتا ہوں اگرچہ میری حیثیت اس دنیا کے لئے سرکاری نہیں ہے لیکن میں نے دیانتداری کے ساتھ آجتک ایک سفیر کے فرائض انجام دیئے ہیں۔"

وہ ایک لمحہ کے لئے خاموش ہوا اور نجمہ کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ایک دوسرے سیارہ کی ہیبت صورت اور درندہ صفت مخلوق نے میری دنیا پر حملہ کر دیا ہے۔ میری دنیا کے انسان عرصہ سے برسرِ پیکار ہیں اور اب اپنے کرہ کے دفاع کے لئے مجھ کو بلایا ہے۔ دشمن کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ میں کل جا رہا ہوں۔ ڈاکٹر مقصود بھی میرے ساتھ جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ میں ان کی مدد سے اپنے کرہ کا دفاع کر سکونگا۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ مقصود اور موسیٰ اطہر بھی خاموش تھے۔ صرف نجمہ کی ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز آ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے ڈاکٹر سفیر کی طرف دیکھا اور اپنی سسکیوں پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتی ہوں۔۔۔؟"

"نہیں بیٹی ——— میرے دوست موسیٰ اطہر کی دنیا اُجڑ جائیگی۔ ان کی زندگی کا تم ہی واحد سہارا ہو۔ وہ تمہارے بغیر کیسے رہ سکیں گے ——— اور ان کا یہاں رہنا ضروری ہے۔ ورنہ یہ مختصر سی دنیا جو میں نے اس پہاڑ کی چوٹی پر آباد کی ہے اُجڑ جائے گی ——— یہ ایک چھوٹی سی سلطنت ہے اور تم اس کی ملکہ ہو جس غم نے میری زندگی کو سوگوار بنایا میں نہیں چاہتا کہ وہی غم موسیٰ اطہر کے لئے جان لیوا ثابت ہو۔"

نجمہ نے ڈاکٹر سیفر کی طرف استفسارانہ نظروں سے دیکھا۔ اس نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"میں یہاں اپنی اہلیہ اور ایک خوردسال بچی کے ساتھ آیا تھا۔ ہم سائبیریا کے برف سے ڈھکے ہوئے میدان میں اترے۔ سردی ناقابل برداشت تھی۔ ہم تین شبانہ روز تک اسی برف پوش میدان میں چلتے رہے چوتھے روز ایک قصبہ میں پہنچے اور ایک سرائے میں قیام کیا روس کی خفیہ پولیس نے مجھ کو جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیا اور ہم کو ماسکو لے جایا گیا۔ سردی کی شدت سے میری بچی بیمار ہو گئی تھی۔ روسی ڈاکٹروں نے اس کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ پوری توجہ کے ساتھ علاج کیا لیکن وہ جاں بر نہ ہو سکی۔ اگر وہ زندہ رہتی تو اس وقت تمہاری ہی عمر کی ہوتی۔ اسی غم میں تین ماہ بعد میری رفیقۂ حیات نے بھی میرا ساتھ چھوڑ دیا۔"

ڈاکٹر سیفر کی آواز گلوگیر ہو گئی اور آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے موسیٰ اطہر

نے عربی میں کہا۔

"خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے رومال سے آنکھیں صاف کر کے نجمہ کی طرف دیکھا۔ وہ سب اس کی آپ بیتی بہت دلچسپی کے ساتھ سُن رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے اپنی اہلیہ کو بھی ماسکو ہی میں سپرد خاک کیا۔ اس اثناء میں روسیوں کو یقین ہو گیا کہ میں جاسوس نہیں ہوں اور بچی کے انتقال کی وجہ سے میرا دماغ ماؤف ہو گیا ہے ۔ اور میں غالباً ان ہندستانیوں میں سے ہوں جو شمالی چین میں مدتوں سے آباد تھے۔ لیکن چین میں خانہ جنگی کی وجہ سے بھاگ کر روس میں پناہ گزین ہوئے تھے اس لئے انھوں نے مجھ کو ہندستان پہنچا دیا اور اس طرح مجھ کو خود کو سنبھالنے کا موقع ملا۔ تین سال بعد میں نے لبنان میں تم کو دیکھا اور مجھ کو اپنی بچی زوبی یاد آگئی۔ تم اس کی ہم عمر اور ہم شکل تھیں ــــــــــــ"۔

وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رونے لگا۔ نجمہ بھی اس سے لپٹ گئی اور سسکیاں لینے لگی۔ موسیٰ اطہر اور مقصود نے دونوں کو علیحدہ کیا اور سمجھانے لگے۔ کچھ دیر بعد موسیٰ اطہر باہر گیا اور ایک ملازم کے ساتھ چار پیالی کافی لایا۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک طویل ٹھنڈی سانس لیکر کافی کا پیالہ اٹھایا اور پینے لگا۔ نجمہ بھی خاموش ہو گئی اور دس منٹ تک وہ سب خاموشی کے ساتھ کافی پیتے رہے۔ دس منٹ بعد موسیٰ اطہر

نے ڈاکٹر سفیر کو پائپ اور تمباکو اور مقصود کو سگریٹ پیش کیا۔
ڈاکٹر سفیر نے پائپ سلگا کر نجمہ سے کہا۔ "میں دوبارہ آنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن ڈاکٹر مقصود دو ہفتے کے اندر واپس آجائیں گے۔"
"آپ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلئے ------"۔ نجمہ نے ملتجیانہ لہجہ میں کہا۔
"تم نے پھر ضد کی ------"۔ ڈاکٹر سفیر نے اس سے کہا: "میں اپنی بیٹی تم کو سنا چکا ہوں اس کے باوجود تم ضد کر رہی ہو ------؟"
نجمہ خاموش ہو گئی۔ موسیٰ اطہر نے ڈاکٹر سفیر سے کہا۔
"آپ اپنی خوابگاہ میں جائیے۔ آج آپ کو آرام کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔"
"ہاں میں آج بہت تھکا ہوا ہوں ------"۔
نجمہ کھڑی ہو گئی اور اس نے ڈاکٹر سفیر کو اٹھایا اسی کے ساتھ مقصود اور موسیٰ اطہر بھی کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سفیر نے نجمہ کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔
"میں تم کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ تم مجھ کو مسکراتے ہوئے رخصت کرو۔"
وہ سب باتیں کرتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچ گئے۔ نجمہ نے بڑھ کر مقصود کی خوابگاہ کا دروازہ کھولا اور وہ شب بخیر کہہ کر اندر چلا گیا۔ نجمہ اور موسیٰ اطہر بھی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔ ڈاکٹر سفیر نے اپنے کمرہ

کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا اور سب سے پہلے ٹیلی وژن کی طرف دیکھا اور ٹھٹک کر کھڑا ہو گیا ٹیلی وژن کے قریب ایک رومال پڑا ہوا تھا۔ اس نے بڑھ کر اسے اٹھا لیا اور دیکھا۔ رومال پر علی اکبر کا طغریٰ بنا ہوا تھا۔

ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن دیکھا اس کے اوپر کا حصہ کھلا ہوا تھا اور دو والوو غائب تھے۔ اس نے مسکرا کر ٹیلی وژن کو بند کر دیا اور اپنی خوابگاہ میں چلا گیا۔

دوسرے روز ناشتے پر ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"کل فرار ی کے بعد علی اکبر محل میں آیا تھا۔ وہ ٹیلی وژن سے دو والوو نکال کر لے گیا ہے۔ لیکن اس بیوقوف کو اس کا علم نہیں ہے کہ یہ محض نمائشی پرزے تھے ———"

مقصود نے کہا۔ "یہاں پہرہ سخت کر دینے کی ضرورت ہے۔"

"اب وہ یہاں نہ آئیگا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "آج وہ انقلابی ادارے کے ایجنٹ سے ان بیکار پرزوں کا سودا کریگا۔"

نجمہ خاموش بیٹھی رہی۔ وہ اس وقت بھی بہت مغموم نظر آرہی تھی اس کا ضمیر اس کو ملامت کر رہا تھا کہ اس نے علی اکبر کو فرار ہونے کا موقع کیوں دیا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"——— تم کو پشیمان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہونے والی بات ہو کر رہتی ہے۔ لیکن اس سے ہوشیار رہنا۔"

مقصود نے کہا: "واقعی وہ بہت خطرناک انسان ہے۔"

"خطرناک انسان اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"اس نے غلط راستہ اختیار کیا ہے اس کو اس کی سزا ملے گی۔"

"آپ اس پر زیادتی نہ کریں ــــــ" نجمہ نے ملتجیانہ لہجہ میں کہا۔

"قدرت خود ہی انتقام لے لیتی ہے۔" موسیٰ اطہر نے کہا: "ہم ایک دوسرے کو معاف کر سکتے ہیں لیکن قدرت کسی کو نہیں معاف کرتی۔"

نصف گھنٹہ بعد ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود نے آبشار نہیں دیکھا ہے ان کو دکھا لاؤ ــــــ"

"میں خود ہی اس طرف جانے کا ارادہ کر رہی تھی۔" نجمہ نے ڈاکٹر سیفر کو جواب دیا اور مقصود سے دریافت کیا۔ "کیا آپ چلیں گے ــــــ؟"

"جی ہاں ـ مجھے کام ہی کیا ہے ــــــ"

ڈاکٹر سیفر نے کہا: "لیکن تم لوگ بارہ بجے تک واپس آجانا۔ میں بھی گیارہ بجے تک مصروف رہوں گا۔"

نجمہ اور مقصود برآمدے میں آگئے۔ مقصود نے باہر آکر نجمہ سے پوچھا۔

"کیا وہاں تک کار جا سکتی ہے ــــــ؟"

"جی نہیں ــــــ" نجمہ نے جواب دیا۔ "ہم ایک ڈھلوان راستے سے چلیں گے ــــــ"

دونوں باتیں کرتے ہوئے پھاٹک سے باہر نکلے اور سڑک سے گذر

کر ایک ڈھلوان راستے پہ پہنچ گئے۔ نجمہ ایرانی امیر زادیوں کا لباس پہنے ہوئے تھی اور مسکرا کر باتیں کرتی ہوئی چل رہی تھی۔ صبح کی صاف اور تازہ ہوا نے اس کے چہرے کے رنگ کو اور نکھار دیا تھا اور اس کی دل کشی میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا تھا۔ مقصود بار بار اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ اس سے بہت بے تکلفی کیساتھ باتیں کرتی ہوئی چل رہی تھی۔ راستہ ڈھلوان ہونے کی وجہ سے وہ کسی کسی جگہ اس کا ہاتھ پکڑ لیتی تھی۔

آبشار پہ پہنچ کر دونوں ایک چٹان پہ بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔

نجمہ نے اس سے دریافت کیا۔

"واپسی پہ آپ یہاں آئیں گے یا براہ راست ہندستان چلے جائینگے۔"

"میں پہلے یہاں آؤں گا۔"

"۔۔۔ اور پھر ہندستان جائیگا۔؟"

"خیال تو یہی ہے۔" مقصود نے مسکرا کر جواب دیا۔

"آپ کو یہاں کچھ عرصہ قیام کرنا ہوگا۔"

بہتر ہے ۔۔۔۔ میں ٹھہر جاؤں گا۔ لیکن اس شرط پہ کہ پھر آپ بھی میرے ساتھ ہندستان چلیں۔۔"

"میں تو آپ سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں ہندستان دیکھنا چاہتی ہوں۔"

مقصود نے کہا" ۔۔۔۔ اور کچھ عرصہ میرا مہمان رہنا پڑیگا۔"

اس میں کہنے کی کیا ضرورت ہے۔" نجمہ نے کہا" ظاہر ہے کہ میں

آپ ہی کی مہمان ہو سکتی ہوں۔ آپ کے علاوہ مجھے وہاں اور کون جانتا ہے۔ آپ کے ساتھ رہ کر طبیعت بھی نہیں گھبرائے گی۔"

"واقعی ——؟"۔

"جی ہاں ——"۔

نجمہ نے بغیر کسی جھجک کے کہا لیکن فوراً ہی کسی وقتی جذبہ کے ماتحت شرما کر سر جھکا لیا اور نیچے بہتے ہوئے چشمے کی طرف دیکھنے لگی۔ مقصود کی آنکھیں کسی خیال سے چمک اٹھیں اور اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ باتیں کرتے کرتے خاموش کیوں ہو جاتی ہیں ——؟"

"جی نہیں ——"۔ اس نے لجا کر مسکراتے اور نظریں چراتے ہوئے کہا۔ "میں خاموش تو نہیں ہو جاتی ہوں ——"۔

مقصود نے کہا۔ "اس کی شرط نہیں۔ میری طرف دیکھ کر جواب دیجئے"۔

نجمہ نے مسکراتی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور فوراً اپنے ڈوپٹے سے چہرہ چھپا کر ہنستے ہوئے دوہری ہو گئی۔

"میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس کی شرط نہیں ——"۔ مقصود نے اس کا ہاتھ پکڑ کر آہستہ سے اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔ "سیدھی بیٹھیے ——"۔

"اچھا میں سیدھی ہوتی ہوں۔ ہاتھ چھوڑ دیجئے ——"۔ نجمہ نے بدقت تمام ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

مقصود نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔
عقب سے آواز آئی۔ شریف آدمی کسی کا ہاتھ پکڑ کر چھوڑا نہیں کرتے ہے۔"

دونوں نے فوراً پلٹ کر دیکھا۔ علی اکبر ان کے عقب میں کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا اسکو دیکھتے ہی نجمہ بھوکی شیرنی کی طرح بپھر کر کھڑی ہو گئی اور اس کو قہر آلود نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"دغاباز ـــــ تو ابھی تک اس علاقہ میں موجود ہے۔"

"نجمہ زبان سنبھال کر گفتگو کرو۔ میں ڈاکٹر سفیر سے زیادہ خطرناک انسان ہوں۔"

علی اکبر بھی اردو میں گفتگو کر رہا تھا۔ نجمہ نے ڈانٹ کر کہا۔

"خاموش ـــــ تو نمک حرام ہے۔ دغاباز ہے۔ بدمعاش ہے۔"

علی اکبر مشتعل ہو کر نجمہ کی طرف جھپٹا لیکن مقصود نے بڑھ کر بائیں ہاتھ سے اس کا گریبان پکڑ لیا اور دائیں ہاتھ سے اس کے کلے پر ایک ایسا گھونسہ مارا کہ وہ قلابازی کھاتا ہوا دور جا گرا لیکن فوراً ہی اٹھ کر مقصود کی طرف جھپٹا اس نے پھر اس کو گھونسا مار کر گرا دیا۔

نجمہ نے مقصود کو کھینچتے ہوئے کہا۔ "للہ یہاں سے بھاگئے۔ وہ دیکھیئے اس کے ساتھی آ رہے ہیں۔"

نجمہ نے ایک جھاڑی کی طرف اشارہ کیا۔ مقصود نے اس طرف دیکھا ہی تھا کہ تین آدمی ایک چٹان سے جست کر کے اس کے سامنے

آ گئے۔ علی اکبر بھی اٹھ چکا تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو دیکھتے ہی کہا۔

"یہی ڈاکٹر مقصود ہے پکڑ لو اس کو۔"

نجمہ نے مقصود کو کھینچا۔ لیکن علی اکبر کے ساتھی اس کے قریب پہنچ چکے تھے اس لئے اس نے ہاتھ چھڑا کر قریب ترین آدمی کو گھونسہ مارا اور وہ نیچے گر گیا۔ لیکن اس کے دونوں ساتھی مقصود سے لپٹ گئے۔ نجمہ کے منہ سے چیخ نکل گئی اور وہ مدد کے لئے چلانے لگی۔ اسی اثناء میں علی اکبر نے بڑھ کر اس کو پکڑ لیا اور اس کا منہ دبانے کی کوشش کی۔

مقصود نے علی اکبر کے ایک ساتھی کو اٹھا کر پٹخ دیا اور دوسرے کو چشمے کی طرف ڈھکیلنا چاہتا تھا لیکن گھونسہ کھا کر گرنے والا آدمی اٹھ کر اس کی کمر میں لپٹ گیا۔ مقصود نے جس شخص کو اٹھا کر پھینکا تھا وہ بھی منہ بناتا ہوا اٹھا اور مقصود کے سر پر گھونسہ مارا۔ نجمہ علی اکبر کی گرفت سے نکلنے کے لئے جدوجہد کر رہی تھی اور وہ اس کا منہ دبانا چاہتا تھا اسی کشمکش میں علی اکبر کی انگلیاں نجمہ کے منہ میں آ گئیں اور اس نے دانتوں سے پوری قوت کے ساتھ اس کی انگلیاں دبا لیں۔ درد کی شدت سے علی اکبر کے منہ سے چیخ نکل گئی اور اس نے نجمہ کے منہ پر گھونسہ مار کر اپنی انگلیاں نکال لیں۔

علی اکبر کے ساتھی مقصود کو اپنی گرفت میں لے چکے تھے اور اس کو گھونسوں اور ٹھوکروں سے مار رہے تھے۔ نجمہ علی اکبر کی گرفت سے

نکلتے ہی مقصود کو بچانے کے لئے جھپٹی اور ایک بد معاش کو چشمے کی طرف ڈھکیل دیا لیکن دوسرے نے نجمہ پکڑ لیا۔ علی اکبر بھی دوڑ کر ان کے پاس پہنچ گیا اور اپنے ساتھیوں کو منع کرتے ہوئے کہا۔

"بس اب نہ مارو ـــــــ یہ اپنی سزا کو پہنچ چکا ہے۔ ابھی مجھے اس سے کام لینا ہے۔"

مقصود نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن شرابیوں کی طرح جھوم کر گر پڑا۔ نجمہ نے جھٹکا دیکر خود کو بد معاش کی گرفت سے آزاد کرا لیا اور جھک کر مقصود کا سر اپنے بازو پر لے لیا۔ علی اکبر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود کو اٹھا کر کار پر پہنچاؤ ـ وقت کم ہے۔ اگر اس خوفناک انسان کو اس واقعہ کا علم ہو گیا تو ہم اس کی گرفت اور قہر سے نہ بچ سکیں گے۔"

اس نے نجمہ کا شانہ پکڑ کر کہا۔ "نجمہ اب مزاحمت کی کوشش نہ کرو۔" وہ روتی ہوئی کھڑی ہو گئی ـ علی اکبر نے کہا۔

"میں تم کو اور ڈاکٹر مقصود کو نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بلکہ وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ عرصہ بعد تم دونوں کو آزاد کر دوں گا۔ لیکن اگر تم لوگوں نے مزاحمت یا بھاگنے کی کوشش کی تو دونوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑے گا ـــ"

علی اکبر کے دو ساتھیوں نے مقصود کو ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ علی اکبر

نے نجمہ کو آگے بڑھایا اور وہ چٹانوں اور خود دار جھاڑیوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اس سڑک پر پہنچ گئے جو ڈاکٹر سفیر کے ہوائی اڈے تک جاتی تھی۔ سڑک پر فیروزی رنگ کی ایک بڑی کار کھڑی ہوئی تھی علی اکبر اور اس کے ساتھیوں نے مقصود کو پچھلی نشست پر لٹا کر نجمہ کو اس کے پاس بٹھا دیا اور علی اکبر خود بھی اسی نشست پہ بیٹھ گیا۔

مقصود ابھی تک بیہوش تھا اور نجمہ رو رہی تھی۔ علی اکبر کے تینوں ساتھیوں میں سے ایک ڈرائیور کی نشست پر اسٹیرنگ وہیل کے سامنے بیٹھا اور اسی کے پاس اس کے دونوں ساتھی بھی بیٹھ گئے۔ علی اکبر نے کہا۔

"ہوائی اڈے کی طرف چلو۔ طیارہ تیار ہے ہم کو اسی وقت یہاں سے دور نکل جانا چاہیئے ——"

کار ایک جھٹکے کے ساتھ چلی اور پہاڑی پر جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ نجمہ نے جھک کر مقصود کے چہرے کو دیکھا اور اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگی۔ علی اکبر نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا کار درّے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ علی اکبر نے نجمہ کے شانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ لیکن اس کا ہاتھ شانے تک پہنچنے سے قبل ایک چمک کے ساتھ خوفناک آواز ہوئی اور کار سے تقریباً بیس گز آگے سڑک پر ایک گہرا غار ہو گیا۔ ڈرائیور نے فوراً اسٹرنگ گھما کر کار کا رخ بدلا اور کار غار کے قریب سے گزر گئی۔

مقصود کی آنکھوں کے پپوٹے تھرتھرائے اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ نجمہ ابھی تک اس پر جھکی ہوئی تھی اس نے اس کے سر کو سہارا دیکر اس کو اٹھایا۔ اسی وقت کار کے سامنے پھر ایک شعلہ چمکا اور خوفناک دھماکے کے ساتھ سڑک کا ایک حصہ اڑ گیا۔ علی اکبر نے ڈرائیور سے کہا۔

"ڈاکٹر سفیر برقی لہروں سے راستہ مسدود کر رہا ہے۔ ہم کو طیارے تک پہنچنا ہے رفتار تیز کر دو۔"

مقصود نے علی اکبر کی طرف دیکھا لیکن ابھی تک اس کا دماغ ماؤف تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں اور نجمہ کے بازو پر سر ٹکا دیا۔

برقی لہریں چمک چمک کر سڑک کو مسدود کر رہی تھیں لیکن ڈرائیور بہت ہوشیاری کے ساتھ کار کا رخ بدلتا ہوا اس کو طیارے کی طرف لئے جا رہا تھا۔

"ہم طیارے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ اس طیارے پر ان برقی لہروں کا اثر نہ ہوگا۔ رفتار تیز کر دو۔"

کار خوفناک دھماکوں سے بچتی ہوئی طیارے کے قریب پہنچ گئی لیکن اس کے ٹھہرنے سے قبل ایک برقی لہر نے خیرہ کن چمک اور خوفناک دھماکے کے ساتھ کار کے انجن کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے اور اس کے اگلے حصے سے شعلے بلند ہونے لگے۔ کار ٹھہر گئی۔ علی اکبر اور اس کے ساتھی کود کر زمین پر پہنچ گئے اور نجمہ اور ڈاکٹر مقصود کو کھینچ کر کار سے باہر نکال لیا۔

مقصود نے طیارہ کی طرف دیکھا اور حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ اسی کا طیارہ تھا جو اس نے تجرباتی پرواز کے لئے تیار کرایا تھا۔ دو آدمیوں نے اس کو اور نجمہ کو طیارے پر چڑھایا اور خود بھی بیٹھ گئے۔ طیارے میں علی اکبر کی بیوی پہلے ہی سے بیٹھی ہوئی تھی۔ علی اکبر نے اسٹیرنگ وہیل کے پاس بیٹھ کر سوئچ دبایا اور طیارہ ایک ہلکی گھگھاہٹ کے ساتھ آگے بڑھا اور بلند ہونے لگا۔

علی اکبر نے ہوائی اڈے پر ایک چکر لگایا اور بلندی پر پہنچ کر اس کا رخ بدلا ہی تھا کہ پہاڑی کے ایک حصے سے ایک بہت بڑی گول چیز فضا میں بلند ہوئی اور طیارہ کی طرف چلی علی اکبر نے طیارہ کی رفتار پرواز تیز کر دی اور اس گول چیز کو دیکھتے ہوئے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

" یہ غالباً ڈاکٹر سفیر کی اڑن طشتری ہے۔"

اڑن طشتری طیارے کے اوپر پہنچ گئی وہ اس طیارے سے تقریباً سوگنا بڑی تھی۔ اس کے نچلے حصے میں ایک بہت کھڑکی کھلی۔ اس سے نیلگوں روشنی نکل کر طیارے پر پڑی اور اس کا انجن خود بخود بند ہوگیا۔

علی اکبر نے سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے ہاتھوں کی قوت سلب ہوچکی تھی۔ طیارے میں بیٹھے ہوئے اس کے ساتھی اس کی بیوی۔ مقصود اور نجمہ سب اسی عالم میں مبہوت بنے بیٹھے اڑن طشتری کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اور ان کا طیارہ بتدریج اس کی کھڑکی کی طرف اٹھ رہا تھا۔

انھی سے اس پار

پانچ منٹ بعد طیارہ کھڑکی کے ذریعہ اس طرح اڑن طشتری کے اندر پہنچ گیا جس طرح کوئی عفریت پیکر کسی چھوٹی چڑیا کو نگل لیتا ہے۔ اور اڑن طشتری کی کھڑکی بند ہو گئی۔

M. Farooq Gilkar

M. F. GILKAR.
B.Sc. LL.B. (Hons)
(U.K.)
10.9.1983

FIRDOSA
v/s
Farooq

(۱۱)

افق کے اس پار

علی اکبر اس کی بیوی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں اور وہ مفلوج انسانوں کی طرح بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے۔ مقصود اور نجمہ بھی ان ہی کے درمیان بیٹھے ہوئے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ طیارے کے اوپر ایک بہت بڑا برقی قمقمہ لٹک رہا تھا اور اس کی نیلی روشنی ان پر پڑ رہی تھی جس کھڑکی سے طیارہ اڑن طشتری کے نچلے حصے میں پہنچا تھا وہ بند ہو چکی تھی اور طیارہ ایک ایسے مدوّر سہ نشین میں رکھا ہوا تھا جس میں کوئی در یا دریچہ نہیں تھا اور اس کی چھت چاروں طرف فرش سے ملی ہوئی تھی۔

"علی اکبر — !" ڈاکٹر سیفر کی آواز مدوّر شہ نشین میں گونجتی ہوئی سنائی دی۔ "اب تم پھر میرے قبضے میں ہو۔ اگر میری مرضی کے خلاف حرکت کی تو انجام کے ذمہ دار تم ہو گے۔"

نیلی روشنی دینے والا قمقمہ یکایک گل ہو گیا اور اس کے چاروں طرف لٹکے ہوئے چار قمقمے جل اٹھے —

"بیٹی نجمہ —" ڈاکٹر سیفر کی آواز پھر سنائی دی۔ "تم

ڈاکٹر مقصود کو سہارا دیکر نیچے اتارو ۔۔۔۔ تمہاری مدد کے لئے میرے چار آدمی موجود ہیں۔"

ایک گوشے سے چار آدمی نکل آئے وہ سرمئی رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کے سروں پر سرخ رنگ کے کنٹوپ تھے۔ اور وہ چاروں تقریباً ہم رنگ اور ہم شکل تھے۔ سانولی رنگت اور ڈاکٹر سیفر کی طرح دل کش خدوخال۔ نجمہ ان کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور اسے سہارا دیکر مقصود کو اٹھایا۔ علی اکبر اور اس کے ساتھی اسی طرح اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔

ڈاکٹر سیفر کے آدمی طیارے کے قریب پہنچکر کھڑے ہو گئے۔ نجمہ نے سہارا دیکر مقصود کو اتارا اور خود بھی اتر کر اس کے پاس پہنچ گئی۔

"علی اکبر! تم اور تمہارے آدمی اسی طرح خاموش بیٹھے رہیں ۔۔۔۔"۔ ڈاکٹر سیفر کی آواز سنائی دی۔ "نجمہ تم ڈاکٹر مقصود کے ساتھ میرے پاس آجاؤ ۔۔۔۔"۔

ڈاکٹر سیفر کے آدمیوں نے دونوں کی رہنمائی کی وہ کچھ ہی دور چلے تھے کہ چھت کا ایک حصہ نیچے کی سمت جھکا اور ایک فولادی زینہ ان کے سامنے آگیا۔ نجمہ اور مقصود زینے کے ذریعہ ایک کمرے میں پہنچ گئے بظاہر اس کمرے میں کوئی دروازہ نہیں تھا اور اس کی دیواریں سرمئی رنگ کی تھیں لیکن جیسے ہی وہ کمرے کے وسط میں پہنچے سامنے دیوار میں ایک دروازہ کھل گیا۔ نجمہ نے مقصود کی طرف دیکھا۔ اس نے

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دونوں دروازے سے گذر کر ایک چوڑے زینے کے سامنے پہنچ گئے۔

"آؤ میرے بچو! آجاؤ ——"

ڈاکٹر سیفر نے ایک دروازے سے نکلتے ہوئے کہا۔

"اس زینے پر چڑھو" انھوں نے زینے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "ان بدمعاشوں نے تم دونوں کے ساتھ بڑی زیادتی کی ہے قدرت ان سے اس کا انتقام لے گی۔"

نجمہ اور مقصود ڈاکٹر سیفر کے ساتھ زینے پر چڑھتے ہوئے ایک چھوٹے کمرے میں پہنچ گئے۔ کمرے کے ایک گوشے میں ٹیلی وژن قسم کی کوئی چیز رکھی ہوئی تھی۔

"موسیٰ اطہر تم دونوں کے لئے پریشان ہوں گے" ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن کے پاس پہنچکر کہا۔ "اگرچہ میری اڑن طشتری کی پرواز کے وقت وہ موجود تھے اور انھوں نے یہ بھی دیکھ لیا ہوگا کہ طیارہ نیلی شعاعوں کی زد میں آنے کے بعد کھنچکر اڑن طشتری کے اندر پہنچ گیا ہے لیکن ان کو مطلع کر دینا بہت ضروری ہے۔"

ٹیلی وژن کے قمقمے خود بخود روشن ہو گئے اور چند سکنڈ بعد موسیٰ اطہر کی شبیہہ پردے پر نظر آئی۔

"اطہر! نجمہ اور ڈاکٹر مقصود بخیریت میرے پاس پہنچ گئے۔ اور میرے پاس کھڑے ہوئے ہیں۔"

نجمہ اور مقصود نے موسیٰ اطہر کو سلام کیا اور وہ سب آپس میں اس طرح باتیں کرنے لگے۔ گویا موسیٰ اطہر ان کے سامنے کھڑا ہوا ہے ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر سے کہا۔

"میں نجمہ کو محض تمھاری وجہ سے اپنے ساتھ نہیں لانا چاہتا تھا لیکن حالات نے مجبور کر دیا۔ بہر حال تم کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔

دس منٹ بعد وہ اڑن طشتری کے بالائی حصے میں پہنچ گئے۔ یہ نصف دائرے کی شکل میں ایک بڑا کمرہ تھا۔ اس کی چھت تقریباً اٹھارہ فیٹ بلند تھی اور اس میں سامنے کے رخ پر آٹھ بڑے دریچے تھے نصف دائرے کے اختتام پر بھورے رنگ کی دیوار تھی اس میں صرف ایک دروازہ تھا۔ کمرے کے وسط میں دس فیٹ کے حلقے میں دو فیٹ اونچا ایک پلیٹ فارم تھا اس کے وسط میں ایک نیلے ستون پر رنگا رنگ کے برقی قمقموں کا ایک گولا نصف دائرے کی شکل میں گردش کر رہا تھا ستون سے چار فیٹ کے فاصلہ پر دو دریچوں کے درمیان دودھیا رنگ کے شیشے کی ایک بڑی پلیٹ دیوار میں لگی ہوئی تھی۔ اس پلیٹ کے سامنے چار آدمی سرمئی رنگ کے چست سوٹ پہنے ہوئے کھڑے تھے ان کے سروں پر بھی سرخ رنگ کے کنٹوپ تھے۔

"یہ کنٹرول روم ہے ۔" ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

نجمہ نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مقصود سے کہا۔

"آپ بیٹھ جایئے ۔"

"نہیں ان کو بٹھاؤ نہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا: "مجھے معلوم ہے کہ علی اکبر اور اس کے ساتھیوں نے ان کو مار مار کر بیہوش کر دیا تھا لیکن یہ دو منٹ میں ٹھیک ہو جائیں گے۔ تم بیٹھو میں ان کو ابھی واپس لاتا ہوں۔"

نجمہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ ڈاکٹر سیفر کے آدمی اس سے چھ فیٹ کے فاصلے پر خاموش کھڑے ہوئے مُمقموں کے حرکت کرتے ہوئے گولے کو دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے دیوار کی طرف دیکھا اور خود بخود ایک ایک دروازہ کھل گیا۔ وہ مقصود کے ساتھ اس دروازے میں داخل ہوا اور دروازہ بند ہو گیا۔ نجمہ نے ڈاکٹر سیفر کے آدمیوں کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح خاموش کھڑے ہوئے گھومتے ہوئے گولے کی دیکھ رہے تھے۔ اس نے ایک دریچے کی طرف نظر کی تو اسکو بہت دور پر چاند سے بڑا ایک گولہ فضا میں تیرتا ہوا نظر آیا۔ وہ لحظہ بلحظہ چھوٹا ہوتا جا رہا تھا۔"

پانچ منٹ بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر سیفر مقصود کے ساتھ نکلا اور دونوں باتیں کرتے ہوئے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور نجمہ سے کہا۔

"ڈاکٹر مقصود اب بالکل ٹھیک ہیں اور وہ علی اکبر اور ان کے ساتھیوں سے پھر مقابلہ کر سکتے ہیں۔"

نجمہ نے مسکرا کر مقصود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"واقعی آپ نے مقابلہ تو خوب کیا تھا۔ اگر وہ سب ایک ساتھ نہ پلٹ جاتے تو آپ ان چاروں کو مار بھگاتے۔ خدا ان کو سمجھے۔ ظالموں نے کس بیدردی سے گھونسے مارے ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "انکی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔ دو تو فرش پر بیدم پڑے ہوئے ہیں اور ایک اپنی پسلیاں مل رہا ہے۔"

نجمہ نے کہا۔ "ان کو بھی اسی طرح ٹھیک کر دیجئے۔ اپنی سزا کو پہنچ چکے ہیں۔"

"ہاں میں نے بیلوس سے کہہ دیا ہے۔ وہ اس اڑن طشتری کا نگراں ہے۔ وہ ان کو ایک کمرے میں لے جاکر ہلکی بنفشی لہروں سے غسل دیگا اور وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔"

"کیا وہ کوئی سیارہ ہے ——؟" نجمہ نے فضا میں تیرتے ہوئے کرہ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ کرۂ ارض ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "تمہاری دنیا جو لحظہ بلحظہ دور ہوتی جارہی ہے ——"

مقصود بھی اس طرف دیکھنے لگا۔ نجمہ نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہم کہاں جارہے ہیں ——؟"

"افق کے اس پار ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔ کرہ ارض کے نظام شمسی سے باہر —— ایک ایسے نظام شمسی میں جس میں کرہ ارض سے بھی بڑے بہتر آباد سیارے ہیں۔ انہیں میں ایک سیارے

کا نام عفاق ہے۔ اور میں اسی سیارے کا انسان ہوں۔"

ڈاکٹر مقصود نے کہا: "اور غالباً آپ اس رعایت سے دنیا میں ڈاکٹر سیفر آفاقی کے نام سے مشہور ہوئے۔"؟

"ہاں میں نے کرہ ارض پر اپنا نام سیفر عفاقی بتایا اور لوگ مجھے آفاقی کہنے لگے۔"

مقصود نے فوراً سوال کیا: "کیا آپ کے نظام شمسی میں بین السیاری سفر عام ہے اور ایک سیارے کا انسان دوسرے سیارے میں پہنچ سکتا ہے؟"

"صرف دو سیاروں کے مابین ایسا سلسلہ قائم تھا لیکن آج کل منقطع ہو گیا ہے یہ دو سیارے عفاق اور فیلورس ہیں۔ فیلورس کے انسان ترقی یافتہ ہیں۔ اور [illegible] کمرے میں چل کر بیٹھیں وہاں میں تم کو اپنے نظام شمسی کے مختصر حالات بتاؤنگا۔"

ڈاکٹر سیفر اٹھا اور اس کے ساتھ ہی نجمہ اور مقصود بھی کھڑے ہو گئے اور وہ دونوں سے باتیں کرتا ہوا دیوار کے پاس پہنچا۔ ایک دروازہ خود بخود کھل گیا اور وہ ان کے ساتھ ایک آراستہ کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ اس اڑن طشتری کا ڈرائنگ روم ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا "اس میں بھی دریچے ہیں لیکن میں نے بند کر دیئے ہیں۔ تاکہ تم دونوں پوری توجہ کے ساتھ میری گفتگو سن سکو۔ اچھا اب تم لوگ بیٹھ جاؤ۔ تاکہ میں اپنی نظام شمسی کے مختصر حالات سنا دوں۔ اس کے بعد ہم کھانا کھائیں گے۔"

نجمہ اور مقصود ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سیفر بھی ان کے قریب ایک دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا اور سلسلۂ کلام شروع کرتے ہوئے کہا۔
"ابھی تک عفاق اور فیلورس کے سائنسدانوں نے ایسے سولہ نظاموں کے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ ان میں وہ نظام سب سے چھوٹا ہے جس میں کرۂ ارض ہے۔"

"یعنی ہمارا نظام ـــــ ؟" نجمہ نے کہا۔

"ہاں ـــــ" ڈاکٹر سیفر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"ہمارے نظام کا آفتاب تمہارے نظام کے آفتاب سے پچاس گنا بڑا ہے۔ لیکن وہ اپنے گردش کرتے ہوئے سیاروں سے اس قدر فاصلہ پر ہے کہ فیلورس اور عفاق سے جسامت میں اتنا ہی بڑا نظر آتا ہے جس قدر کرۂ ارض سے تمہارا آفتاب نظر آتا ہے۔"

دونوں بہت توجہ کے ساتھ اس کی باتیں سن رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔
"ہمارے نظام میں بعض سیاروں کی جسامت زمین سے بیس گنا تک بڑی ہے۔ عفاق اور فیلورس کی جسامت تقریباً کرۂ ارض کے برابر ہے۔ لیکن ان دونوں سیاروں کی ساخت کرۂ ارض سے قدرے مختلف ہے۔ یہ دونوں سیارے جب سرد ہونے لگے تو ان کے گرد بیس ہزار فیٹ کی بلندی پر ایک قسم کا گیس غلاف کی صورت میں جمع ہو گیا اور یہ دونوں سیارے جیسے جیسے سرد ہوتے گئے۔ ویسے ویسے

وہ جمتا گیا۔ یہ سلسلہ ہزاروں سال تک جاری رہا اور دونوں سیاروں کے گرد غلاف کی صورت میں ایک موٹی تہہ جم گئی جو آج تک محفوظ ہے اور فضا میں ٹوٹنے والے سیاروں کے ٹکڑوں سے دونوں سیاروں کو بچاتی رہتی ہے۔"

مقصود نے کہا۔" یعنی آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان سیاروں کے اوپر ایک دبیز خول چڑھا ہوا ہے۔"

"جی ہاں ـــــــ۔ لیکن وہ میدانوں میں ٹوٹ چکا ہے صرف کوہستانی علاقوں میں باقی رہ گیا ہے۔ بہر حال اب تم لوگ وہاں جل رہے ہو تو خود دیکھ لوگے۔ اس کی نوعیت یوں نہیں سمجھ میں آسکتی ہو۔"

"کیا آپ ٹیلی ویژن پر اس کی ایک جھلک دکھا سکتے ہیں۔؟"

نجمہ نے ڈاکٹر سفیر سے پوچھا۔

"کچھ عرصہ پہلے ممکن تھا۔" ڈاکٹر سفیر نے جواب دیا۔" لیکن اب حملہ آوروں نے طاقت ور برقی لہروں سے فضا کو متاثر کر دیا ہے اس لئے ہر لاسلکی سلسلہ منقطع ہوگیا ہے۔"

"کیا حملہ آور فیلو رس کے انسان ہیں ـــ؟" نجمہ نے پوچھا۔

"نہیں ـــ" ۔ ڈاکٹر سفیر نے جواب دیا۔" وہ ہمارے حلیف ہیں اور ہم کو ہر ممکن مدد پہنچا رہے ہیں۔

مقصود نے پوچھا۔" تو پھر یہ کس سیارے کے انسان ہیں جنہوں نے عفاق پر حملہ کیا ہے ـ ؟"

"کرہ فوزان کے باشندے" ـــــ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ہم اس سیارے کو اپنی زبان میں فوزان کہتے ہیں یعنی پرانا سیارہ۔"

"کیا وہ بھی ہمارے جیسے انسان ہیں؟" ـــــ نجمہ نے سوال کیا۔

"پہلے تھے۔ لیکن اب انسان نہیں کہے جا سکتے۔"

"صورتاً یا سیرتاً ـــــ؟" مقصود نے پوچھا۔

"دونوں حیثیت سے ـــــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "وہ صورتاً بھی انسانوں سے مختلف ہو گئے ہیں۔ اور سیرتاً بھی ـــــ اب میں ان کے متعلق کھانے کے بعد گفتگو کروں گا ـــــ"

نجمہ اور مقصود ڈاکٹر سیفر کے ساتھ اٹھے اور متعدد زینوں سے اُترتے اور کمروں سے گذرتے ہوئے ایک چھوٹے کمرے میں پہنچ گئے اس کمرے میں ایک میز پر کھانے کی قابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اور میز کے گرد تین کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔

انہوں نے کھانا کھایا اور پھر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک الماری سے سگریٹ کا ڈبہ نکال کر مقصود کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہارے لئے سگریٹ کے اتنے ڈبے لے آیا ہوں کہ تم تین مہینے تک روزانہ پچاس سگریٹ پیتے رہو جب بھی اسٹاک نہ ختم ہو گا ـــــ"

مقصود نے ایک سگریٹ سلگایا اور ڈاکٹر سیفر نے اپنا پائپ بھر لیا۔ نجمہ نے اس سے دریافت کیا۔

"کیا آپ کی دنیا میں بھی تمباکو پیا جاتا ہے ۔ ؟"

"ہاں ۔ عفاق فیلورس اور کرہ ارض کے انسانوں کی معاشرت اور تمدن میں زیادہ فرق نہیں ہے ۔ تینوں دنیاؤں کے انسان ایک جگہ گھل مل کر رہ سکتے ہیں ۔ اب چند خاص باتیں سن لو عفاق کی آبادی بھی تقریباً اسی قدر ہے جس قدر انسان کرہ ارض پر آباد ہیں۔ کرہ عفاق اور کرہ فیلورس کے درمیان تقریباً دو ارب پچپن کروڑ دس لاکھ اسی ہزار میل کا فاصلہ ہے ۔"

مقصود نے پوچھا۔" اور وہ کرہ کتنے فاصلے پر ہے جس کے باشندوں نے عفاق پر حملہ کیا ہے ۔"

"وہ عفاق سے تقریباً تین ارب چالیس کروڑ دس لاکھ دو ہزار میل دور ہے ۔ لیکن ہر تین ہزار سال کے بعد یہ فاصلہ بقدر دو تہائی کم ہو جاتا ہے ۔ عفاق کی تاریخ میں فوزان والوں کا عفاق پر یہ تیسرا حملہ ہے ۔ انھوں نے عفاق پر جب بھی حملہ کیا اس کو بالکل تباہ کر دیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔"

مقصود نے کہا۔" ذرا ان کے متعلق تفصیل کے ساتھ بتائیے۔"

" دو ہزار سال قبل وہ ہمارے جیسے انسان تھے۔ متمدن اور ترقی یافتہ ۔ یعنی دو ہزار سال قبل وہ ترقی کی معراج پر پہنچ چکے تھے۔

اس دور کے عفاقی مورخوں نے ان کے متعلق عجیب غریب باتیں لکھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انھوں نے دو ڈھائی ہزار سال قبل طیارے ایجاد کر لئے تھے۔ ان کے پاس آبدوز کشتیاں اور مچھلی کی شکل کی ہوائیاں تھیں۔ وہ جو بہ مفرد میں پوشیدہ قوت کو برانگیختہ کرنا جانتے تھے۔ وہ حسب منشاء موسموں کو بدل دیتے تھے۔ انھوں نے اپنی دنیا کو جنت بنا دیا تھا اور کئی سیاروں پر اپنی نوآبادیاں قائم کر دی تھیں۔ لیکن اس ترقی کے ساتھ ہی انکی اخلاقی حالت پست ہوتی جا رہی تھی۔"

اس نے خاموش ہو کر پائپ کے دو تین کش لئے اور اپنی نشست پر پہلو بدل کر کہا۔

"ان میں شادی کی رسم برائے نام رہ گئی تھی۔ کنواری ماؤں کی تعداد شادی شدہ عورتوں سے بہت زیادہ تھی۔ ایسی ماؤں کے لئے حکومت نے وظائف مقرر کر دیئے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی بے باپ کے بچوں کے لئے پرورش گاہیں قائم کر دی گئی تھیں۔"

"اے میرے خدا یہ میں کیا سن رہی ہوں۔" نجمہ نے کسی کو مخاطب کئے بغیر کہا۔ "کیا میری دنیا بھی ترقی کے اسی راستے پر گامزن ہے۔"

"بظاہر تو آثار ایسے ہی ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "کرہ ارض میں بھی انسان پر حیوانیت غالب آتی جا رہی ہے۔ دوبارہ عفاق اور

فیلورس میں بھی انسان اسی طرح غلط راستہ پر پڑ چکا ہے لیکن مصلحین نے ان کو سنبھال لیا۔"

مقصود نے کہا۔ "لیکن کرہ ارض پر ایسے لوگوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آپ وہاں برسوں رہ چکے ہیں آپ کو تو سب باتوں کا علم ہے۔"

"ہاں — ..." ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "لیکن کرہ ارض کے انسان کی ابھی اصلاح ہو سکتی ہے۔ وہاں کے انسانوں کے پاس ایک ایسی کتاب ہے جس میں مکمل ضابطہ حیات موجود ہے۔ اس لئے اس کا قوی امکان ہے کہ انکی اصلاح ہو جائے۔ عفاق اور فیلورس کے انسانوں کے پاس بھی ایسی کتابیں ہیں اور غالباً فوزان کے دو ہزار سال قبل کے انسان کے پاس بھی ایک ایسی کتاب تھی لیکن اپنی مادی ترقی کے زعم میں اسنے اس کتاب کو اٹھا کر طاق پر رکھ دیا اور میدان ترقی میں آنکھیں بند کر کے دوڑنے لگا۔"

نجمہ اور مقصود کی بےچینی بڑھتی جا رہی تھی۔ نجمہ نے پوچھا۔

"پھر اس ترقی کا حشر کیا ہوا —؟!"

"وہی جو ہونا چاہیئے تھا۔" ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔ "ان انسانوں نے شادی کی رسم کو ختم کر دیا اور گھریلو زندگی مفقود ہو گئی اس سے ان کا نظام تمدن درہم برہم ہو گیا اور وہ زندہ رہنے کے لئے دیگر ذرائع تلاش کرنے لگے۔ اجتماعی زندگی بتدریج ختم ہونے لگی اور انفرادیت کے دور کی ابتدا ہو گئی۔"

"یعنی ــــــ ؟" نجمہ نے دریافت کیا۔
"یعنی یہ کہ انسان کی فکر معاش کم ہونے لگی اور ہر شخص کی تگ و دو صرف اس کی ضرورتوں تک محدود ہو گئی۔ انفرادیت کا آغاز فکر معاش سے آزادی سے ہوا۔ اور ایک فوزانی ڈاکٹر نے ایک ایسی دوا دریافت کر لی جس کا ایک انجکشن لگا لینے کے بعد انسان کچھ کھائے پیئے بغیر چاق و چوبند رہ سکتا تھا۔"
"واقعی یہ انسانیت سے خارج ہونے کی ابتدا تھی۔" مقصود نے سگریٹ خاکدان میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"ہاں اس کو بھی ابتدا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن در اصل تباہی کی ابتدا اس انجکشن سے ہوئی جس کے ذریعہ فوزان کی دوشیزائیں مردوں سے دور رہتے ہوئے بھی بچوں کی مائیں بننے لگیں۔ ابتدا میں ایسے انجکشن سے بہر حال مرد کا با واسطہ یا بلا واسطہ کوئی تعلق ضرور ہوتا تھا لیکن ایک فوزانی ڈاکٹر نے اپنی ایک نئی ایجاد سے طبی دنیا میں ہلچل مچا دی۔ اس کی یہ ایجاد ایک ایسا سیال تھا جس کے استعمال کے بعد عورت صرف تین یا چار ماہ میں بچے کی ماں بن جاتی تھی۔"
نجمہ نے سر جھکا لیا اور فرش کی طرف دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر سفیر نے اس کی طرف دیکھ کر فوراً گفتگو کا موضوع بدل دیا اور دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
"اسی دور کے ڈاکٹروں نے آنکھوں کی بینائی تیز کرنے کے آلات ایجاد کئے۔ ٹیلیفون کے بجائے پلاسٹک کی قسم کی کسی چیز کے ایسے

کان ایجاد کئے گئے جن کو کانوں پر لگا لینے کے بعد انسان میلوں دور کی آواز سن سکتا تھا۔ راہ چلتے ریڈیو سننے کے لئے لوگ ٹوپیوں میں تار اور چھوٹے چھوٹے آلے استعمال کرنے لگے اور ان میں آئے دن جدتیں ہونے لگیں۔ دوسری طرف مصنوعی طریقے پر سائنسی اصولوں کے ماتحت بچے پیدا کرائے جانے لگے جو صورتاً عام بچوں سے قدرے مختلف ہونے لگے اور اس طرح ان انسانوں کی صورتیں بدلنے لگیں" نجمہ نے کہا۔ "یعنی قدرت نے بے راہ روی کا انتقام لینا شروع کر دیا۔"

"ہاں یہی کہا جا سکتا ہے" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "مختصر طور پر یہ سمجھ لو کہ پانچ سو سال کی مدت میں وہ اپنی ان ترقیوں اور ایجادات و اختراعات کی بدولت انسانوں سے بدل کر ایک ایسی مخلوق بن گئے۔ جن کے اعضاء علم انسانوں سے بالکل مختلف تھے۔ ان کے سر قدرے اونچے اور بڑے ہو گئے۔ پیشانی چہرے سے زیادہ فراغ ہو گئی۔ آنکھیں عقاب کی آنکھوں کی طرح گول اور چھوٹی ہو گئیں۔ ناک کے نتھنے پھیل کر رخساروں تک آ گئے۔ انجکشن کی وجہ سے ان کی اشتہا تقریباً ختم ہو چکی تھی اس لئے ان کے منھ چھوٹے ہو گئے۔ گردن غائب ہو کر چہرہ شانوں پہ آ گیا۔ سینہ زیادہ چوڑا ہو گیا لیکن آنتیں خشک ہو جانے کی وجہ سے پیٹ بالکل پچک گیا۔ اور کمر سے نیچے کا جسم اس قدر بھاری ہو گیا کہ وہ دوڑنے

اور تیز چلنے سے معذور ہو گئے۔ لیکن اسکا کے ساتھ انکی قوتوں میں
غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔"

کمرے میں ایک نور و قمقمہ روشن ہو کر گل ہوا اور ڈاکٹر سیفر فوراً
کھڑا ہو گیا۔

"کیا بات ہے۔۔۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"میں دریچے کھولے دیتا ہوں تم دونوں فردوسی نظاروں
سے لطف اندوز ہو میں ابھی آتا ہوں۔"

اس نے دیوار کی طرف دیکھا اور چار دریچے کھل گئے۔
ڈاکٹر سیفر نے دونوں سے کہا۔" ان کے قریب نہ جانا"۔
اور کمرے سے چلا گیا۔

From Me to You
"Disco Dance"
(۱۲)
"Good chance"
"For Romance"

بین السیاروی پرواز

نجمہ اور مقصود کی نگاہوں کے سامنے ایک ایسا دل کش فردوسی منظر تھا جو اس سے قبل انھوں نے نہیں دیکھا تھا۔ فضائے بسیط میں حدِ نگاہ تک بے شمار چھوٹے اور بڑے سیارے رنگین غبارں کی طرح تیر رہے تھے۔ ان میں سے بعض اپنی جگہ پر قائم تھے اور بعض ایک دوسرے کے گرد گردش کر رہے تھے۔ کچھ لحظہ بلحظہ بڑے ہوتے جا رہے تھے اور کچھ چھوٹے ہو رہے تھے۔

"کیا یہی کہکشاں ہے ــــ؟" نجمہ نے مقصود سے دریافت کیا۔

"نہیں ــ یہ کہکشاں نہیں ہو سکتا ــ" مقصود نے کہا۔

"دراصل تاروں کے جھنڈ کو نہیں بلکہ سدیمی نور کو کہکشاں کہا جاتا ہے جو ہم کو رات کو آسمان پر ہلکی سی روشنی کی صورت میں نظر آتا ہے۔"

"سدیمی نور ــــ؟" نجمہ نے استفسارانہ لہجہ میں کہا۔

"یعنی وہ روشنی جو ستاروں سے پیدا ہوتی ہے ــ؟"

"ہاں ــــ وہ ستارے جو ہم کو نہ نظر آئیں لیکن ہم انکی روشنی دیکھ سکیں ــــ ہیئت والوں کا خیال ہے کہ جب تاروں کا عکس کائناتی ذرّوں پر پڑتا ہے تو وہ چمک اٹھتے ہیں اور اسی چمک

کاسلسلہ کہکشاں کہلاتا ہے۔"
نجمہ نے کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے کہا: "اگر حالات مجھے اُڑن طشتری تک نہ پہنچا دیتے تو میں ان فردوسی نظاروں سے کیسے محظوظ ہوتی ——"۔

مقصود نے کہا: "ہاں —— واقعی زندگی میں تو ان کے دیکھنے کا کوئی امکان تھا نہیں ——"

"بہر حال آپ تو دیکھتے ہی —" نجمہ نے کہا۔ "اس لئے کہ ڈاکٹر سیفر تو آپ کو ضرور ہی لاتے ——"۔

"—ہاں —— لیکن اس وقت میں ان فردوسی نظاروں سے اس قدر نہ محظوظ ہوتا۔"

"کیوں ——؟"

"آپ کے بغیر مجھے یہ محفل انجم سونی نظر آتی —"

نجمہ نے شرمانے کے بجائے مسکرا کر کہا۔ "اوہو —— اب تو ماشاء اللہ آپ شاعر ہوتے جا رہے ہیں ——"۔

"جی ہاں ——"۔ مقصود نے اسی لہجہ میں جواب دیا —
"اس لئے کہ آپ کا قرب مجھ میں شعور پیدا کر رہا ہے —"

نجمہ نے اس کو آنکھوں کے گوشوں سے دیکھا اور گفتگو کا موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کیا ان دریچوں پر شیشے چڑھے ہوئے ہیں۔؟"

یہ شیشے نہیں ہو سکتے۔ شیشہ بہت نازک ہوتا ہے۔ جیسے صنف لطیف ۔۔۔ ٹھیس لگی اور ٹوٹ گیا ۔ معمولی سے تغیر میں مکدر ہوگیا۔"

"اچھا تو گویا آپ طے کر چکے ہیں کہ اس وقت شاعری ہی کریں گے ۔"

"یہ شاعری نہیں بلکہ حقیقت ہے ۔" مقصود نے نجمہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔" یہ نہ تو شیشہ ہے اور نہ بلور اور نہ پلاسٹک قسم کی کوئی چیز بلکہ میرے خیال میں یہ فولاد کی کوئی قسم ہے جس کو صاف کر کے ایسا بنا لیا گیا ہے کہ اس کے آر پار دیکھا جا سکے۔"

"میں ڈاکٹر سیفر سے اس کے متعلق دریافت کروں گی۔"

اس نے دریچے کی طرف دیکھا اور عالم استعجاب میں مقصود کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"۔۔۔ وہ دیکھیے ۔۔۔ وہ ۔۔۔ سامنے ۔۔۔ وہ کیا چیز ہے۔"

"کوئی بڑا سیارہ ہے ۔۔۔"۔ مقصود نے ایک بڑے سیارے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نجمہ نے کہا۔" ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے وہ توپ کے گولے کی طرح ہماری طرف آ رہا ہے ۔"

ہاں ۔۔۔ اڑن طشتری اسی طرف جا رہی ہے۔"

"یہ ایک غیر آباد سیارہ ہے ۔" عقب سے ڈاکٹر سیفر کی آواز آئی ۔۔۔ "۔ ابھی اس کی سطح گرم ہے ممکن ہے

دس بیس ہزار سال بعد یہ چاند ادروں کے رہنے کے قابل ہو سکے۔"
ڈاکٹر سیفر بڑھ کر ان کے پاس آ گیا اور ایک کوچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"مجھے کنٹرول روم میں اس لئے بلایا گیا تھا کہ ٹیلی وژن کے پردے پر ایک ایسی ہی اڑن طشتری نظر آئی تھی لیکن وہ عفاق کی نہیں تھی۔"
مقصود نے کہا: "یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔؟"
"ان کو پیغام بھیجا گیا لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔"
"تو پھر وہ اڑن طشتری کس کی ہو سکتی ہے۔" نجمہ نے پوچھا۔
"میں ابھی بتا چکا ہوں کہ ہمارے نظام شمسی میں بہتر آباد سیارے ہیں۔ ان ہی میں سے کسی کی ہو گی۔"
نجمہ نے ڈاکٹر سیفر سے دریافت کیا۔
"ان دریچوں میں کیا ہے۔ شیشہ یا پلاسٹک۔؟"
ڈاکٹر سیفر نے فوراً جواب دیا۔" یہ نہ تو شیشہ ہے اور نہ پلاسٹک بلکہ ایک قسم کا فولاد ہے جو عفاق میں تیار کیا جاتا ہے۔"
"فولاد ——؟" نجمہ نے متحیر ہو کر پوچھا۔
"ہاں ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔
مقصود نے کہا: "دیکھئے میرا خیال صحیح نکلا ——"
"ڈاکٹر مقصود میں آپ کی سوجھ بوجھ اور ذہانت کا معترف ہوں۔"
نجمہ کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں اور اس نے اس کو مستحسن نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا! یہ بتائیے یہ عنصر اسی حالت میں زمین سے نکلتی ہے یا بنائی جاتی ہے؟—"

مقصود نجمہ کے اس طفلانہ سوال پر مسکرا دیا اور اس کو جوان نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"—تو گویا آپ مجھے پہیلیاں بجھا رہی ہیں۔"

"اب باتوں میں نہ ٹالئے—" نجمہ نے فوراً کہا: "میرے سوال کا جواب دیجئے— ذرا میں بھی تو آپ کی سوجھ بوجھ کا امتحان لیلوں۔"

"اس دھات کو کیمیاوی طریقہ پر صاف کیا جاتا ہوگا یعنی اس کو پہلے چمکا دیا جاتا ہوگا اس کے بعد بہت زیادہ طاقتور لہروں سے اسے اس قابل بنایا جاتا ہوگا کہ اس کے آر پار دیکھا جا سکے—"

"مقصود!" ڈاکٹر سیفر متحیر ہو کر کھڑے ہو گئے اور اسے متعجبانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم کرہ ارض کے انسان ہو— نہیں— میں قطعی یقین نہیں کر سکتا— کرہ ارض کا انسان اس قدر ذہین نہیں ہو سکتا۔"

وہ پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور کسی کو مخاطب کئے بغیر کہنے لگا۔

"وہ پانچ سو یا ایک ہزار سال بعد اس قدر ذہین ہو سکیگا۔"

"—لیکن میں ارضی انسان ہوں—" مقصود نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "آپ کسی حد تک میرے حالات سے بھی واقف ہیں۔"

حیرت و مسرت کے ملے جلے جذبات نے نجمہ کے حسین چہرے کو

اور زیادہ دلکش بنا دیا اور اس نے ڈاکٹر سیفر سے دریافت کیا۔

"کیا یہ فولاد اسی طرح صاف کیا جاتا ہے ۔۔۔؟"

"ہاں ۔۔۔۔"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا: "ڈاکٹر مقصود نے اس عمل کی اس طرح وضاحت کی ہے گویا یہ عملی تجربہ کر چکے ہیں۔"

"ماشاء اللہ ۔۔۔۔"۔ نجمہ نے مقصود کو پر شوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا: "مبارک ہے وہ خاندان جس کے آپ ایک فرد ہیں۔"

"مبارک ہے وہ ملک جہاں ڈاکٹر مقصود نے جنم لیا"۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔۔۔۔"۔ ڈاکٹر مقصود کاش میں ایک سال قبل آپ سے ملا ہوتا۔"

"میں اسے اپنی بدنصیبی پہ محمول کرتا ہوں۔" مقصود نے بہت سنجیدہ لہجہ میں کہا: "ورنہ میں آپ سے اب تک بہت کچھ حاصل کر چکا ہوتا۔"

"ڈاکٹر مقصود کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ خیال آپ کے ذہن میں کیسے آیا کہ اسی طرح اس دھات کو صاف کیا ہوگا ۔۔۔؟"

"مشاہدات قدرت سے۔" مقصود نے جواب دیا: "جس طرح پتھر کا جگر ہزاروں سال تک آفتاب کی شعاعوں میں تپنے کے بعد شفاف ہو جاتا ہے اور ہیرے کے نام سے شہرت پاتا ہے اسی طرح لوہا اور دوسری دھاتوں کو بھی اسی طرح شعاعوں سے تپا کر شفاف بنایا جا سکتا ہے اور اب جوہری قوت پر قادر ہو جانے کے بعد انسان کیلئے

یہ کام بہت آسان ہوگیا ہے۔ کرہ ارض پر اس کا تجربہ کیا جاچکا ہے اور بلور سے چھوٹے چھوٹے ہیرے بنائے گئے ہیں۔"

"ہاں۔ مجھ کو اس کا علم ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ارضی انسانوں نے سولہ منٹ میں ایسا ہیرا تیار کیا ہے۔"

مقصود نے کہا۔ "میرے خیال میں اس عمل کے یہ ابتدائی مراحل ہیں ——"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔ اچھا آئیے اب میں آپ دونوں کو ان سیاروں کے متعلق کچھ بتاؤں جو ہمارے سامنے فضائے بسیط میں حدِ نگاہ تک بکھرے ہوئے ہیں۔"

"کیسا دلفریب نظارہ ہے ——" نجمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "جیسے کسی نے فضا میں رنگارنگ کے موتی اچھال دیئے ہیں یا کسی بہت بڑے جشن کے موقع پر بچے رنگین غبارے اُڑا رہے ہیں۔"

"ان میں ہزاروں آباد دنیائیں ہیں ——" ڈاکٹر سیفر نے دریچے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "ان میں بیسیوں شمسی نظام ہیں ——"

وہ دریچے کے قریب پہنچکر اس سے تقریباً تین فیٹ کے فاصلے پر کھڑا ہوگیا اور ستاروں کے ایک گچھے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ہمارا نظام شمسی ہے جہاں میں تم لوگوں کو لئے جارہا ہوں۔"

"—— اور وہ سامنے کیا ہے ——؟" نجمہ نے ایک ستارے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "وہ جہاں پھلجھڑیاں سی چھوٹ رہی ہیں۔"

"یہ بھی ایک سیارہ ہے۔ لیکن ابھی پوری طرح سرد نہیں ہوا ہے
یہ اپنے آفتاب کی کشش پر ایک عجیب انداز میں گردش کرتا ہے کبھی
خط مستقیم میں چلتا ہے اور کبھی لہروں پر ڈولتی ہوئی کشتی کی طرح
جھولا جھولتا ہوا۔"

مقصود اور نجمہ اس سیارے کی طرف دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔
"جب یہ کسی دوسرے سیارے کے حلقۂ کشش میں پہنچ جاتا ہے تو اس
کی بیرونی سطح سے آگ اٹھتی ہے اور پھلجھڑیاں چھوٹنے لگتی ہیں۔"
مقصود کی نگاہیں اس سیارے سے ہٹ کر ایک دوسرے سیارے
پر جم گئیں۔ وہ اگرچہ جسامت میں بہت چھوٹا نظر آرہا تھا لیکن دوسرے
سیاروں کے مقابلہ میں بہت روشن تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے بھی اس سیارے
کی طرف دیکھا اور مقصود سے کہا۔

"یہ ایک آفتاب ہے ——"
"آفتاب —— ؟" نجمہ نے متحیر ہو کر کہا۔
"ہاں —— ان چمکتے ہوئے تاروں میں بیسیوں شموس ہیں اور ہر
ایک کا نظام علیحدہ ہے —— ان میں سے بعض تمہارے آفتاب
سے ہزاروں گنا بڑے ہیں۔"
"کیا ہم ان کے درمیان سے گذریں گے۔ ؟" نجمہ نے پوچھا۔
"—— ہم ان کے درمیان سے گذر رہے ہیں" ڈاکٹر سیفر نے
کہا: "ابھی ہم تمہارے نظام شمسی کی میں ہیں لیکن کچھ دیر بعد دوسرے

نظام میں پہنچ جائیں گے ۔"
مقصود سیاروں کی طرف دیکھتا رہا ۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے پوچھا۔
"تم گھبرا تو نہیں رہی ہو ۔۔۔؟"
"گھبرانے کی کیا بات ہے ۔۔۔۔۔"۔ نجمہ نے کہا: "آپ کی موجودگی میں مجھے گھبرانے کی ضرورت نہیں ۔"
"آیئے مقصود میاں یہاں بیٹھ کر باتیں کریں ۔ آپ کی گھڑی کے مطابق ایک گھنٹہ بعد سے عجائبات افلاک کا سلسلہ شروع ہوگا۔"
"کیا ہم کو عجائبات نظر آئیں گے ۔۔۔؟" نجمہ نے پوچھا۔
"ہاں ۔۔۔۔۔ ہم کو یکے بعد دیگرے ایسے گیارہ اجرام فلکی ملیں گے جو سرد ہیں لیکن ان میں زندگی مفقود ہے ۔ وہاں کوئی جاندار نہیں رہ سکتا ۔۔"
"کیوں ۔۔۔۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔
"ان کی سطح پہ نائٹروجن قسم کی زہریلی گیس پھیلی ہوئی ہے ۔"
مقصود اور نجمہ ایک صوفے پر بیٹھ گئے ۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔
"میں ایک گھنٹہ بعد آؤنگا ۔ اگر طبیعت گھبرائے تو آپ لوگ کنٹرول روم میں آسکتے ہیں ۔"
"ڈاکٹر ۔۔۔۔۔۔ !" نجمہ نے ڈاکٹر سیفر کو مخاطب کیا: "آپ ہم لوگوں سے بے تکلف ہو کر گفتگو کیا کیجئے ہمارے لئے آپ اور جی جناب کے رسمی الفاظ کی ضرورت نہیں ۔ ان سے اجنبیت ٹپکتی ہے ۔"

ڈاکٹر سیفر مسکراتا ہوا چلا گیا۔ مقصود نے نجمہ سے کہا۔

" آپ میرا امتحان لے چکیں یا ابھی دو چار پرچے باقی ہیں۔؟"

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی اور ایک ساعت بعد کہا۔

" اچھا اب آپ بھی مجھ سے جی جناب سے گفتگو نہ کیا کیجئے۔"

"بہت بہتر ہے ۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔"

" تو گویا آپ مجھے بنا رہے ہیں۔"

" تم نے میرے لئے لفظ آپ کیوں استعمال کیا۔؟"

" میں اس کی پابند نہیں ہوں۔"

" لیکن ہونا پڑیگا۔"

" واقعی ۔۔۔ ؟" نجمہ نے مسکرا کر دریافت کیا۔

" ہاں ۔۔۔"۔

" بہتر ہے ۔۔۔ اچھا تو پھر اب یہ بتاؤ کہ ہم کبتک اس اڑن طشتری میں مقید رہیں گے ۔۔۔ کیا یہ کسی آباد سیارے میں نہیں اتریگی۔؟"

" میں کہہ نہیں سکتا ۔۔۔"۔

نجمہ نے کہا۔" چلو ڈاکٹر سیفر سے دریافت کریں کہ علی اکبر وغیرہ کس حال میں ہیں۔"

دونوں اٹھ کر کنٹرول روم میں پہنچے ڈاکٹر سیفر ایک کرسی پہ بیٹھا ہوا ایک شخص سے باتیں کر رہا تھا۔ نجمہ اور مقصود کو دیکھتے ہی وہ شخص اٹھ کر چلا گیا اور ڈاکٹر سیفر نے دونوں کو بلا کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں کیا ڈرائنگ میں طبیعت اکتا گئی ۔ ؟"

"ہاں یہی سمجھئے ——"۔ مقصود نے کہا: "یہ ابھی مجھ سے دریافت کر رہی تھیں کہ کیا ہم کسی آباد سیارے میں اتریں گے ۔ ؟"

"—— نہیں —— لیکن ایک آباد سیارے کے قریب سے ضرور گزریں گے"۔

"کیا وہ آپ ہی کے نظام شمسی کا سیارہ ہے ۔ ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"نہیں —— اس کا ہمارے نظام شمسی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس میں انسانوں کی آبادی ہے اور انکی ترقی کا دور شروع ہو چکا ہے لیکن ابھی وہ ہم سے بہت پیچھے ہیں ——"

نجمہ نے کہا۔ "آپ لوگوں نے وہاں پہنچنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"وہاں ہمارا ایک سفیر ہے ——"

نجمہ نے کہا۔ "کیا ہم اس کے قریب سے گذریں گے ۔ ؟"

"قریب سے تو ضرور گذریں گے" ڈاکٹر سیفر نے کہا: "لیکن ہم سطح کی کوئی چیز واضح طور پر نہ دیکھ سکیں گے اس کرہ کے رہنے والے بھی ہماری اڑن طشتری کو نہ دیکھ سکیں گے ان کو صرف سفید دھوئیں کی ایک لکیر نظر آئے گی ——"۔

ڈاکٹر سیفر نے گھومتے ہوئے گولے کے قریب کھڑے ہوئے آدمیوں کی طرف دیکھا اور پھر سامنے شیشے کے پردے پر نگاہیں جما دیں۔

"کیا آپ مصروف ہیں —— ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"نہیں ـــ ..." اس نے مسکرا کر جواب دیا۔

نجمہ نے پوچھا۔ "علی اکبر اور اس کے ساتھی کس حال میں ہیں ؟"

"ٹھیک ہیں اور ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔"

"کیا ہم لوگ وہاں نہیں جاسکتے ہیں۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"تم دونوں پر کوئی پابندی نہیں ہے ـــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا: ـــ لیکن ان کے پاس جانا مناسب نہ ہوگا۔ مجرمانہ ذہنیتوں میں کمتری کا انقلاب آتا ہے۔"

"آپ کا خیال صحیح ہے۔" مقصود نے کہا: "خصوصاً مجھ کو دیکھ کر تو ان سب کی آنکھوں میں خون اُتر آئیگا۔ وہ لوگ مجھ کو اسی وقت ختم کردیتے لیکن علی اکبر کا خیال تھا کہ وہ مجھ سے کوئی کام لے سکیگا اس لئے مجھ کو قتل نہیں کیا گیا۔"

نجمہ نے مقصود کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا۔

"تم جاسکتی ہو ـــ لیکن تمہارا ابھی تنہا جانا مناسب نہ ہوگا۔"

"میں تنہا جاکر کیا کروں گی۔ میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ وہ کس حال میں ہیں ـــ اور انہیں ان حرکتوں پر ندامت بھی ہے یا نہیں۔؟"

ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا " ـــ میری بیٹی تم کتنی بھولی ہو ـــ خود ہی غور کرو کہ تم نے علی اکبر کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور اس نے کیا صلہ دیا۔"

نجمہ نے سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔
"میں منع نہیں کرتا ہوں۔ اگر تم ان لوگوں سے گفتگو کرنا چاہو تو
کر سکتی ہو۔ مجھ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔"
"میں کچھ نہیں چاہتی ہوں۔" نجمہ نے کہا۔ "میں جانتی ہوں
کہ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔"
"۔۔۔اور نہ کبھی ہو سکتا ہے۔۔۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "لیکن عفاق
پہنچکر میں ان سب کو اجازت دیدوں گا کہ وہ جہاں چاہیں جا سکتے
ہیں۔ اور سیر و تفریح کر سکتے ہیں۔"
"کیا آپ ان کو آزاد کر دیں گے۔؟"
"ہاں ان کی آزادی بھی قید و بند سے بدتر ہو گی۔ جہاں تک انکی واپسی
کا سوال ہے میں نے ابھی اس پہلو پر غور نہیں کیا ہے۔"
نجمہ نے منہ بنا کر کہا۔ "ہم لوگ بیکار بیٹھے بیٹھے اکتا جائیں گے۔"
"کل صبح ہم لوگ عفاق کی سطح پر ہوں گے۔ صرف چند گھنٹے اس
میں گذارنا ہیں کچھ دیر بعد عجائبات افلاک کا سلسلہ شروع ہو گا اور
ایک گھنٹہ تک ایسی چیزیں نظر آتی رہیں گی کہ تم دنگ رہ جاؤ گی۔"
"آپ کے کہنے کے مطابق یہ سلسلہ پچیس منٹ بعد شروع ہو جانا چاہئے۔"
"ہاں۔۔۔ تم لوگ یہیں بیٹھ کر دیکھ سکتے ہو۔۔۔"
سامنے لگے ہوئے پردے پر ایک آتشیں نقطہ نظر آیا۔ وہ اڑن طشتری
کی طرف آ رہا تھا اور بہت تیزی کے ساتھ اس کی جسامت بڑھ رہی

تھی۔ ڈاکٹر سیفر تیزی کے ساتھ اٹھ کر پردے کے پاس پہنچا اور اس کو دیکھنے لگا۔

آتشیں نقطہ بڑھ کر ایک بڑا گولا ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر سیفر اور اس کے آدمی اس کو بغور دیکھ رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک بٹن دبایا اور ایک سفید بورڈ سامنے آگیا۔ اس پر کچھ ہندسے اُبھر رہے تھے۔ اس نے ایک دوسرا بٹن دبایا اور آتشیں گولا پردے پر سے غائب ہو گیا۔ وہ پردے کے پاس سے پلٹ کر دور پیچھے کے سامنے پہنچا اور نجمہ اور مقصود کو اپنے پاس بلا کر کہا۔

"۔۔۔ وہ دیکھو سامنے ۔۔۔ وہی آتشی گولہ نظر آرہا ہے۔ یہ ایک ایسا سیارہ ہے جو کبھی کبھی اپنا راستہ چھوڑ کر بھی گردش کرتا ہے۔"

گولا صاف نظر آرہا تھا اور لحظ بلحظ بڑا ہوتا جا رہا تھا۔ نجمہ نے پوچھا۔

"یہ اُڑن طشتری سے ٹکرائے گا تو نہیں ۔۔۔؟"

"نہیں ٹکرائے گا تو نہیں لیکن یہ قریب کی ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اس لئے بین السیاری طیارچی اس کے راستے سے دور رہتے ہیں۔"

مقصود نے کہا۔ "اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری اڑن طشتری خطرے میں ہے۔"

"ہم نے رخ بدل دیا ہے۔ وہ دیکھو گولا بائیں جانب دب رہا ہے۔"

"ہاں ____" نجمہ نے کہا۔ "اب اس کی جسامت بھی چھوٹی ہونے لگی ہے۔"

"آؤ بیٹھ کر اجرام فلکی کا مشاہدہ کرو۔" ڈاکٹر سیفر نے پلیٹ فارم کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "ہم وہاں بیٹھ کر ہر چیز دیکھ سکیں گے۔"

نجمہ اور مقصود پلیٹ فارم پر پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے اور کچھ ہی دیر بعد ان کو چاروں طرف سرخ روشنی نظر آئی۔

"یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"ابھی ادھر سے وہی سیارہ گزرا ہے جو ہم کو آتشیں گولے کی صورت میں نظر آ رہا تھا۔ اس کے ذرات اب تک فضا میں موجود ہیں۔ کائناتی لہریں ان کو سرخ کر دیتی ہیں۔ یہ بھی عجائبات افلاک میں سے ایک ہے۔"

"اس کے بعد ہم کیا دیکھیں گے ____؟" نجمہ نے دریافت کیا۔

"ایک ایسا کرہ جو پانی کے بلبلے کی طرح چمکتا ہے۔ تم اس کے آر پار دیکھ سکتے ہو ____ ابھی تک ہم لوگ بھی نہیں سمجھ سکے ہیں کہ وہ کیا چیز ہے اور کس طرح وجود میں آیا ہے ____ ہم کو صرف ریڈار کے ذریعہ اس کے مقام وقوع کا علم ہوتا ہے۔"

[illegible]

نجمہ اور مقصود دریچے کی طرف دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر سفیر اٹھ کر پردے کے پاس گیا اور دو منٹ بعد واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا —

This novel is fantastic & wonderful but it is very interesting and marvelous. It looks that there is author's hard work written it with great skill and Experience.

On the whole the novel is readable & full of knowledge.

M. F. Gilkar.
B.Sc. LL.B, (Hons).

Farooqgilkar
30/ 9/ /1983.

(۱۳)

عجائبات افلاک

کنٹرول روم میں لگا ہوا گولا تیزی کے ساتھ حرکت کرنے لگا۔
ڈاکٹر سیفر نے بورڈ کے پاس پہنچ کر چند سوئچ دبائے اور پھر آ کر اپنی
جگہ پر بیٹھ گئے۔ نجمہ نے پوچھا۔
"کیا بات تھی ——؟"
"ریڈر کی لہریں بہت قریب سے ٹکرا کر واپس آ رہی تھیں۔ ہم اس
سیارے کے قریب پہنچ چکے ہیں۔"
اس نے گولے کی طرف دیکھا اور اُڑن طشتری کے بالائی حصے سے
ایک شعاع خارج ہو کر حدِ نگاہ تک پھیلتی چلی گئی۔
"یہ جاسوسی شعاع ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا: "تمہاری زبان
میں اس کو یہی کہا جا سکتا ہے۔ یہ اس سیارے کو تلاش کر رہی ہے
یہ اس کی سطح پر پڑتے ہی غائب ہو جائے گی۔"
دو منٹ بعد شعاع غائب ہو گئی اور اس کے فوراً ہی بعد اُڑن
طشتری کے اوپر سے ایک دوسری روپہلی شعاع گذرتی ہوئی نظر آئی۔
"اس روشنی میں تم اس کرہ کو دیکھ سکو گے —— وہ دیکھو ——
سامنے ایک نورانی غبار نظر آ رہا ہے۔ یہ اسکی سطح ہے۔"

نجمہ اور مقصود دریچے سے باہر دیکھنے لگے۔ ان کو فضاء میں ایک نیل گوں گولا نظر آیا اس کا ایک حصہ چمک رہا تھا اور اس کے گرد ہلکا ہلکا نور پھیلا ہوا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"گولے کے وسط میں جو سفید نقطہ نظر آرہا ہے۔ وہ اس شعاع کا عکس ہے جو اڑن طشتری سے اس پر پھینکی جارہی ہے۔"

کرہ فٹ بال کے برابر نظر آرہا تھا اور بتدریج دائیں جانب دب رہا تھا۔ نجمہ نے کہا۔

"کیا ہم اس کو قریب سے نہیں دیکھ سکتے ہیں۔؟"

"ہم بہت قریب پہنچ چکے ہیں اس سے زیادہ قرب خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔"

نجمہ اور ڈاکٹر پھر اسی سیارے کی طرف دیکھنے لگے۔ مقصود نے کہا۔

"ایسا معلوم ہورہا ہے جیسے فضاء میں پانی کا ایک بہت بڑا بلبلہ تیر رہا ہے اور اس پر دور سے نیلی روشنی پھینکی جارہی ہے۔"

عجیب و غریب کرہ یکایک بہت تیزی کے ساتھ چھوٹا ہوکر غائب ہوگیا۔

"یہ کیا ہوا۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

اڑن طشتری کی رفتار محض اس سیارے کو دیکھنے کے لئے کم کردی گئی تھی۔ اب وہ اسی رفتار سے پرواز کررہی ہے جس رفتار سے کرہ ارض سے چلی تھی۔ اچھا اب اس سیارے کی طرف دیکھو۔

ــــــ وہ سامنے۔" اس نے انگلی سے اشارہ کیا۔

تاروں کے جھرمٹ میں ان کو ایک ایسا تارہ نظر آیا جس کے گرد ایک نورانی ہالہ تھا۔ نجمہ نے کہا۔

"یہ تو دوہی سیارہ معلوم ہوتا ہے۔ جسے ہم کیوان یعنی سینچر کہتے ہیں۔"

"تم اپنے نظام شمسی سے نکل چکی ہو ــــ" ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔ "یہ مادہ نہیں بلکہ گیس ہے۔ شموس سے روشنی حاصل کر کے آٹھ سیاروں کو منور کرتا رہتا ہے اور ہر سیارے کے سامنے ارضی وقت کے مطابق چھ گھنٹے تک رہتا ہے۔ یہ جن آٹھ سیاروں کو روشنی دیتا ہے وہ آباد ہیں اور اس کو رخشاں کہتے ہیں۔"

نجمہ نے کہا۔ "یہ تو ہماری زبان کا لفظ ہے۔"

"میں تمہاری ہی زبان میں بتا رہا ہوں۔ دوسروں کی زبان نہ تو تم یاد رکھ سکتی ہو اور نہ اس سے کوئی نتیجہ نکل سکتا ہے۔"

اڑن طشتری سیارے کے بالکل قریب پہنچ گئی۔ اور وہ سب اس کو بہت غور سے دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"پردے کے پاس آکر دیکھو۔"

دونوں اس کے ساتھ پردے کے پاس پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے دیوار میں لگے ہوئے ایک دستے کو قدرے باہر کھینچ کر کہا۔

"اب دیکھو اس کو ــــ"

نجمہ اور مقصود کو پردے پر ایک زرد پہلا غبار نظر آیا۔ وہ چمکدار

دھاریوں کی صورت میں حرکت کر رہا تھا کبھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی برتن سے نور ابل رہا تھا اور کبھی یہ محسوس ہوتا تھا کہ چاندنی بتدریج جم کر مادی صورت اختیار کر رہی ہے۔ دونوں پانچ منٹ تک اس عجیب و غریب سیارے کی سطح کو دیکھتے رہے ڈاکٹر سفیر نے دستہ کھینچ کر چھوڑ دیا اور پردے پر نظر آنے والی سطح غائب ہو گئی۔

"آؤ اب بیٹھ جاؤ ـــــ"۔ ڈاکٹر سفیر نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

دونوں اپنی اپنی جگہ پر پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سفیر پردے کے پاس کھڑا ہوا بورڈ دیکھتا رہا۔ اس کے چاروں آدمی خاموش کھڑے ہوئے گردش کرتے ہوئے گولے کو دیکھ رہے تھے۔ نجمہ نے مقصود سے کہا۔

"یہ شاید ربر یا موم کے آدمی ہیں۔"

وہ مسکرا دیا۔ نجمہ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ نہیں رہے ہو کہ بے حس و حرکت کھڑے ہوئے ہیں نہ ہلتے ہیں نہ پلکیں جھپکاتے ہیں۔"

"ڈاکٹر سیفر سے دریافت کیا جائے۔"

ڈاکٹر سیفر نے پلٹ کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں آ رہا ہوں ـــــ"۔

اس نے یکے بعد دیگرے دو تین سوئچ دبائے اور بورڈ پر ایک نشان لگا کر اپنی جگہ پر آ گیا۔

"ہاں ۔ کہو نجمہ ۔۔۔۔" اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "تم کیا دریافت کرنا چاہتی ہو ۔۔۔؟"

"کیا آپ کے یہ آدمی ربر یا موم کے ہیں ۔۔؟"

"نہیں ۔۔۔۔۔ یہ میری اور تمہاری طرح انسان ہیں۔"

"تو پھر یہ بے حس و حرکت کیوں کھڑے رہتے ہیں ۔۔؟"

"یہ اپنا فرض ادا کر رہے ہیں ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"یہ تو میں جانتی ہوں ۔۔۔۔ لیکن وہ فرض کیا ہے ۔۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"یہ چاروں اپنی آنکھوں کی برقی لہروں سے اس لامحدود برقی قوت کو قابو میں رکھتے ہیں جس سے یہ اڑن طشتری پرواز کرتی ہے ۔"

"آنکھوں کی برقی لہریں ۔۔؟" نجمہ نے کہا۔ "کیا آنکھوں سے بھی برقی لہریں خارج ہوتی ہیں ۔۔؟"

"ہاں ۔ اور انکی طاقت کو بڑھایا جاسکتا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "چند گھنٹوں کے بعد تم دیکھو گی کہ ہم نے ان لہروں کی طاقت کو کس حد تک بڑھالیا ہے اور ان سے کیا کام لیا جاسکتا ہے ۔۔۔۔ چلو اٹھو چائے کا وقت ہوچکا ہے ۔"

نجمہ نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھا اور کھڑی ہوگئی۔ ایک کمرے میں پہنچکر انھوں نے چائے پی اور ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے ۔ نجمہ نے کہا ۔ "ہم روشنی سے وقت کا اندازہ نہیں لگا سکتے ۔"

"ہم کسی سیارے کی سطح پر نہیں ہیں بلکہ فضائے بسیط میں روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ پرواز کر رہے ہیں۔ ہمارے گرد صرف شدید نور ہے ـــــ تاروں کی ہلکی روشنی ـــــ"

"رات اور دن کا اندازہ کیسے ہوگا ــ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"ان گھڑیوں سے جو ہمارے پاس ہیں۔ ہم فی الحال کرہ ارض کی گھڑیوں سے وقت دیکھ رہے ہیں۔ اس حساب سے تقریباً ڈھائی گھنٹے بعد شام ہو جائے گی اور دو گھنٹے بعد تم لوگ کھانا کھا کر اپنی خواب گاہوں میں چلے جاؤ گے۔"

نجمہ نے صوفے کے تکیے پر سر ٹکا لیا اور کچھ دیر چھت کی طرف دیکھنے کے بعد آنکھیں بند کر لیں۔

"تم کچھ دیر آرام کر لو ــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "سامنے خوابگاہ کا دروازہ ہے ــ"

نجمہ نے پلٹ کر دیکھا۔ دیوار میں ایک دروازہ کھل رہا تھا ــ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"یہ تمہاری خوابگاہ ہے ــ"

وہ اٹھ کر دروازے کے پاس پہنچی اور خوابگاہ کے اندر جھانک کر دیکھا۔

"اندر چلی جاؤ ـــــ دیکھ لو تمہاری ضرورت کی ہر چیز موجود ہے یا نہیں۔"

نجمہ نے خوابگاہ میں داخل ہو کر چاروں طرف طائرانہ نظر ڈالی۔

ایک گوشے میں ایک چھوٹا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ بڑھ کر دروازے کے پاس پہنچی اور اندر کی سمت جھانکا۔

"یہ تمہارا غسل خانہ ہے ———"۔ عقب سے ڈاکٹر سیفر کی آواز آئی۔ نجمہ نے مڑ کر دیکھا مقصود اور ڈاکٹر رفیق اس کی خوابگاہ میں پہنچ چکے تھے۔

"یہ خوابگاہ تم کو پسند آئی ———"۔ ڈاکٹر سیفر نے پوچھا۔

"بہت قرینے سے بنائی گئی ہے ۔" نجمہ نے کہا۔ "میری اس خوابگاہ کی طرح ہے جو آپ نے اپنی رہائش گاہ میں بنوائی تھی۔"

"عفاق میں لڑکیوں کی خوابگاہیں ایسی ہی ہوتی ہیں ۔"

"——— لڑکوں کی خوابگاہیں کیسی ہوتی ہیں ۔ ؟" نجمہ نے ہنس کر دریافت کیا۔

"——— آؤ وہ بھی دیکھ لو ———"۔

ڈاکٹر سیفر نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ نجمہ اور مقصود اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آگئے۔

"لڑکوں کی خوابگاہیں ایسی ہوتی ہیں ۔" ڈاکٹر سیفر نے دیوار کی طرف قدم اٹھایا اور ایک دروازہ کھل گیا۔

"یہ ہے لڑکوں کی خوابگاہ کا ایک نمونہ۔ اندر چل کر دیکھو۔"

سب سے پہلے نجمہ اندر پہونچی ۔ اس کے بعد مقصود داخل ہوا۔

"یہ اس خوابگاہ سے مختلف ہے جو آپ نے اپنی رہائش گاہ میں ڈاکٹر

مقصود کے لئے مخصوص کی تھی۔"

"ہاں ———"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا" — لیکن اس سے بہتر ہے سامنے غسل خانہ ہے اس کے بعد لباس تبدیل کرنے کا کمرہ ہے ——— ان خوابگاہوں میں بین السیاری طیارچی رہتے ہیں۔"

نجمہ نے پوچھا۔" کیا اس اڑن طشتری میں طیارچی لڑکیاں بھی ہیں؟"

"اس سفر میں کوئی لڑکی نہیں آئی ہے۔"

"کیا کرہ ارض پہ آپ کی دنیا کی کچھ لڑکیاں آچکی ہیں ——؟"

"ہاں ——— میری بھتیجی مجھ کو دوبار دیکھنے آئی اور چار چھ روز رہ کر چلی گئی۔"

"کب ———؟" نجمہ نے پوچھا۔

"ڈیڑھ سال قبل ———"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔

"الماس جاوید ———"۔ نجمہ نے گھبرا کر کہا" کیا وہ آپ کی بھتیجی تھیں ——؟"

"ہاں وہ میری بھتیجی تھی۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" اس کا نام الماج ہے ——— ہماری زبان میں الماج کنول کے پھول کو کہتے ہیں۔"

"——— اور جاوید ———؟" مقصود نے دریافت کیا۔" کیا یہ آپ کے بھائی کا نام ہے ——؟"

"ہاں ——— اردو میں ان کے نام کے یہی معنی ہو سکتے ہیں۔"

نجمہ ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئی ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

انہی نے اس پر

"یہ ڈاکٹر مقصود کا کمرہ ہے۔ تم کو ان سے اجازت لیکر بیٹھنا چاہئے"

"انھوں نے اجازت دیدی ہے۔" اس نے شرارت آمیز لہجے میں کہا۔

"تو کیا یہیں بیٹھو گی ۔۔؟"

"نہیں ۔۔۔ میں اپنی خوابگاہ میں جاکر آرام کروں گی۔"

"تو پھر اٹھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آگئے اور نجمہ اپنی خوابگاہ میں چلی گئی۔

"بڑی تیز لڑکی ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے کہا۔ "اور ضدی بھی بہت ہے۔ اپنی ضد پوری کر کے رہتا۔"

مقصود نے کہا۔ "آپ کو ان سے جو انسیت ہے اس کا صحیح جواب یہی ہو بھی سکتا ہے۔"

"اس کو معلوم تھا کہ وہ تم سے جو کچھ بھی کہتی ہے میں سن لیتا ہوں۔ لیکن اس کے باوجود وہ تم سے یہی کہتی رہی کہ تم میرے متعلق جو کچھ بھی جانتے ہو اس کو بتا دو۔"

مقصود مسکرا دیا۔ ڈاکٹر سیفر نے دس پانچ سکنڈ تک خاموش رہنے کے بعد اس سے پوچھا۔

"اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔ عفاق سے واپسی پر براہ راست ہندستان جاؤ گے یا تبریز میں ٹھہرو گے ۔۔؟"

"دو چار روز تبریز میں رہنے کا ارادہ ہے ۔۔"

"اگر مجھے موقع ملا تو میں بھی ایک روز کے لئے آؤں گا۔ اور اس تقریب میں شریک ہونگا۔"

"کس تقریب میں ——؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"تمہاری اور نجمہ کی شادی کی تقریب میں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اسوقت تک حالات اور سازگار ہوجائیں گے۔"

مقصود نے مسکرا کر سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"مونسی اطہر ایک سال سے اسی فکر میں تھے۔ انکی نظر میں ایسے متعدد نوجوان تھے جن میں سے ایک کو وہ منتخب کر سکتے تھے لیکن میں نے ان کو سمجھایا —— اس لئے کہ میں تم کو پہلے ہی منتخب کر چکا تھا اب صرف تمہارے والدین سے مشورہ کرنا ہے —— اور —— اور —— میری تجویز پر ان کی تمنا برآئے گی۔"

مقصود نے اس کو متعجبانہ نگاہوں سے دیکھا۔

"مقصود میاں ابھی تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکو گے۔"

"مجھے سمجھانے کی کوشش کیجئے۔"

"فی الحال اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"مجھ پر اعتماد کرو ——"

"بہتر ہے ——"۔ مقصود نے بغیر سوچے سمجھے کہا اور کھڑا ہوگیا۔

"کیوں کھڑے کیوں ہو گئے —— ؟"

"کیا میں اس اڑن طشتری کے ٹیلی وژن پہ ڈاکٹر اسد کو دیکھ سکتا ہوں۔"

"ہاں ــــ آؤ۔ نیچے کمرے میں ایک طاقتور ٹیلی وژن ہے۔"

دونوں زینے سے اتر کر ایک کمرے میں پہنچے۔ ایک گوشے میں دو فیٹ اونچے پلیٹ فارم پہ ایک بڑا ٹیلی وژن رکھا ہوا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کو چالو کیا اور کچھ دیر بعد پردے پہ اسد کی شبیہہ نظر آئی۔ مقصود نے اس کو دیکھتے ہی پوچھا۔

"اسد! کیا تم مجھ کو دیکھ رہے ہو ــــ؟"

"ہاں ــــ تم مجھ کو صاف نظر آرہے ہو ــــ"۔ اسد نے کہا۔

"تم کب تک واپس آرہے ہو ــــ؟"

"دو ہفتہ بعد ــــ"۔ مقصود نے کہا "کوئی خاص بات تو نہیں ہے ــــ؟"

"نہیں ــــ حالات بدستور ہیں۔ پریم آج اپنے مکان چلا گیا ہے۔ اس کے والد بیمار ہیں۔"

"کوئی مضائقہ نہیں ــ تم اپنا کام جاری رکھو۔"

"تم اطمینان رکھو ــــ"۔

"اچھا اب پھر کسی وقت ملاقات ہوگی ــــ"۔

ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ منقطع کر دیا اور دونوں کنٹرول روم میں آگئے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"تم بھی کچھ دیر آرام کر لو ــ"

مقصود اپنی خوابگاہ میں چلا گیا اور دو گھنٹے بعد جب واپس آیا تو نجمہ کو ڈاکٹر سیفر کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ وہ اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے اسکو بلا کر اپنے قریب ایک کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"نجمہ کو ہندستان بہت پسند ہے۔ حالانکہ انھوں نے ابھی تک اس ملک کو دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"یہ میرے ساتھ ہندستان جائیں گی ——"۔ مقصود نے کہا۔

"— اور میری ہی مہمان رہیں گی —"

"— اور جب ایران آؤ گے تو میرے مہمان ہو گے۔" نجمہ نے ہنستے ہوئے کہا "— اور — اور میں آپ کو بھی ہندستان لے چلوں گی —" اس نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"میں ہندستان جاؤں گا اور ضرور جاؤں گا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا "— لیکن کچھ عرصہ بعد ——"۔

"جی نہیں ——"۔ نجمہ نے منھ بنا کر کہا۔ "یا تو آپ میرے ساتھ ہندستان چلیں یا اس وقت آئیں جب میں وہاں ہوں۔"

"تم وہاں ہو گی —" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اچھا اب یہ فردوسی نظارہ بھی دیکھ لو —"

ڈاکٹر سیفر نے دریچے کی طرف دیکھا اور وہ دونوں بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے۔

"واہ واہ ۔۔ کیا خوب نظارہ ہے ۔۔" نجمہ کے منہ سے بلیاختہ نکل گیا ۔ "ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کسی تقریب کے سلسلہ میں بیشمار ہوائیاں چھوڑائی جارہی ہیں اور وہ فضاء میں نورانی خطوط بنارہی ہیں ۔"

"یہ ایک دور اُفتادہ نظام شمسی کے سیارے ہیں اور اب ایک دوسرے آفتاب کی کشش سے متاثر ہو رہے ہیں ۔ ان سیاروں کی سطح تمازت سے چٹخ گئی ہے ۔ اس لئے ایک دوسرے کی کشش سے ان کے ٹکڑے فضا میں اڑتے رہتے ہیں اور یہ نورانی خطوط بناتے ہوئے اِدھر سے اُدھر چلے جاتے ہیں ۔"

"واقعی یہ عجیب نظارہ ہے ۔" مقصود نے کہا ۔ "اگر مووی کیمرا ہوتا تو میں ان مناظر کو قلمبند کر لیتا ۔۔۔۔"

"یہ مناظر ہم بار بار قلمبند کر چکے ہیں ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ "میں تم کو وہ فلمس دیدوں گا ۔"

نجمہ نے کہا ۔ "یہ منظر اس طرح دور ہوتا جارہا ہے گویا ہم اسے پردہ سیمیں پر دیکھ رہے ہیں ۔۔۔۔"

ڈاکٹر مقصود نے کہا ۔ "کل اسوقت ہم کرہ عفاق پر ہونگے ۔"

نجمہ نے فوراً ہنس کر کہا ۔ "تم وقت کا تعین نہیں کر سکتے ۔۔۔ اس وقت ہم ایک ایسے خط سے گذر رہے ہیں جہاں کوئی وقت ہی نہیں ہے ۔"

مقصود اور نجمہ باتیں کرتے رہے۔ ڈاکٹر سفیر اٹھ کر ایک کمرے

میں چلا گیا اور نصف گھنٹہ بعد واپس آ کر کہا۔

"کرہ عفاق پر گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ فوزانی مخلوق

کو ان کے کرہ سے کمک پہنچ گئی ہے۔"

"کیا ان کے پاس بین السیاری ہوائیاں ہیں۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"میں تم سے بتا چکا ہوں کہ وہ سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور

متمدن انسان تھے۔"

"ہاں ــــ لیکن کسی زمانہ میں تھے ــــ"۔ نجمہ نے کہا۔ "اب

تو وہ انسان سے مشابہ ایک مخلوق ہیں ــــ آپ ان کو انسان

نہیں کہہ سکتے۔"

"ہاں ان کو انسان تو نہیں کہا جا سکتا ــــ"۔ ڈاکٹر سفیر

نے کہا۔ "لیکن دائرہ انسانیت سے خارج ہو جانے کے باوجود

وہ ترقی یافتہ ہیں۔"

"مثلاً ــــ"۔ مقصود نے پوچھا۔

"مثلاً یہ کہ کرہ عفاق کے انسان اس درجہ ترقی یافتہ ہونے

کے باوجود ابھی تک یہ راز نہیں معلوم کر سکے ہیں کہ وہ کرہ فوزان

سے کرہ عفاق تک کس طرح پہنچ جاتے ہیں۔"

"ان کے پاس بھی اڑن طشتریاں اور ہوائیاں ہوں گی۔"

نجمہ نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

"اس مخلوق میں مشینی دور ایک داستان پارینہ ہے۔ وہ اس حد تک ترقی کر چکے تھے کہ ان کو کسی مشین کی ضرورت نہیں رہ گئی تھی وہ آفتاب کی شعاعوں سے غذا حاصل کر لیتے تھے۔ وہ اپنے جسم سے خارج ہونے والی برقی لہروں کی مدد سے دو چار ہزار میل تک طیارے یا ہوائی کی مدد کے بغیر پرواز کر سکتے تھے۔ اور صدہا میل کا فاصلہ چشم زدن میں طے کر لیتے تھے۔"

مقصود نے کہا۔" ممکن ہے اب بھی ان میں یہ خصوصیات ہوں۔"

"ہو سکتا ہے کہ ہوں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" بہر حال آزدگی حیات کی طرف سے اطمینان اور بے اصول زندگی نے صرف ان کی صورتوں ہی کو نہیں مسخ کر دیا ہے بلکہ ان کو یکسر بدل دیا ہے وہ انسانوں سے بالکل مختلف ہو گئے ہیں —— بہت موٹے اور بھدے۔ جس طرح بعض جاندار پانی کے اندر یا زمین کے نیچے رہ کر اپنے جسم کے بعض حصوں کے ذریعہ سانس کے لئے پانی یا مٹی سے آکسیجن اور دیگر ضروری گیس حاصل کرتے رہتے ہیں اسی طرح یہ لوگ اپنے اعضاء کے ذریعہ اپنی ضرورت کی ہر چیز حاصل کر لیتے ہیں۔"

نجمہ ڈاکٹر سیفر کو اس طرح دیکھ رہی تھی گویا اس کی باتیں اس کیلئے ناقابل فہم ہیں۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"جبتک تم دیکھ نہ لوگی اس وقت تک تم ان کے بارے کے متعلق کوئی رائے نہیں قائم کر سکو گی —— بس یہ سمجھ لو کہ وہ بہت موٹے

بھدے اور ہیبتناک ہوتے ہیں۔"

ڈاکٹر مقصود اور نجمہ بہت دیر تک ڈاکٹر سیفر سے ان ہی کے متعلق باتیں کرتے رہے انچا گھڑیوں کے مطابق انھوں نے ٹھیک آٹھ بجے کھانا کھایا اور کچھ دیر کے لئے ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھے۔ نجمہ نے ریڈیو کی قسم کے ایک آلے پر لکھنؤ دہلی لاہور اور کراچی کے پروگرام سنے۔ فضائے بسیط میں نظر آنے والے دو ایک نئے سیاروں کے متعلق استفسار کیا اور کھانا کھانے کے بعد اپنی خوابگاہ میں جانے کے لئے اٹھی مقصود نے اس کو خوابگاہ کے دروازہ تک پہنچا کر شب بخیر کہا اور اپنی خوابگاہ میں چلا گیا۔

---

(۱۴)

فضائے بسیط میں مقابلہ

صبح ناشتہ کے لئے جب نجمہ مقصود اور ڈاکٹر سیفر ایک میز کے گرد بیٹھے تھے تو ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ عفاق میں زبردست جنگ ہو رہی ہے — اور فوزانیوں کا پلہ بھاری پڑ رہا ہے۔"

مقصود نے فوراً پوچھا۔ "یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا ہے —؟"

"چار گھنٹے سے عفاق سے لاسلکی کا سلسلہ ملایا جا رہا ہے لیکن ابھی تک نہیں مل سکا ہے۔ فوزانی ہماری لہروں کو متاثر کر رہے ہیں۔"

"کیا ان کو معلوم ہے کہ کسی دور افتادہ سیارہ سے کوئی اڑن طشتری آ رہی ہے —؟"

"ہاں — عفاق کی طرف ہماری ہی اُڑن طشتری نہیں جا رہی ہے بلکہ چھ دیگر اڑن طشتریاں بھی اسی طرف پرواز کر رہی ہیں۔"

نجمہ نے پوچھا: — لیکن یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ فوزانیوں کو اس کا علم ہے —؟"

"اڑن طشتری سے ریڈر کی لہریں ٹکرا رہی ہیں اور یہ لہریں عفاق کی سمت سے آ رہی ہیں۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ لہریں ہمارا تعاقب

کر رہی ہیں۔"

نجمہ نے کہا "وہ ہم کو روکنے کی کوشش کریں گے۔"

"یقیناً ـــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا"۔ لیکن ہم ان کے گھیرے کو توڑ کر نکل جائیں گے۔ میں بعض ایسی لہروں کو خارج کرنے کی قدرت رکھتا ہوں جس کا فرزانیوں کے پاس کوئی توڑ نہیں ہے۔"

وہ سب ناشتے سے فارغ ہو کر کنٹرول روم میں آگئے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"اب میں اپنے نظام شمسی میں داخل ہو چکا ہوں ـــــــ اور چند گھنٹوں بعد ہم سطح عفاق پر ہوں گے۔"

"ـــ لیکن ابھی روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔" مقصود نے پوچھا۔ "کیا کرہ عفاق ابھی دور ہے۔"

"بہت دور ـــــــ۔ اور ہمارا آفتاب اس سے بھی زیادہ دور ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ روشن خطہ میں پہنچنے کے چند منٹ بعد ہم کرہ عفاق پر ہوں گے۔"

سامنے لگے ہوئے شیشے کے پردے پر ایک چمکدار نقطہ نظر آیا اور بہت تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا۔ اس میں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں اور وہ تیر کی طرح آرہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر اس کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔ جھپٹ کر پردے کے پاس پہنچا اور اس کو بہت غور سے دیکھنے لگا۔

نجمہ اور مقصود بھی اٹھ کر اس کے پاس پہنچ گئے۔ نجمہ نے پوچھا۔

"یہ کیا ہے ــ سیارہ ــ ؟"

"نہیں ــ یہ کسی سیارہ کا ٹوٹا ہوا ٹکڑا معلوم ہو رہا ہے" ــ

ڈاکٹر سیفر نے اس کو اسی طرح بہت غور سے دیکھتے ہوئے کہا ــ

"یہ غالباً ہماری اڑن طشتری کی طرف پھینکا گیا ہے ــ"

وہ ہٹ کر دریچے کے پاس آ گیا اور فضائے بسیط کی نیلگوں وسعتوں میں دیکھنے لگا ــ مقصود اور نجمہ بھی اس کے پاس پہنچکر کھڑے ہو گئے ــ

"یہ اڑن طشتری پر خلائیوں کے حملے کی ابتدا ہے ــ آؤ ــ یہاں کھڑے ہو کر دیکھو ــ اب مجھے سطح عفاق تک پہنچنے سے پہلے مہلت نہ ملے گی ــ"

وہ پردے کے سامنے پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور اس کو بغور دیکھنے لگا ــ اب ان کو سامنے پردہ پر ایک اڑتا ہوا شعلہ نظر آ رہا تھا ڈاکٹر سیفر نے ایک سوئچ دبا کر پردے کی طرف دیکھا ــ اڑن طشتری سے ایک لہراتا ہوا شعلہ خارج ہوا اور آنیوالے شعلے سے ٹکرا کر دونوں غائب ہو گئے ــ دو منٹ بعد پھر ایک شعلہ نظر آیا لیکن ڈاکٹر سیفر نے اڑن طشتری سے روشن لہر خارج کر کے اسکو بھی ختم کر دیا ــ پانچ منٹ بعد پھر ایک روشن شے نظر آئی لیکن ڈاکٹر سیفر نے اس کو بھی ایک برقی لہر کے ذریعہ فضا میں تحلیل کر دیا ــ

"اب وہ متواتر حملے کر رہے ہیں ــــ" ــ نجمہ نے خوفزدہ لہجہ میں کہا ــ

"وہ اس اڑن طشتری پر اسی قسم کے حملے کر سکتے ہیں اور میرے

پاس ان کا توڑ موجود ہے۔ میں بیک وقت شہاب کے ایسے دو سو ٹکڑوں کو ریزہ ریزہ کر سکتا ہوں۔"

مقصود نے فوراً دریافت کیا۔ "کیا یہ ٹوٹتے ہوئے تاروں کے ٹکڑے تھے؟"

"ہاں۔ فضائے بسیط میں ایسے بیشمار ٹکڑے ہر وقت گردش کرتے رہتے ہیں۔ خوزانیوں نے برقی لہروں کی مدد سے ان ہی میں سے چند کا رخ بدل دیا تھا۔"

نجمہ نے کہا "۔۔ وہ اسی طرح لاتعداد ٹکڑوں کا رخ بھی بدل سکتے ہیں۔"

"ہاں بدل سکتے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا "بشرطیکہ وہ ان کی خارج کی ہوئی لہروں کی زد میں آ جائیں یا پھر وہ کسی چھوٹے سیارے کو اپنی برقی لہروں سے توڑ کر اس کے ٹکڑوں کو کام میں لائیں ـــــ لیکن یہ ان کے لئے بھی آسان نہیں ہے۔"

مقصود نے گھڑی دیکھ کر کہا "پورے پانچ منٹ گذر چکے ہیں لیکن کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا۔"

"۔۔ لیکن حملہ ختم نہیں ہوا ہے بلکہ اب اس کی ابتدا ہوئی ہے۔ وہ ہم کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔"

وہ اسی جگہ کرسیاں کھینچ کر بیٹھ گئے اور باتیں کرنے لگے۔ ڈاکٹر سیفر دوران گفتگو میں بھی پردے کی طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ نصف گھنٹہ بعد اس نے مقصود سے کہا۔

"تم جاکر اسد اور مونی اطہر سے باتیں کرلو۔"

نجمہ اور مقصود بڑے ٹیلی وژن کے کمرے میں پہنچے اور مقصود نے پہلے مونی اطہر سے سلسلہ ملایا اس نے ان سب کی خیریت دریافت کی نجمہ نے کہا۔

"ابو! میں خیریت سے ہوں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ ہم لوگوں نے وہ مناظر دیکھے ہیں جن کے متعلق کرہ زمین پر رہنے والے دوسرے انسان سوچ بھی نہیں سکتے ہیں۔ ہم کچھ دیر بعد ڈاکٹر سیفر کی دنیا میں پہنچ جائیں گے۔"

"وہ اس وقت ہیں کہاں ہے؟" مونی اطہر نے پوچھا۔ "نظر نہیں آرہے ہیں۔"

"ڈاکٹر سیفر اس وقت بہت مصروف ہیں ـــ" مقصود نے جواب دیا۔ "شاید کچھ دیر بعد آپ سے پھر سلسلہ ملائیں۔"

دو چار باتیں کرنے کے بعد مقصود نے سلسلہ کلام منقطع کردیا اور ڈاکٹر اسد کو لاسلکی اشارہ کیا۔ وہ اس وقت دار التجارب ہی میں موجود تھا۔ سلسلہ ملتے ہی مقصود نے اس سے خیریت دریافت کی اسد نے کہا۔

"تمہارے والدین تمہارے لئے بہت پریشان ہیں۔ کل دہلی آرہے ہیں۔ اگر موقع ملے تو ان سے بھی ٹیلی وژن پہ گفتگو کرلینا ـــ وہ یہیں قیام کریں گے۔"

پانچ منٹ بعد نجمہ اور مقصود کنٹرول روم میں آگئے۔ نجمہ نے

ڈاکٹر سیفر کے پاس پہنچتے ہی دریافت کیا۔

"پھر تو کوئی حملہ نہیں ہوا ——؟"

"صرف ایک ٹکڑا نظر آیا تھا لیکن میں نے محض تجربے کے لئے ایک برقی لہر خارج کی اور تجربہ کامیاب رہا ——"

"یعنی وہ ٹکڑا ابھی تباہ ہو گیا ——؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"نہیں ——"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا: "بلکہ میں نے اس کا رخ بدل دیا ہے۔ اب وہ تو زانیوں پہ جا کر گرے گا۔"

"اگر آپ کا یہ تجربہ کامیاب رہا ہے تو آپ اسی طرح ان کے پھینکے ہوئے ہر ٹکڑے کو ان پہ پھینک سکتے ہیں۔"

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا: "—— لیکن ان لہروں کو مسلسل خارج کرنا دشوار ہے۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ تھوڑی سی نا تجربہ کاری وہ لہر بیکار ہو سکتی ہے۔"

مقصود نے کہا۔" کیا میں اس سلسلہ میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں یا آپ کا ہاتھ بٹا سکتا ہوں ——؟"

"نہیں —— مقصود میاں —— میرا ہاتھ وہی بٹا سکتا ہے جس کو برقی لہروں پر قدرت حاصل ہو —— تمہاری دماغی لہریں اس درجہ طاقتور نہیں ہیں کہ تم ان کے ذریعہ دوسری لہروں کو متاثر کر سکو۔"

پردے پر ایک بہت بڑا آتشیں گولا نظر آیا اس سے شرارے نکل رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"یہ بہت بڑا گولا ہے۔"

"کیا یہ ٹھوس ہے؟" نجمہ نے پوچھا۔

"نہیں۔ یہ آتشیں سیال ہے۔"

اس نے نجمہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس آتشیں گولے پر نگاہیں جمائیں اڑن طشتری سے ایک چمکدار لہر خارج ہوئی اور چشم زدن میں آتشیں گولا غائب ہو گیا۔

مقصود نے نجمہ سے کہا۔ "ایسے حربے کرہ ارض کو پلک جھپکتے ختم کر سکتے ہیں۔"

"اس میں کیا کلام ہے۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ ہم لوگ ایسی خوفناک مخلوق سے بہت دور ہیں ورنہ کرہ ارض کیا ہمارا انظام شمسی ہی ختم ہو جاتا۔"

"ان مشاہدات کے بعد پتہ چلتا ہے کہ اس وسیع کائنات میں ہم کیا ہیں اور ہماری کیا بساط ہے۔"

"واقعی ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔" نجمہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر سیفر خاموش کھڑا ہوا پردے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یکایک پردے پر ہلکا ہلکا رنگین غبارہ نظر آیا اور ایک شبیہہ ابھرنے لگی۔ مقصود اور نجمہ بھی اس طرف متوجہ ہو گئے۔ اور شبیہہ کو دیکھنے لگے۔ شبیہہ کے خدوخال اور رنگ ڈاکٹر سیفر سے مشابہ تھا۔ ڈاکٹر سیفر اس کو دیکھتے ہی تعظیماً قدرے خم ہو کر پھر سیدھا ہو گیا۔

شبیہہ نے کسی غیر مانوس زبان اور لہجہ میں ڈاکٹر سیفر سے کچھ کہا۔ اس نے اسی زبان میں جواب دیا اور شبیہہ فوراً غائب ہو گئی۔

"یہ کرہ عفاق کے بین السیاری شیپے کے صدر ڈاکٹر جارد ہیں ہماری زبان میں جارد خوش رہنے والے کو کہتے ہیں۔ تم اپنی زبان میں ان کو خوش باش کہہ سکتے ہو۔۔۔"

"کیا انھوں نے کوئی خاص بات کہی ہے۔۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ فوزانیوں کا دباؤ بڑھتا جا رہا ہے۔ وہ ہمارے اڑنے والوں قلعوں۔ طیاروں۔ اڑن طشتریوں مشینوں اور ٹینکوں کو تیز شعاعوں سے بیکار کر رہے ہیں۔۔"

مقصود نے کہا "میں نے چند دھاتوں کو ملا کر جو مرکب تیار کیا ہے۔ کیا اس سے کام لیا جا سکتا ہے۔۔؟"

"ہاں میرا خیال ہے کہ فوزانیوں کی تیز شعاعیں اس دھات یعنی سولاد پر نہ اثر کریں گی۔"

"اگر برقی بھٹیاں اور فولاد تیار کرنے والے دو ہزار کاریگر مل جائیں تو میں چند گھنٹوں میں پچاس ہزار ٹن سولاد تیار کر سکتا ہوں۔"

"برقی بھٹیوں کی کمی نہیں ہے۔ اور تم کو حالات جنگ میں بھی دس ہزار کاریگر مل سکتے ہیں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ دو روز میں آپ لوگوں کی ضرورت سے زیادہ سولاد تیار کر دوں گا۔"

ڈاکٹر سیفر پھر پردے کی طرف دیکھنے لگا۔ چند سکنڈ بعد پردے پر پھر ایک روشن دھبہ نظر آیا اور بہت تیزی کے ساتھ بڑھنے لگا۔

نجمہ نے کہا۔ "ان موذیوں نے پھر حملہ کیا۔"

ایک منٹ بعد ایک لہر خارج ہوئی اور شعلہ غائب ہوگیا۔

ڈاکٹر سیفر نے کہا: "یہ سلسلہ سطح عفاق پر پہنچنے تک جاری رہیگا۔"

"سطح پہ اترتے وقت تو وہ ایسے حملے نہ کریں گے۔" نجمہ نے پوچھا۔

"میں کرہ عفاق کے اس حصہ میں اتروں گا جہاں فوزانی ابھی تک نہیں پہنچ سکے ہیں۔"

نجمہ نے دریچے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ہے۔" اس نے انگلی سے دریچے کی طرف اشارہ کیا

"وہ جو فضا میں ایک چھوٹے نارنجی گنبد کی طرح تیر رہا ہے۔"

"یہ آفتاب ہے۔ جس کے گرد عفاق گردش کرتا ہے۔"

روشنی بتدریج بڑھنے لگی اور اسی کی مناسبت سے قمقموں کے گولے کے گردش کی رفتار کم ہونے لگی۔ نجمہ نے اپنے سفید لباس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھ پر دھوپ پڑ رہی ہے۔"

وہ مسکرانے لگی۔ دس منٹ بعد ایک اور سیارہ نظر آیا۔ وہ بتدریج بڑھ رہا تھا۔

"وہ کرہ عفاق ہے ۔۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"کیا اب بھی حملے کا خطرہ ہے ۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"۔۔ ہاں ۔۔ جبتک ہم سطح کے قریب نہ پہنچ جائیں اسوقت تک دشمنوں کی برقی لہروں کی زد میں آسکتے ہیں ۔۔"

کرہ عفاق بہت تیزی کے ساتھ بڑھنے اور اس کی چمک بتدریج کم ہونے لگی ۔ نجمہ نے کہا ۔

"کرہ عفاق کا ایک حصہ سرمئی اور ایک حصہ بھورا ہوتا جا رہا ہے۔"

"جس حصے میں رات ہے وہ سرمئی ہے ۔۔" ڈاکٹر سیفر نے کرہ عفاق کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اڑن طشتری کی رفتار پرواز کم ہوتی جا رہی ہے۔"

"ہاں ۔۔" مقصود بول اٹھا ۔" اب اس کی جسامت اتنی تیزی کے ساتھ نہیں بڑھ رہی ہے ۔۔"

دس منٹ بعد کرہ عفاق کی سطح پر سیاہ اور روشن دھبے ابھرنے لگے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔

"ہم جس حصے میں اتریں گے وہاں اس وقت رات ہوگی ۔"

مقصود نے کرہ عفاق کی طرف دیکھ کر کہا ۔

"اب اس کا روشن حصہ نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے ۔"

نجمہ بول اٹھی" ۔ اور یہ سامنے ایک چھوٹا سا چمکتا ہوا کرہ غالباً عفاق کا چاند ہے ۔"

کرہ عفاق حد نگاہ تک پھیلتا چلا جا رہا تھا اور اس کی سطح صحفہ

بہ لحظہ واضح ہوتی جارہی تھی۔ چند منٹ بعد پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود اور نجمہ سے کہا۔

"تم جس سطح کو دیکھ رہے ہو۔ یہ ایک غلاف ہے۔"

"لیکن شاید پورے کرہ پر نہیں ہے۔" مقصود نے اپنا خیال ظاہر کیا۔

"نہیں۔ صرف سلسلہ کوہ تک یہ غلاف ہے۔ میدانوں پر شاید کبھی یہ غلاف رہا ہو لیکن وہ اب کرہ ارض کے میدانوں کی طرح کھلے ہوئے ہیں۔"

نجمہ نے کہا۔ "اڑن طشتری کی رفتار بہت کم ہوچکی ہے۔"

"ہاں۔ ہم معمولی طیارے کی رفتار سے پرواز کر رہے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔

اڑن طشتری کے چاروں طرف فضا تاریک ہوتی جارہی تھی اور وہ سطح عفاف کے قریب پہنچ چکی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"اب ہم کرہ عفاف کی فضا میں ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر کا جملہ ختم ہوتے ہی ایک آتشیں تیر فضا میں روشن لکیر بناتا ہوا کرہ عفاف کی سطح کی طرف چلا گیا۔

"یہ کیا ہوسکتا ہے۔؟" مقصود نے اس طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کسی ستارے کا ٹکڑا۔۔۔" ڈاکٹر سیفر نے مغموم لہجے اور بھاری آواز میں کہا۔ "فونزانیوں نے کرہ عفاف کے اس حصے پر

بھی حملہ کر دیا ہے۔"

وہ سب دریچے سے سطح عفان کی طرف دیکھنے لگے دس سکنڈ بعد آگے پیچھے پانچ روشن گولے سطح کی طرف جاتے ہوئے نظر آئے۔

نجمہ نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"آپ ان کو فضا ہی میں کیوں نہیں ختم کر دیتے ہیں۔"

"سطح کے رخ پر لہریں خارج کرنا مناسب نہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے اس کو جواب دیا۔ "اس سے انسانوں کو بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

مقصود نے کہا۔ "سطح سے تو ان کو برباد کیا جا سکتا ہے۔"

"ہاں لیکن اس طرف ہماری اڑن طشتری کا ہے۔ فوزانیل نے یہ حملہ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔"

"تو پھر اب کیا ہوگا۔؟" نجمہ نے پوچھا۔

"جب تک ہم سطح عفاق پر نہیں پہنچ جائیں گے وہ اسی طرح شہاب کے ٹکڑے پھینکتے رہیں گے۔"

"خدا غارت کرے ان کو۔" نجمہ نے زیر لب کہا۔

اڑن طشتری سطح کے قریب پہنچ گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے دونوں سے کہا۔

"اس وقت موقع نہیں ہے ورنہ میں غلاف کی بیرونی سطح دکھاتا۔ بہر حال اب ہم اس غلاف کے ایک بہت بڑے سوراخ کے ذریعہ سطح پر اتریں گے۔"

اڑن طشتری فضا میں تیرتی ہوئی غلاف کی بیرونی سطح کے قریب

پہنچ گئی ۔ نجمہ اور مقصود دریچے کے پاس کھڑے ہوئے سطح کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ بہت دور پر تاریک فضا میں روشنی کی ایک لکیر نظر آئی اور اڑن طشتری اسی اشارے پر ایک بہت بڑے غار کے دہانے پر پہنچ کر بہت آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی ۔ غلاف کی بیرونی سطح سے جابجا روشن لہریں اٹھ کر فضا کی طرف جا رہی تھیں ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ " یہ لہریں نوزائیدوں کے پھینکے ہوئے شہابی ٹکڑوں کو فضا میں برباد کر رہی ہیں ۔ "

اڑن طشتری غلاف کے سوراخ سے گذرتی ہوئی سطح پر پہنچ گئی ۔ ڈاکٹر سیفر نے قمقموں کے گولے کی طرف دیکھا قمقمے فوراً گل ہو گئے ۔ نجمہ نے دریچے سے چاروں طرف دیکھا ۔ ہر طرف روشنی پھیلی ہوئی تھی ۔

" آؤ ــــــ میں تم لوگوں کو محفوظ مقام پر پہنچا دوں ــــ "
ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود سے کہا اور وہ اس کے ساتھ کنٹرول روم سے نکل کر متعدد کمروں سے گذرتے اور زینوں سے اترتے ہوئے ایک آہنی دروازے کے سامنے پہنچ گئے ۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک دستہ گھما کر دروازے کو اپنی طرف کھینچا اور وہ کھل گیا ۔

" نجمہ پہلے تم سطح عفاق پر قدم رکھو ــــــ "
نجمہ نے مقصود کی طرف دیکھا اس نے اس کو آگے بڑھایا اور نجمہ ایک سنگین چبوترے پر پہنچ گئی ۔ اس کے بعد مقصود اور پھر ڈاکٹر سیفر

اترا۔ چبوترے کے اختتام پر دس بارہ افسان ایک ہی وضع کا لباس پہنے ہوئے کھڑے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے انکی طرف دیکھا اور ان میں سے ایک بڑھ کر اس کے پاس آگیا۔ تعظیماً خم ہو کر سیدھا ہوا اور اسنے اپنی زبان میں اس سے کچھ کہا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کا جواب دیکر نجمہ اور مقصود سے کہا۔

" یہ ہیں السیارہ کی محکمے کے معتمد کی طرف سے ہمارے خیر مقدم کیلئے آئے ہیں۔ ان کا نام ببلیس ہے۔ تامرا ببلیس ۔"

ڈاکٹر سیفر کے اشارے پر تامرا ببلیس نے دونوں سے مصافحہ کیا اور وہ چاروں باتیں کرتے ہوئے ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے جو چبوترے کے کنارے ایک صف میں کھڑے ہوئے تھے۔

ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود کو سب سے متعارف کرایا۔ چبوترے کے نیچے کار کی قسم کی ایک کھلی ہوئی گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔ نجمہ نے آہستہ سے مقصود سے پوچھا۔

" کیا یہ جدید قسم کی کار ہے ۔ ؟"

مقصود کے جواب سے قبل ڈاکٹر سیفر بول اٹھا۔

" ہاں یہ کار ہے لیکن اس میں اسٹرینگ نہیں ہوتا۔ یہ بیٹھنے والے کی دماغی لہروں کی مدد سے اسکے اشارے پر چلتی ہے ـــــ چلو بیٹھو۔ میں تم لوگوں کو اس جگہ پہنچا دوں جہاں تم دونوں قیام کرو گے ۔"

نجمہ اس عجیب و غریب کار پر بیٹھ گئی۔ مقصود بھی اس کے پاس پہنچ گیا۔ ڈاکٹر سیفر نے بلیس سے کچھ کہا۔ اس نے دیگر افراد کو کچھ سمجھایا اور وہ دونوں اسی کار پر آ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ سے کہا۔

"علی اکبر اور اس کے ساتھی بھی اسی وقت ایک عمارت میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ میں نے ان کے متعلق ضروری ہدایات دیدی ہیں۔"

نجمہ نے کہا۔ "یہ بھی ہدایت کر دیجئے کہ ان کو آزادی نہ دی جائے ممکن ہے وہ پھر ہم لوگوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں۔"

"میں نے سب باتیں سمجھا دی ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اچھا ہم روانہ ہوتے ہیں۔"

ایک خفیف سی تھرتھراہٹ کے بعد کار رینگنے لگی۔ نجمہ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہم کسی چھت کے نیچے یا سرنگ میں چل رہے ہیں۔"

"غلاف کی سطح اس جگہ چالیس فیٹ اونچی ہے۔"

کار ایک ایسے راستے سے گذر رہی تھی جس کے دونوں طرف تین فیٹ اونچے چبوترے بنے ہوئے تھے۔ اس کی رفتار بتدریج تیز ہوتی جارہی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک سرنگ میں داخل ہوگئی۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"حالات ابتر ہوتے جارہے ہیں۔ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے کہ دو لاکھ فوزانی اس علاقہ میں بھی پہنچ چکے ہیں۔"

"تو پھر اب کیا ہوگا سر؟" نجمہ نے پوچھا۔ "آپ کا کیا پروگرام ہے؟"

"تین گھنٹے بعد صبح ہو جائیگی۔ اس وقت میں کچھ بتا سکوں گا۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس وقت تم لوگ آرام کرو۔"

دس منٹ تک کار سرنگ میں چلنے کے بعد ایک بہت بڑے تہہ خانہ میں پہنچ گئی اور پندرہ بیس افراد نے انکا خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر سیفر نجمہ اور مقصود نے ایک کمرے میں کھانا کھایا اور ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔

ڈاکٹر سیفر نے مقصود اور نجمہ سے کہا۔ "تم لوگ اپنی اپنی خوابگاہ میں جا کر آرام کرو۔ میں چار گھنٹے بعد آؤں گا۔"

اس نے دونوں کو انکی خوابگاہوں میں پہنچا دیا اور جلبیری کے ساتھ چلا گیا۔

Miss URJAMAN BANDAY
d/s
MR. Mohd Farooq Gilkar

New world alongwith new talks

(۱۵)

نئی دنیا کی نئی باتیں

نجمہ جب وقت بیدار ہوئی اس کے پلنگ کے سامنے دیوار پر لگا ہوا ایک نیلا برقی قمقمہ جل اور بجھ رہا تھا۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور سامنے لگے ہوئے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر انگڑائی لیتی ہوئی غسل خانے میں چلی گئی۔ وہ جب نصف گھنٹہ بعد واپس آئی تو ڈاکٹر سیفر کی آواز سنی۔ وہ کسی دوسرے کمرے سے اس کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا "نجمہ! مقصود ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"ابھی حاضر ہوئی۔" نجمہ نے اس لہجے میں جواب دیا گویا ڈاکٹر سیفر اس کے قریب کھڑا ہوا ہے۔ آئینے کے سامنے سنگار کی ہر چیز رکھی ہوئی تھی۔ اس نے جلد جلد بال سنوارے اور اپنی خواب گاہ سے باہر نکلی۔ ایک ضعیف عورت قدیم ترکی وضع کا ہلکا ریشمی لباس پہنے اس کی خوابگاہ کے باہر کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے اس کو اس کمرے میں پہنچا دیا جہاں مقصود اور ڈاکٹر سیفر اس کے انتظار میں ایک میز کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ حضرات معاف فرمائیں۔ مجھے قدرے تاخیر ہو گئی۔" نجمہ نے دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "دراصل مجھے رات کو

کچھ دیر سے نیند آئی۔

اس نے مقصود اور ڈاکٹر سیفر کے ساتھ ناشتہ کیا اور تینوں اٹھ کر ایک دوسرے کمرے میں پہنچے۔ وہاں کچھ عفاقی پہلے سے موجود تھے ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"تم لوگوں کو معلوم ہے کہ میں ایک مدت کے بعد یہاں آیا ہوں اس لئے مجھے یہاں کے صحیح حالات کا زیادہ علم نہیں ہے۔ خصوصاً اس جنگ کے متعلق تو کچھ بھی نہیں جانتا ہوں صرف اس قدر معلوم ہے کہ نوزانیوں نے کرہ عفاق پر حملہ کر دیا ہے۔"

وہ ایک ساعت کے لئے خاموش ہوا اور بلیس سے باتیں کرنے کے بعد کہا۔

"ہمارے محترم دوست بلیس ہم کو تفصیل کے ساتھ سب باتیں بتائیں گے۔ اور میں تم کو اردو میں سمجھا دوں گا۔"

بلیس نے بیس منٹ تک اپنی زبان میں تقریر کی اس کے بیٹھ جانے کے بعد ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر بلیس نے بتایا ہے کہ یہ جنگ دو سال سات ماہ بیس دن قبل شروع ہوئی تھی۔ اسوقت کرہ نوزان کرہ عفاق سے صرف سولہ لاکھ میل دور رہ گیا تھا۔ نوزانی ہزار بارہ سو سال قبل بہت ترقی یافتہ انسان تھے۔ لیکن مثل مشہور ہے کہ ہر کمال کو زوال ہوتا ہے۔ بقول شخصے عروج پھر بھی دیکھا تو دو پہر دیکھا ترقی کے انتہائی عروج

پہنچ کر انکی اخلاقی حالت پست ہونے لگی اور کچھ عرصہ بعد شادی ایک
فرسودہ رسم سمجھی جانے لگی۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں
یعنی انکی گھریلو زندگی مفقود اور نظام تمدن درہم برہم ہو گیا میں اس
سلسلہ میں تم لوگوں کو بہت کچھ بتا چکا ہوں۔ انھوں نے آفتاب کی
شعاعوں سے غذا حاصل کرنا شروع کی اور ان کے نظام عصبی میں
تبدیلیاں شروع ہوئیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے بلیں کی طرف دیکھ کر اس سے کچھ دریافت کیا اور
نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"۔۔۔ انکی جسمانی ساخت بدلنے لگی اور وہ ایک ایسی مخلوق بنگئے
جن کو انسان نہیں کہا جا سکتا۔ کوشش کی جائے گی کہ تم لوگ
خونزانیوں کو دیکھ سکو۔"

نجمہ نے کہا۔" خیر یہ باتیں تو بعد میں بھی معلوم ہو جائیں گی ہم کو
یہ بتائیے کہ اس حملہ کا سبب کیا تھا۔ اور وہ یہاں کس طرح پہنچے۔؟"

"حملہ کا سبب یہ ہے کہ اب ان کو اپنی تباہی اور بربادی کے اسباب
کی وجہ معلوم ہو گئی ہے اور انھوں نے قدرت کے اس راز کو سمجھ لیا ہے
کہ انسان کی ترقی کا دارومدار نسلی تحفظ ہی پر ہوتا ہے۔ جب تک
انسان خود کو اصولوں کا پابند نہ بنائے وہ اشرف المخلوقات ہوتے
ہوئے بھی کیڑے مکوڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ہے۔"

مقصود نے پوچھا" اس احساس کا اس حملے سے کیا تعلق ہے۔؟

"وہ کرہ عفاق کو فتح کرکے اس کو اپنی نو آبادی بنا لینا چاہتے ہیں تاکہ دونوں نسلیں خلط ملط ہو جائیں اور دو چار نسلوں کے بعد وہ پھر برابر سے انسان ہو جائیں۔ وہ عفاق کے تندرست نوجوانوں اور خوبصورت دوشیزاؤں کو غلام اور کنیزیں بنا کر فوزان لیجانا چاہتے ہیں۔"

مجھ سے دریافت کیا۔ "ابتک انھوں نے کتنے عفاقیوں کو گرفتار کیا ہے۔؟"

"ابھی تک کسی طرف کا کوئی فرد نہیں گرفتار ہوا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی عفاقی ان کے ہاتھ آجاتا ہے تو فوراً خودکشی کر لیتا ہے۔ اور یہی وہ بھی کرتے ہیں۔ فوزانی خود کو برقی لہروں سے جلا کر خاک سیاہ کر لیتے ہیں۔ تاکہ ہم ان کے جسم کا تجزیہ نہ کر سکیں۔"

"عجیب مخلوق ہے۔" مقصود نے حیرت و استعجاب ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "بہر حال اسوقت اس سے زیادہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایک ہفتہ کے اندر ہم نے دو سو طیارے پچاس اڑن طشتریاں اور ایک ہزار ٹینک تیار کر لئے تو چند دنوں میں کرہ عفاق فوزانیوں کا قبرستان ہو جائے گا اس لئے تم اسی وقت اس کارخانہ میں چلو۔ جہاں عفاق کے مشہور انجینیر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

"چلئے۔ میں تیار ہوں۔"

مقصود اور نجمہ ایک ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سیفر بھی اٹھا اور وہ سب کمرے سے نکل کر ایک بڑے شہ نشین میں آ گئے۔ بہت دور سے دھماکوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ نجمہ نے اس طرف کان لگائے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

یہاں سے دس میل دور خلائی ایک میدان میں اترنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کو تباہ کیا جا رہا ہے۔"

ایک کشتی نما گاڑی ان کے قریب پہنچکر ٹھہر گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے اس میں نجمہ اور مقصود کو بٹھایا اور خود بھی بیٹھ کر بلیس سے کچھ کہا اور ایک ساعت بعد گاڑی رینگ کر دوڑنے لگی۔ ڈاکٹر سیفر نے گاڑی میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور گاڑی کے بالائی حصہ پر فولادی شیشے کا ایک غلاف چڑھ گیا۔

"کیا ہم کو دور جانا ہے ۔۔۔" نجمہ نے دریافت کیا۔

"ہاں۔ اس سے بھی زیادہ محفوظ مقام پر۔ وہ یہاں سے پانچسو میل دور ہے ۔۔۔ ہم پینتالیس منٹ میں وہاں پہنچ جائیں گے۔"

گاڑی شہ نشین سے نکل کر ایک سرنگ میں داخل ہوئی اور سرنگ سے نکلتے ہی ایک کھلے ہوئے میدان میں پہنچ گئی۔ اس جگہ بیرونی غلاف دو سو فیٹ سے زیادہ اونچا تھا۔ یکایک ایک ہلکے جھٹکے کے ساتھ گاڑی اوپر کو اٹھی۔ نجمہ اور مقصود نے اپنی نشستوں کے ہتھے پکڑ لئے۔

"کیا یہ طیارہ ہے ۔۔۔" نجمہ نے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ـــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔ "اسے ہماری زبان میں گھریلو ایابیل کہتے ہیں ـــــ اس میں بازو نہیں ہوتے ہیں۔"

بغیر بازوؤں کا چھوٹا طیارہ بیرونی غلاف کے سوراخ سے نکلتے ہی تیزی کے ساتھ پرواز کرنے لگا اور کچھ دیر بعد وہ ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے۔ چھوٹا طیارہ درختوں کے درمیان سے گذرتا ہوا ایک چھوٹی چٹان پہ پہنچکر اترا۔ اور ایک بڑے غار کے دہانے سے چار عفاقی نکل آئے۔ وہ چیت پاپجامے اور بند گلے کے کوٹ پہنے ہوئے تھے۔

وہ سب غار میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"یہ ایک سرنگ ہے اور اسی کے اندر وہ کارخانہ ہے جہاں آج کل طیارے اڑن طشتریاں اور ٹینک تیار کئے جارہے ہیں۔"

"پہاڑ کے نیچے ـــــ؟" نجمہ نے پوچھا۔

"ہاں ـــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "یہ محفوظ ترین جگہ ہے۔"

وہ باتیں کرتے ہوئے ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں دس بارہ عفاقی ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے نجمہ اور مقصود کا اس طرح خیر مقدم کیا گویا وہ ان دونوں کو مدتوں سے جانتے ہیں اور ان ہی کے خاندان کے افراد ہیں۔ مقصود اور عفاقی انجینیروں اور ماہرین صنعت میں ڈاکٹر سیفر کے ذریعہ ایک گھنٹہ تک تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔

مقصود نے چند دھاتیں دیکھ کر ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"میں انکو اسی وقت گلانا چاہتا ہوں ـــــــ"۔

"چلو ــــــ"۔

وہ سب کمرے سے نکل کر کار خانے میں پہنچے۔ مقصود دو پہر تک مصروف رہا۔ نجمہ تھک کر ایک کمرے میں جا بیٹھی تھی۔ کام ختم کر کے مقصود اور ڈاکٹر سیفر اس کے پاس پہنچے اور سب نے ایک کمرے میں دوپہر کا کھانا کھایا اور مقصود نجمہ اور ڈاکٹر سیفر کو اسی کمرے میں چھوڑ کر انجینیروں کے ساتھ چلا گیا۔ ڈاکٹر سیفر بہت تھکا ہوا نظر آ رہا تھا نجمہ نے کہا۔

"آپ کچھ دیر آرام کریں ــــــ"۔

"ایک گھنٹہ بعد ــــ" اس نے جواب دیا۔ "اس وقت میں تمہارے ابو سے باتیں کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ ٹیلی وژن کا سلسلہ مل سکے ــ"

اس نے نجمہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں پہنچکر سلسلہ ملایا اور پانچ منٹ بعد ڈاکٹر اطہر کی شبیہہ نظر آئی۔ دونوں اس سے باتیں کرنے لگے اور دس منٹ بعد دوسرے کمرے میں آ گئے۔ نجمہ نے پھر کہا۔

"آپ کچھ دیر آرام کریں ــ"

"تم تنہائی میں گھبراؤ گی ــــــ"۔

"کیا یہاں عورتیں نہیں ہیں ــــ؟"

"عقابیوں نے عورتوں اور بچوں کو کرہ فیلورس پر پہنچا دیا ہے"۔

نجمہ متحیر ہو کر ڈاکٹر سیفر کی طرف دیکھنے لگی۔ ڈاکٹر سیفر نے جمہائی لیکر کہا۔

"ان مرذیوں سے اپنی نسل کو بچانے کی صرف ایک یہی صورت تھی"۔

"ڈاکٹر مقصود کب تک یہاں کام کریں گے ۔ ؟"

شام تک ــــــ"۔

"تو پھر میں کچھ دیر آرام کر لوں ــــ"۔

"ہاں ــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا: "میں دوسرے کمرے میں جاکر آرام کرتا ہوں۔ تم یہاں اطمینان کے ساتھ بیٹھ سکتی ہو۔"

ڈاکٹر سیفر چلا گیا۔ نجمہ ایک صوفے پر لیٹی اور کچھ دیر بعد سو گئی۔

تین گھنٹے بعد مقصود نے آکر اس کو جگایا اور دونوں دوسرے کمرے میں ڈاکٹر سیفر کے پاس پہونچے وہ اسی وقت اٹھا تھا نجمہ کو دیکھتے ہی اس نے کہا۔

"تم بھی شاید ابھی بیدار ہوئی ہو اور اب چائے پینا چاہتی ہو ــــ عطاتی بھی چائے کی کاشت کرتے ہیں اور اس کے عادی ہیں۔ آؤ ہم سرکار خانے کے کینٹین میں چل کر چائے پئیں تاکہ تم کو یہاں کے مزدوروں کی حالت اور ان کے معیار زندگی کا بھی کچھ اندازہ ہو سکے ۔"

وہ تینوں ایک گزرگاہ کے ذریعہ ایک بڑے شہ نشین میں پہنچ گئے پہلی نظر میں نجمہ اور مقصود کو اس پر گلستان کا دھوکا ہوا لیکن پھولوں کی کیاریوں کے درمیان ان کو جابجا میزیں اور کرسیاں نظر آئیں۔ نجمہ نے چھت کی طرف دیکھا اور "ارے" کہہ کر رہ گئی۔

ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔ "یہ آسمان نہیں بلکہ چھت ہے۔"

مقصود نے بھی متحیر ہو کر نیلگوں آسمان سے مشابہ چھت کی طرف دیکھا۔ اور ڈاکٹر سیفر سے پوچھا۔

"روشنی کہاں سے آرہی ہے ——؟"

"ان کیاریوں سے۔" ڈاکٹر سیفر نے کیاریوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور ان درختوں کی شاخوں اور پھولوں سے —
یہ سب مصنوعی ہیں اور محض روشنی ہی کے لئے یہاں لگائے گئے ہیں۔"

وہ ایک میز کے گرد کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"اس کارخانے کے مزدور اب آنے ہی والے ہیں۔ یہ کینٹین کا پہلا شہ نشین ہے۔ اس کے برابر ہی یکے بعد دیگرے نو اور شہ نشین ہیں۔"

"عفاقی انسان بہت ترقی یافتہ ہیں ——" نجمہ نے کہا۔ "جہاں تک تمدن اور معاشرت کا تعلق ہے۔ کرہ ارض اور کرہ عفاق کے انسانوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن سائنس میں عفاقی واقعی آگے بڑھے ہوئے ہیں۔"

ایک عفاقی میز کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ ڈاکٹر سیفر نے اس سے کچھ کہا اور وہ چلا گیا۔ نجمہ نے مقصود سے پوچھا۔

"تم نے کچھ سولاد تیار کیا۔؟"

"ہاں —— یہاں سب کام برقی طاقت سے ہوتا ہے۔ بھٹیاں بھی بہت بڑی ہیں اور مشینیں بھی عجیب و غریب ہیں اس لئے کل تک کافی مقدار میں سولاد تیار کر لیا جائے گا ——"

ڈاکٹر سیفر بول اٹھا۔ "ابتک جو سولاد تیار ہوا ہے اس سے ضروری سامان اور پرزے بنائے جارہے ہیں کل تک کئی ہزار ٹن سولاد ایک دوسرے

کارخانے میں بھی پہنچا دیا جائے گا۔"

نجمہ نے کہا۔ "مجھے یہ سنکر بہت خوشی ہوئی کہ کام بہت تیزی کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔"

"ہم وقت سے پہلے کام ختم کر لیں گے۔" مقصود نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔ "ابتداء بہت اچھی ہوئی ہے اور حالات بہت افزا ہیں۔"

"اگر کل تک دو ہزار کاریگر یہاں اور آگئے تو پرسوں پانچ اڑن طشتریاں تیار ہو جائیں گی۔" ڈاکٹر سیفر نے بے پناہ مسرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "ابھی ایک انجینیر نے مجھ سے بتایا ہے کہ ٹینک اور طیارے بھی بنائے جارہے ہیں۔"

نجمہ نے پوچھا۔ "کیا عفاقی انسان برسوں کا کام گھنٹوں میں کر لیتا ہے؟"

"ہاں۔ محض برقی طاقت کی مدد سے۔" ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا "ہمارے کارخانوں میں خودکار مشینیں ہیں اور برقی سرعت کے ساتھ کام کرتی ہیں۔"

دو ملازم چائے اور مٹھائی کی قسم کی چند چیزیں لیکر آگئے۔ مقصود نے کہا۔

"میں صرف چائے پیوں گا۔"

"کچھ کھالو۔ یہ چیزیں زود ہضم اور حیاتین سے پر ہیں۔"

ایک دروازے سے لوگ آنے لگے۔ مقصود نے کہا۔

"یہ غالباً کاریگر ہیں۔"

"ہاں — چالیس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ بیس منٹ میں چائے ختم کریں گے اور بیس منٹ تک خوش گپیاں کرنے کے بعد اپنی اپنی مشینوں پہ چلے جائیں گے —"

کیاریوں کے درمیان میزوں کے گرد پڑی ہوئی کرسیاں بھر گئیں اور سب چائے پینے لگے۔ ڈاکٹر سیفر نجمہ اور مقصود کے قریب بیٹھے ہوئے لوگ مقصود اور نجمہ کو دیکھتے رہے تھے۔ ان تینوں نے چائے ختم کی اور ڈاکٹر سیفر نے اٹھتے ہوئے کہا

"آؤ — تم کو دوسرے شعبوں کی بھی سیر کرا دوں —"

نجمہ اور مقصود دیگر شعبوں کو دیکھتے ہوئے نصف گھنٹہ بعد ایک کمرے میں پہنچ گئے — ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے پوچھا۔

"کیا تم بجر کارخانے کے اندر جانا چاہتے ہو —؟"

"اگر ضرورت ہو تو مجھ کو بلا لیا جائے میں تیار ہوں —"

"میں ابھی دریافت کرکے بتاتا ہوں —"

ڈاکٹر سیفر نے ایک آلے کے پاس پہنچکر کسی سے گفتگو کی اور واپس آکر کہا۔

"وہ لوگ تمھاری ہدایات کے مطابق کام کر رہے ہیں"

"— تو پھر ان کو مشینیں اور بھٹیاں دکھا دی جائیں" مقصود نے نجمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "یہ مشینیں ابھی دو سو سال تک کرہ ارض پر نہ نظر آئیں گی —"

"چلو نجمہ تم بھی دیکھ لو ـــ "

نجمہ نے مقصود اور ڈاکٹر سیفر کے ساتھ کارخانے میں پہنچ کر بھٹیاں اور مشینیں دیکھیں اور جب وہ ایک آراستہ کمرے میں واپس آئے تو بلیس کو اپنے انتظار میں بیٹھا ہوا پایا وہ ڈاکٹر سیفر کو دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ وہ بہت پریشان نظر آرہا تھا ڈاکٹر سیفر بھی اس کی باتیں سنکر گھبرا گیا۔ اور نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"علی اکبر اور اس کا ایک ساتھی قیام گاہ سے لاپتہ ہیں۔"

"وہ یہاں کہاں جا سکتے ہیں ـــ ؟" مقصود نے پوچھا۔

"یہی تو میری سمجھ میں بھی نہیں آرہا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "وہ جس عمارت میں تھے اس کے قریب چند فوزائی دیکھے گئے لیکن وہ فوراً روپوش ہو گئے اور اس کے بعد ہی یہ انکشاف ہوا کہ علی اکبر اور اس کا ایک ساتھی سلیم رضا غائب ہیں۔"

"ان کے محافظوں کو ان دونوں کا نام کیسے معلوم ہوا ـــ ؟" نجمہ نے پوچھا۔

"میں نے ان کے نام بتا دیئے تھے اور محافظوں کے افسر نے اپنے رجسٹر میں لکھ لئے تھے۔"

مقصود نے پوچھا "ـــ علی اکبر کی بیوی کیا کہتی ہے جب ہم لوگ پہنچیں تو ان سے باز پرس کی جائے۔ لیکن بظاہر

وہ سب مطمئن نظر آرہے ہیں۔"

"تو ہم کیا اسی وقت وہاں چلیں ۔۔ ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"میرا خیال تھا کہ تم لوگوں کو یہیں رکھوں گا لیکن اس وقت تو چلنا ہی پڑیگا۔۔"

وہ سب اسی وقت روانہ ہوئے اور ٹھیک بیس منٹ بعد اس عمارت میں پہنچ گئے، جہاں رات گذاری تھی۔ علی اکبر کی بیوی اور اس کے دو ساتھی چند محافظوں کی نگرانی میں ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ڈاکٹر سیفر مقصود اور نجمہ کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے ان کے قریب پہنچتے ہی ان کو قہر آلود نظروں سے دیکھ کر تحکمانہ لہجہ میں پوچھا۔

"علی اکبر کہاں ہے۔ ؟"

"میں کیا بتا سکتی ہوں ۔" علی اکبر کی بیوی نے جواب دیا۔ "میں خود ان کے لئے پریشان ہوں ۔ وہ سلیم رضا کے ساتھ کمرے سے باہر گئے، اور پھر واپس نہیں آئے ۔"

"دیکھو غلط بیانی سے کام نہ لو۔ تم کرہ ارض پر نہیں بلکہ اربوں میل دور ایک ایسی دنیا میں ہو جو تمہارے لئے بالکل نئی ہے ۔ نہ تو تم یہاں کی زبان جانتی ہو اور نہ طور طریقوں سے واقف ہو۔ تمہاری شرارت یہاں تمہارے لئے جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔"

علی اکبر کی بیوی نے سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک عفاقی سے کچھ

کہا اور اس نے ان لوگوں کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ کھڑے ہو گئے۔ ایک عفاقی نے علی اکبر کے ایک ساتھی کو ان سے علیحدہ کر لیا اور علی اکبر کی بیوی اور دوسرے ساتھی کو ایک دوسرے کمرے میں پہنچا دیا۔ ڈاکٹر سفیر نجمہ اور مقصود کے ساتھ ایک بڑے صوفے پر بیٹھ گیا اور اس شخص کو اپنے قریب بلا کر پوچھا۔

"تمہارا کیا نام ہے۔ ؟"

"اشرف ہمدانی ۔۔۔"

"اشرف ہمدانی ۔۔۔! دیکھو تم اسوقت ہم لوگوں کے رحم وکرم پر ہو۔ اگر ہم چاہیں گے تو تم اپنی دنیا میں پہنچ سکو گے ورنہ یہاں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے ۔۔۔۔ اس لئے صاف صاف بتا دو کہ کیا قصہ ہے۔"

اشرف نے چاروں طرف دیکھا۔ ڈاکٹر سفیر نے کہا۔

"ڈرو نہیں ۔۔۔۔ بتا دو ۔۔۔۔ علی اکبر اور اس کی بیوی تمہارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔"

نجمہ نے کہا۔ "تم میرے ساتھ رہنا۔ میں تمہاری حفاظت کی ذمہ داری لیتی ہوں۔"

"آج صبح ہم لوگوں نے اس عمارت کے باہر ایک عجیب قسم کا انسان دیکھا۔ وہ شاید جنگی لباس پہنے ہوئے تھا۔ علی اکبر نے ہم کو بتایا کہ ان ہی لوگوں سے لڑائی ہو رہی ہے اگر ہم لوگ ان لوگوں سے مل

جائیں تو وہ ہم کو ہماری دنیا تک پہنچا دیں گے۔"

"اس کو یہ سب باتیں کیسے معلوم ہوئیں۔؟" نجمہ نے سوال کیا۔

"اس کو ان باتوں کا علم ہے۔" اشرف کے بجائے ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔ "وہ میرا تجربہ رہ چکا ہے۔"

"ہاں پھر کیا ہوا۔؟" نجمہ نے اشرف سے پوچھا۔

"کچھ دیر بعد ہم کو کمرے کے باہر برآمدے میں قدموں کی چاپ سنائی دی۔ سلیم نے دروازہ کھولا اور جھانک کر دیکھتے ہی علی اکبر کو اپنے پاس بلایا اور دونوں برآمدے میں پہنچ گئے۔ میں بھی اٹھ کر دروازے پر پہنچا اور جھانک کر دیکھا تو ان دونوں کو اس عجیب و غریب انسان کے قریب کھڑا ہوا پایا۔ علی اکبر اس کو اشاروں سے بتا رہا تھا کہ وہ دوسری دنیا سے آیا ہے۔ میں نے خواجہ احمد اور دلشاد بانو کو بلایا۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "خواجہ احمد —— یعنی تمہارا اغلبا ساتھی۔؟"

"جی ہاں ——" اشرف نے کہا۔ "—— اور دلشاد بانو علی اکبر کی بیوی کا نام ہے۔ جب وہ دونوں میرے پاس پہنچے تو ہم بھی برآمدے میں آ گئے۔ لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ وہ دونوں اس عجیب و غریب انسان کے ساتھ جا چکے تھے۔"

ڈاکٹر سیفر نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ "اس کی بیوی کیا کہتی ہے۔؟"

"وہ کیا کہے گی۔ وہ اچھے چال چلن کی عورت نہیں ہے۔ خود

علی اکبر کو معلوم ہے کہ سلیم رضا اور خواجہ احمد اسی کے لئے آتے ہیں اور وہ ہفتوں ان کے ساتھ غائب رہتا ہے۔"

"تم ان لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو۔۔۔؟"

"جی نہیں۔۔" اشرف نے کہا۔ "میں تو دھوکے میں چلا آیا۔ مجھ سے خواجہ احمد نے یہ کہا تھا کہ وہ ایک خزانہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کی کنجی اور نقشہ ہندستانی ڈاکٹر کے پاس ہے ۔۔۔۔"

"اچھا۔ اسوقت سے تم ان سے علیحدہ رہوگے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "میں تم سے پھر کسی وقت گفتگو کرونگا۔ اطمینان رکھو تم کو بہت جلد تمھاری دنیا میں پہنچا دیا جائیگا۔ جاؤ اور سامنے کمرے میں بیٹھو۔ اب نہ تو ان لوگوں کے پاس جانا اور نہ ان لوگوں سے گفتگو کرنا۔"

اشرف کے جانے کے بعد ڈاکٹر سیفر نے خواجہ احمد کو بلایا اور اس سے چند سوالات کئے اس نے کہا۔

"میں دلشاد کی وجہ سے آیا ہوں۔ اسی کے کہنے پر میں نے ان لوگوں پر حملہ کیا تھا۔ مجھے علی اکبر کے معاملات سے کچھ دلچسپی نہیں ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اگر دلشاد تمہارے ساتھ رہنے پر تیار ہو جائے تو میں تم دونوں کو تمھاری دنیا تک پہنچانے کا وعدہ کر سکتا ہوں۔"

"دلشاد بالکل تیار ہے اس نے مجھ سے نہر پر بھی یہی کہا تھا کہ وہ

علی اکبر کو چھوڑ دیگی اور چھوڑ چکی ہوتی لیکن سلیم رضا نے اس کو ورغلا دیا بہر حال وہ اب سلیم رضا سے بھی نفرت کرنے لگی ہے۔ اگر میری بات کا یقین نہ ہو تو آپ اس سے دریافت کریں۔"

خواجہ احمد سے دو چار باتیں اور دریافت کرنے کے بعد ڈاکٹر سیفر نے علی اکبر کی بیوی کو بلایا۔ خواجہ احمد کے اشارے پر اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ خواجہ احمد کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔ اور اب تک علی اکبر کے ساتھ محض اس لئے رہ رہی ہے کہ اس نے اس کو دس ہزار پاؤنڈ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ڈاکٹر سیفر نے اسی وقت دونوں کو دوسری عمارت میں پہنچا دیا اور نجمہ اور مقصود کو ایک آراستہ کمرے میں بٹھا کر کہیں چلا گیا۔

---

(۱۶)

میدان جنگ میں

فوزانیوں کا دباؤ بڑھ جانے کی وجہ سے ڈاکٹر سیفر نے نجمہ مقصود علی اکبر کی بیوی اور اس کے دونوں ساتھیوں کو کھانے کے بعد زمین دوز کوہستانی کارخانے میں پہنچا دیا۔ مقصود تین روز تک عفاقی انجینروں کے ساتھ چار گھنٹہ روز کام کرتا رہا۔ چوتھے روز ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"مقصود تمہارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب تک اس قدر مقدار میں سولاد تیار کر لیا گیا ہے کہ ہم تیس اڑن طشتریاں پانچسو طیارے اور ضرورت سے زیادہ ٹینک تیار کر سکتے ہیں۔"

"مجھے خوشی ہے کہ میں کسی کام تو آیا اور آپ اس دنیا میں مجھ کو لا کر سرخرو ہوئے۔"

"ہاں مقصود! اب ہماری ہمت بلند ہو گئی ہے۔ اور مجھے قوی امید ہے کہ ہم بہت جلد فوزانیوں کو اس کرہ پر ختم کر دیں گے۔"

نجمہ نے پوچھا "علی اکبر اور سلیم رضا کا بھی پتہ چلا — ؟"

"ہاں — وہ فوزانیوں کے ساتھ ہیں" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "فوزانیوں کو اس کا علم ہو چکا تھا کہ میں کرہ ارض سے

ایک سائنسدان کو اپنے ساتھ لا رہا ہوں ۔۔ اسی لئے انھوں نے ارژان طشتریوں پر پے در پے حملے کئے اور جب ہم یہاں پہنچ گئے تو ڈھائی ہزار خوزانی اس عمارت تک پہنچ گئے جس میں تم لوگ مقیم تھے وہ تم کو اپنے ساتھ لیجانا چاہتے تھے اور علی اکبر کو وہ تمھارے ہی دھوکے میں لے گئے ہیں۔"

بخت نے کہا "کیا علی اکبر کو اس کا علم ہے کہ ڈاکٹر مقصود یہاں سولاو کی تیاری کے لئے آئے ہیں۔؟"

"ہاں ۔۔ اس کو سب کچھ معلوم ہے" ڈاکٹر سیفر نے کہا "لیکن سولاو کے متعلق صرف یہی معلوم ہے کہ وہ دھاتوں کا مرکب ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا ہے۔"

ڈاکٹر مقصود نے پوچھا "۔ لیکن وہ خوزانیوں کی زبان تو جانتا نہیں ہے ان کو اس راز سے کیسے آگاہ کر سکتا ہے ۔"

"اپنی دماغی لہروں کے ذریعہ ۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا ۔ "خوزانی اس کی دماغی لہروں سے اس کے خیالات معلوم کر چکے ہیں ۔ ابھی ایک گھنٹہ قبل دس ہزار خوزانیوں نے اس عمارت پر حملہ کیا تھا جہاں ہم لوگ اترے تھے ۔ غالباً انھوں نے اس خیال سے یہ حملہ کیا تھا کہ ان کو وہاں دو عورتیں اور تین ارضی انسان مل جائیں گے ۔ اس حملے میں چار ہزار خوزانی کام آئے باقی اپنے مستقر کی طرف واپس چلے گئے ۔ اب اس جگہ صرف راکھ کا ڈھیر ہے۔

"کیا وہ عمارتیں تباہ ہو گئیں ——؟" نجمہ نے پوچھا۔

"ہاں ——" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "لیکن وہاں کوئی قیمتی چیز یا عفاقی انعمان نہیں رہ گیا تھا۔"

"—— اور اڑن طشتری ——؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"وہ دوسرے ہی روز وہاں سے ایک دوسرے روز محفوظ مقام پر پہونچا دی گئی تھی۔"

وہ ایک مدور کمرے میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ان کے سامنے دیوار پر چار برقی تمغے لگے ہوئے تھے۔ ان میں کا ایک تمغہ جلنے اور بجھنے لگا۔ ڈاکٹر سیفر ایک گوشے میں پہنچا اور کسی آلہ پر کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد آکر کہا۔

"آج صبح سے ہمارے حملے کی ابتدا ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک کئی ہزار ڈونزانی شمالی محاذ پر ہلاک کئے جا چکے ہیں۔"

نجمہ نے پوچھا۔ "کیا ہم لوگ محاذ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں۔؟"

مقصود نے مسکرا کر کہا۔ "—— وہاں جا کر کیا کرو گی ——؟"

"میں جنگ کا منظر دیکھنا چاہتی تھی ——"

"کیا خوب ——" مقصود نے مسکرا کر کہا۔ "گویا یہ بھی کوئی کھیل تماشہ ہے ——"

ڈاکٹر سیفر بول اٹھا۔ "اگر بارہ بجے تک اڑن طشتری تیار ہو گئی تو پہلی اڑن طشتری پر تم دونوں بیٹھو گے وہ اس قدر محفوظ ہو گی

کہ تم اس میں بیٹھ کر محاذ جنگ تک جاسکو گے۔"
"کیا آپ کو امید ہے کہ اس قدر جلد اڑن طشتری تیار ہو جائیگی؟"
"تم دیکھ چکے ہو کہ ہم نے کس تیزی کے ساتھ سولاذ اور اس کے بعد طیارے اور ٹینک تیار کئے ہیں۔ وقت کی دوڑ میں اس وقت ہم کائنات کے ہر ذی روح سے بہت آگے ہیں۔"

مقصود عفاق کی عفریت پیکر خودکار مشینوں کے متعلق باتیں کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر سیفر چلا گیا اور دوپہر کے کھانے کے وقت واپس آیا۔ نجمہ اور مقصود ایک ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر پسینے میں تر تھا لیکن اس کے باوجود وہ بہت خوش نظر آرہا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی دونوں کھڑے ہو گئے۔

"مبارک ہو نجمہ" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ڈاکٹر مقصود زندہ باد — سولاذی طیارے اور ٹھیک بہت کارآمد ثابت ہو رہے ہیں۔ ہماری فوجیں شمالی محاذ پر پیش قدمی کرتی ہوئی خوزانیوں کے جنگی مستقر تک پہنچ گئی ہیں اور وہ بہت تیزی کے ساتھ اپنا مستقر پیچھے ہٹا رہے ہیں۔"

مقصود نے کہا۔ "آپ لوگ ان کو گھیرے میں لینے کی کوشش کیوں نہیں کر رہے ہیں۔؟"

"آج سہ پہر کو مغربی اور جنوبی محاذوں پر بھی حملے کئے جائیں گے۔ ایک اڑن طشتری تیار ہو چکی ہے۔ کل صبح تک گیارہ اور تیار ہو جائیں گی اور اس طرح ان پر فضا سے بھی زبردست حملہ ہو سکے گا۔"

"اگر ایک اڑن طشتری تیار ہو چکی ہے تو ہم اس کے ذریعہ محاذ جنگ تک جا سکیں گے۔"

"ہاں ــ کھانے کے بعد ــ آؤ چلو پہلے کھانا کھالو ـ میں اس وقت جنوبی محاذ جنگ سے آرہا ہوں ـ ابھی تک وہاں خاموشی ہے۔ لیکن اس محاذ پر نوزانی بھی کسی بڑے حملے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

ان لوگوں نے دوپہر کا کھانا ایک کمرے میں کھایا اور ایک گھنٹہ بعد ایک میدان میں پہنچکر ایک اڑن طشتری میں بیٹھے۔ نجمہ نے اس کے کنٹرول روم میں پہنچکر کہا۔

"یہ تو اس اڑن طشتری کی نقل ہے جس پر ہم کرہ ارض سے یہاں آئے تھے۔"

"ہاں ــــ اس کا بھی ایک ماڈل ہے۔ اور اسی سے ہمارا کام ضرور پوری ہو جاتیں ہیں اس لئے ہم نے اس میں کوئی ترمیم یا جدت نہیں کی ہے۔"

دیوار کے پاس چار عفاقی کھڑے ہوئے تھے اور پلیٹ فارم کے وسط میں ایک ستون پر معلق ل کا گولا نصف دائرے میں حرکت کر رہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے گولے کی طرف دیکھا اور اڑن طشتری سطح عفاق سے بلند ہونے لگی۔ ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"ہماری رفتار پرواز معمولی طیاروں سے بھی کم ہوگی۔ کرہ ارض کے ہیلی کوپٹروں کی طرح یہ اڑن طشتری فضا میں ٹھہر بھی سکتی ہے۔"

"ہم کس طرف چل رہے ہیں ـــــ؟" مقصود نے دریافت کیا

"شمالی محاذ کی طرف ـــــ"۔

"اس اڑن طشتری میں کتنے آدمی ہیں ـــــ؟" نجمہ نے دریافت کیا۔

"چالیس ـــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔

دونوں دریچے کے پاس کرسیوں پر بیٹھ گئے اور سطح کی طرف دیکھنے لگے۔ اڑن طشتری سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سطح عفاق سے صرف تین سو فیٹ کی بلندی پر پرواز کر رہی تھی اس لئے ان کو ہر چیز واضح اور صاف نظر آ رہی تھی۔ نوزانیوں کا عام حملہ ختم ہو چکا تھا اور وہ پوری طاقت صرف کر کے شمالی محاذ پر اپنے بچاؤ کی فکر میں تھے اس لئے اڑن طشتری پر کوئی حملہ نہیں ہوا۔

سطح پر جا بجا کھنڈر نظر آ رہے تھے۔ بعض جگہ میلوں تک زمین جلی ہوئی تھی اور راکھ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ آفتاب غروب ہونے سے قبل اڑن طشتری ایک پہاڑی کے دامن میں درختوں کے درمیان ایک چھوٹے میدان میں اتری۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود اور نجمہ سے کہا۔

"ہم رات یہیں گذاریں گے اور علی الصبح محاذ کی طرف روانہ ہوں گے۔ شمالی محاذ یہاں سے دو سو میل دور ہے۔

رات کو مقصود نے اسد اور مونا اطہر سے ٹیلی وژن پر گفتگو کی اور وہ سب کھانا کھا کر سو گئے۔

دوسرے روز صبح نجمہ جب کھانے کے کمرے میں پہنچی تو ڈاکٹر سیفر نے

اس نے کہا۔

"نجمہ! ڈاکٹر مقصود نے عفاق کے ہیرو کا درجہ حاصل کر لیا ہے ان ہی کی وجہ سے کل شب کو ہم نے شمالی محاذ پہ بیس ہزار فوزانیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر ان کے شمالی مستقر پہ قبضہ کر لیا ہے۔ اور اب وہ وہاں سے بھاگ کر مغربی اور جنوبی محاذوں پر پناہ لے رہے ہیں۔"

"خدا عفاقیوں کو یہ فتح مبارک کرے۔" نجمہ نے کہا۔ "اور وہ اسی طرح مغربی اور جنوبی محاذوں پر بھی ان کو شکست دے کر اس کرہ سے نکال دیں۔"

"ان کی برقی لہریں سولادیہ پہ بے اثر ثابت ہو رہی ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے بے پناہ مسرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "شمالی محاذ پہ ایک بڑے ٹینک پہ انھوں نے مسلسل ایک گھنٹہ تک بہت تیز اور طاقتور برقی لہریں پھینکیں اور شعلوں کی بارش کرتے رہے لیکن ٹینک برابر دوڑتا رہا اور ان کے مورچے میں گھس کر سات سو فوزانیوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔"

نجمہ نے مقصود کو مستحسن نظروں سے دیکھا۔ وہ بھی اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نگاہیں چار ہوئیں اور دونوں مسکرا دیئے۔ ایک خدمتگار نے میز پہ ناشتے کی قابیں لا کر رکھ دیں ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"ناشتہ کر لو تاکہ ہم یہاں سے آگے بڑھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس علاقہ کا چپہ چپہ دیکھ لو تاکہ تم لوگوں کو تباہی اور بربادی کا اندازہ ہو سکے۔"

مقصود نے کہا۔ "ہم نے اب تک جو تباہ شدہ علاقے دیکھے ہیں وہ بھی

کیا کم ہیں۔"

نجمہ بول اٹھی۔" واقعی وہ اس بُری طرح جلائے گئے ہیں کہ وہاں مدتوں کاشت نہ ہو سکے گی۔"

"نہیں خیر ایسا تو نہیں ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" کل سے محکمہ بحالی امن کا عملہ ان تباہ شدہ علاقوں میں اپنا کام شروع کر دیگا۔"

"وہ کیا کریں گے ——؟" نجمہ نے پوچھا۔

"وہ سب سے پہلے راکھ مٹی اور ذروں سے ریڈیائی لہروں کے اثرات زائل کریں گے اس کے بعد برقی لہروں سے اس راکھ اور مٹی کو زرخیز بنا دیا جائیگا۔"

"کرہ ارض پر ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے۔" مقصود نے کہا۔

"حالانکہ یہ چیز سمجھ میں آنے والی ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں یورپ ایشیا اور افریقہ کے بیشتر علاقے جل کر خاک ہو گئے تھے اور ان پر مدتوں کاشت نہیں ہو سکی۔"

نجمہ نے کہا۔" واقعی ان کو اگر ریڈیائی لہروں کے اثرات سے پاک کر دیا جاتا تو وہاں کاشت ہو سکتی تھی ——"۔

وہ تینوں ناشتہ ختم کر کے کنٹرول روم میں آ گئے اور اڑن طشتری فضا میں بلند ہوئی نجمہ نے سطح کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" یہاں شدید جنگ ہوئی ہے دیکھو میلوں تک ہر چیز جھلسی ہوئی نظر آ رہی ہے۔"

"چٹانیں تک جل گئی ہیں ——" مقصود نے کہا۔" واقعی ترقی

یافتہ انسانوں کی جنگ انتہائی خوفناک ہوتی ہے ——"۔

" فوزانیوں کو انسان نہ کہو۔ جب تم ان کو دیکھو گے تو خود ہی اندازہ ہو جائیگا۔"

"۔ لیکن ہم دیکھیں گے کیسے۔ وہ گرفتار ہونے یا مرنے سے پہلے خود کو جلا کر راکھ کر لیتے ہیں ——"۔

"میں کسی ایک فوزانی کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کروں گا۔"

ڈاکٹر سفیر نے کہا۔" ان کے سر اور پیشانی پر نیلگوں رگیں ابھری ہوئی ہوتی ہیں اور ان پر جا بجا موٹے بال ہوتے ہیں —— مچھلی کی موچھوں کی طرح چکنے اور سخت —— وہ انہیں سے لہریں بھی خارج کرتے ہیں اور ضبط بھی کرتے ہیں —— اگر ان بالوں یا جسم کے باہر نکلی ہوئی رگوں کو کاٹ دیا جائے تو وہ لہروں کے سلسلہ میں بے ضرر ہو جاتے ہیں۔ ہاں اپنی جسمانی طاقت سے ضرور ہم کو یعنی عام انسانوں کو مغلوب کر سکتے ہیں۔ لیکن انکی طاقت برقی لہروں سے زائل کی جا سکتی ہے۔"

ایک زبردست جھٹکے نے اڑن طشتری کو ہلا دیا اور وہ سب چونک کر دریچے سے باہر کی سمت دیکھنے لگے۔ بہت دور پر گھنے دھوئیں کا ایک غبار آسمان کی طرف بلند ہو رہا تھا۔

نجمہ نے کہا ——" عفاقیوں نے غالباً ہائیڈروجن یا ایٹم بم استعمال کیا ہے ——"

" یہ ہائیڈروجن یا ایٹم بم نہیں بلکہ سیمیں شعاع کے دھماکے

کا نتیجہ ہے۔ یہ شعاع زمین میں دس فیٹ کی گہرائی تک کی ہر چیز کو چشم زدن میں جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ ایٹم بم کے دھماکے سے عرصہ تک فضاء متاثر رہتی ہے اور کائناتی شعاعیں درہم برہم ہو جاتی ہیں اس لئے کرہ عفاق میں ابتک یہ دونوں طاقتیں تخریب کے لئے نہیں استعمال کی گئی ہیں۔ ایک ہائیڈروجن یا ایٹم بم پورے کرہ کی فضا کو متاثر کر سکتا ہے۔"

وہ پھر باہر کی سمت دیکھنے لگا۔ دھوئیں کا غبار ابھی تک آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے اٹھ کر دیوار میں لگے ہوئے ایک لٹو کو گھمایا اور پردہ پر گرد و غبار نظر آیا۔ اس نے نجمہ اور مقصود سے کہا۔

"آؤ یہاں آکر دیکھو۔ یہ میدان جنگ ہے۔"

دونوں اٹھ کر پردے کے پاس پہنچ گئے۔ سامنے میدان میں ہزاروں آدمی ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے ہر طرف برقی شعاعیں چمک رہی تھیں اور سطح سے دھواں بلند ہو رہا تھا۔ نجمہ نے دوڑتے ہوئے انسانوں کو بغور دیکھ کر پوچھا۔

"کیا یہ شعاعوں اور برقی لہروں کے اثر سے بچنے والا لباس پہنے ہوئے ہیں۔"

"نہیں ___" ڈاکٹر سیفر نے کہا: "یہ فوزانی ہیں اور اپنے مورچوں سے نکل کر بھاگ رہے ہیں۔ انھوں نے صدیوں سے لباس

ترک کر دیا ہے اس لئے ان کے جسم پر دُنبیاں نکل آئے ہیں۔ ان میں حیرت انگیز جسمانی تغیر ہوا ہے۔ تم ان کو دیکھ کر یقین بھی نہ کرسکو گی کہ وہ کبھی انسان تھے ــــ اور یہ سب انکی ترقی اور بے راہ روی کا نتیجہ ہے۔"

اس نے لٹو گھما کر کہا۔" اب تم لوگ دریچے سے لڑائی کے مناظر دیکھ سکتے ہو۔"

نجمہ اور مقصود دریچے کے پاس پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھ گئے سامنے میدان میں جنگ ہو رہی تھی۔ سطح پر عقاقی ٹینک تیز رفتار چیونٹوں کی طرح دوڑ رہے تھے اور فضا میں ان کے طیارے ابابیلوں کی طرح غوطے لگا کر شعاعیں خارج کر رہے تھے۔ فوزانی ایک چٹان سے شعلے اڑا رہے تھے۔ وہ شعلے ہوا میں اڑتے ہوئے آتے تھے اور سطح کی ہر چیز کو جلاتے ہوئے چلے جاتے تھے لیکن عقاقیوں کے ٹینکوں پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ اور وہ تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر پردے کے سامنے کھڑا ہوا کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے چند بٹنوں کو دبا کر مقصود اور نجمہ سے کہا۔

"فوزانیوں کی ٹولیاں بلند چٹانوں سے شعلے برسا رہی ہیں لیکن ہمارے ٹینک اور طیارے ان کو تباہ کر رہے ہیں ــــ"

چٹانوں کا سلسلہ بہت دور تک پھیلا ہوا تھا اور فوزانی ان ہی کی آڑ لے کر دفاعی جنگ کر رہے تھے۔ نجمہ نے چٹانوں کی طرف دیکھنے

ہوئے کہا۔

"ٹینکوں کی قطاریں تو واپس آرہی ہیں۔"

"یہ آٹھ گھنٹے تک شعلوں میں گھر کر جنگ کرتے رہے ہیں۔ اس لئے واپس آرہے ہیں تاکہ ٹھنڈے ہو جائیں ــــ" مقصود نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔" وہ دیکھو اسی طرف دوسرے ٹینک بڑھ رہے ہیں یہ ان کی جگہ لے لیں گے۔ دراصل آٹھ گھنٹے بعد یہ دھات ان شعلوں سے متاثر ہو کر پگھل سکتی ہے۔"

نجمہ نے کہا،، اگر یہ گرم ہو جاتے ہیں تو ان کے اندر انسان کیسے رہ سکتے ہیں ــــ،،۔

"یہ ایر کنڈیشنڈ ہیں ــ" مقصود نے جواب دیا۔

ڈاکٹر سیفر نے کہا" سامنے چٹانوں کی طرف دیکھو۔ اب میں حملہ کرتا ہوں ــــ،،۔

نجمہ اور مقصود چٹانوں کی طرف دیکھنے لگے۔ اڑن طشتری محاذ جنگ پر منڈلا رہی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک دستہ دبایا اور اڑن طشتری سے برقی لہروں نے خارج ہو کر یکے بعد دیگرے آٹھ چٹانوں کو اڑا دیا۔ سطح پر ٹینکوں کی صفیں حرکت میں آئیں اور عقابیوں نے زبردست حملہ کر دیا۔ طیاروں کی ٹکڑیاں سطح کی طرف جھپٹیں اور میلوں تک کا علاقہ سلگ اٹھا اور اڑن طشتری سلسلہ کوہ کے اختتام تک پہنچ گئی۔

ڈاکٹر سیفر نے پردے کی طرف دیکھ کر ایک بٹن دبا دیا اور اڑن طشتری سطح کے قریب پہنچ کر پچاس فیٹ کی بلندی پر اڑنے لگی۔ فوزانی اگرچہ بہت تیزی کے ساتھ نہیں دوڑ سکتے تھے لیکن بے تحاشہ بھاگ رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے دس فوزانیوں کی ایک جماعت کو بھاگتا ہوا دیکھ کر اڑن طشتری سے ایک لہر خارج کی اور وہ سب گر پڑے۔ دوسرے ہی لمحہ ایک اور لہر خارج ہوئی اور ان کے سروں کو قلم کرتی ہوئی ایک چٹان سے ٹکرائی اور چٹان پاش پاش ہو گئی۔

ڈاکٹر سیفر فرط مسرت سے اچھل پڑا اور اپنی زبان میں کچھ کہنے لگا۔ قریب ترین ٹینکوں نے ان دس فوزانیوں کے گرنے کے بعد ہی ان کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ بھاگتے ہوئے فوزانیوں کو اپنے ان ساتھیوں کے حشر کا کوئی علم نہیں تھا۔ وہ دریا کی طرف بھاگ رہے تھے اور عقابی ان کو جلا کر راکھ کر رہے تھے وہ دریا کے قریب پہنچتے ہی غائب ہونے لگے۔

"نہیں ـــــ یہ کیا؟" مقصود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ راز ابھی تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا "ـــــ لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ فضا میں پرواز کرتے ہیں۔"

"کسی نے دیکھا ہے۔" نجمہ نے پوچھا۔

"نہیں ـــــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا "خواہ وہ اڑن طشتری

ہوتا ہوائی لیکن وہ اس قدر تیز رفتار ہوتی ہے کہ وہ اس پر بیٹھتے ہی نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ـــــــ اگر ایسا نہ ہوتا تو اسی محاذ پر ڈیڑھ لاکھ فوزانی ہلاک ہو چکے ہوتے۔"

عفاقی ٹینک دریا کے کنارے پہنچ گئے اور کچھ دیر بعد کرہ عفاق کے گوشے گوشے میں شمالی محاذ کے فتح ہو جانے کی خبر پہنچ گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے ایک میدان میں اڑن طشتری کو اتارا اور نجمہ اور مقصود کے ساتھ سطح پر اترا۔ عفاقی فوجی افسر اڑن طشتری کے گرد جمع ہو چکے تھے۔ انہوں نے مقصود کو دیکھتے ہی مسرت کے نعرے بلند کئے۔ ڈاکٹر سیفر اس محاذ کے سالار سے گفتگو کر کے نجمہ اور مقصود کے ساتھ اڑن طشتری میں واپس آگیا اور وہ کچھ دیر بعد پھر فضا میں بلند ہوئی۔

"اب ہم کہاں چل رہے ہیں۔" مقصود نے پوچھا۔

"اپنی قیام گاہ کی طرف ـــــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "چند گھنٹوں میں مغربی اور جنوبی محاذ پر بھی فوزانیوں کو تباہ کر دیا جائیگا ـــ"

مقصود نے پوچھا۔ "جس وقت سے یہ ٹینک اور طیارے میدان میں آئے ہیں اس وقت سے اب تک کتنے عفاقی ہلاک ہو چکے ہیں"

"شمالی محاذ پر صرف ایک سو بارہ عفاقی ہلاک ہوئے ہیں اور وہ بھی اپنی غلطی سے ـــ پچاس عفاقیوں نے اپنے ٹینکوں کی عقبی

کھڑکیاں کھول دیں اور وہ لہروں کے اثر سے جھلس گئے۔ جبیں عفاقی طیاروں کے حادثوں میں ہلاک ہوئے۔ اسی طرح باقیماندہ سمجھا مرے لیکن مغربی اور جنوبی محاذوں پر یہ غلطیاں نہیں دہرائی جائیں گی۔"

واپسی میں اڑن طشتری کی رفتار پرواز تیز تھی اس لئے وہ ایک گھنٹہ بعد کوہستانی کارخانے کے سامنے پہنچ گئے۔ عفاقی کھلے میدانوں میں نکل آئے تھے اور ایک شاداب مقام پر عارضی رہائش گاہیں بنانے کے لئے پیمائش کر رہے تھے۔ درختوں کے سامنے ایک گنبد نما عمارت کے سامنے چند اعلیٰ افسر کھڑے ہوئے تھے مقصود نجمہ اور ڈاکٹر سیفر ایک ساتھ اڑن طشتری سے نکلے۔ اعلیٰ افسران نے اسکا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اور گنبد کے نیچے لیجاکر بٹھایا۔ مقصود نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"روانگی کے وقت میں نے یہ عمارت یہاں نہیں دیکھی تھی۔"

"یہ بڑا اشامیانہ ہے۔"

مقصود اور نجمہ متحیر ہو کر اس کو دیکھنے لگے۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"سامنے میدان میں عارضی رہائشی مکانات کی تعمیر کے لئے آج پیمائش ہو رہی ہے۔ کل تم کو یہاں ایک ہزار خاندانوں کی رہائش گاہیں نظر آئیں گی۔"

"واقعی عفاقی انسان بہت ترقی یافتہ ہیں۔" نجمہ نے میدان میں کام کرنے والوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن تعجب ہے کہ

فوزانی ابتک ان پر بھاری پڑتے رہے۔"

"نجمہ اسوقت تم نے صرف دفاعی جنگ دیکھی ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "جبتک ہمارے پاس سولاو کے ٹینک اور طیارے نہیں تھے اسوقت تک ہم بالکل بے دست دپا تھے۔ اور فوزانی بے خوف خطر آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ جس چیز کو چاہتے تھے تباہ کر دیتے تھے۔ بہرحال اب وہ اس کرہ پر چند گھنٹوں کے مہمان ہیں اس کے بعد ہماری اڑن طشتریاں ان کے کرہ پر حملہ کریں گی۔"

"کیا مغربی اور جنوبی محاذ پر اڑن طشتریاں نہیں استعمال کی جائیں گی۔" نجمہ نے دریافت کیا۔

"نہیں۔ ابھی تک صرف یہی اڑن طشتری کارخانے سے باہر آئی ہے جس پر ہم نے پرواز کی ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "باقی اڑن طشتریاں کل باہر لائی جائیں گی اور کرہ فوزان تک ان درندوں کا تعاقب کریں گی۔ اچھا اٹھو۔ چلو کھانا کھائیں۔"

وہ اٹھے اور باتیں کرتے ہوئے گنبد نما شامیانے سے باہر نکل گئے۔

Best novel.
interesting novel.
M.F. Readable

(۱۷)

ایک عجیب مخلوق

"مجھے تو یہ سب خواب کی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔" نجمہ نے مقصود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میں اپنی دنیا سے باہر فضائے بسیط میں پرواز کرتی ہوئی ایک ایسے سیارے میں پہنچ جاؤں گی جس کے متعلق ہم کچھ بھی نہیں جانتے ہیں۔"

"واقعی ہماری معلومات بہت محدود ہیں۔" مقصود نے کہا۔ ہم اپنے ہی نظام شمسی کے متعلق بہت کم جانتے ہیں نہ کہ کرہ عفاق اور کرہ خوزان ــــــ"۔

نجمہ نے کہا۔ "اچھا سچ سچ بتاؤ کیا تم نے کبھی اس مسئلہ پر غور کیا تھا کہ انسان برقی عشر کے ساتھ سب کام کر سکتا ہے۔ مثلاً مکان تعمیر کرنا اور طیارے اور ٹینک بنانا۔؟"

مقصود نے ہنس کر کہا۔ "میں کیا کرہ ارض کے کسی انسان نے بھی ابتک اس مسئلہ پر غور نہیں کیا ہو گا۔"

"غضب خدا کا۔" نجمہ نے بے پناہ حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ "ہم روشنی کی رفتار سے بھی زیادہ تیز آئے ہیں۔"

"بہر حال۔" مقصود نے مسکرا کر کہا۔ "اب ہم کو اپنی حقیقت

معلوم ہو گئی ہے کہ ہم کیا ہیں۔"

"لیکن پروردگار عالم نے توازن برقرار رکھا ہے" نجمہ نے کہا: "اگر عقافی انسان برقی لہروں پہ قدرت رکھتے ہیں تو ہم ایسی دھاتیں تیار کر سکتے ہیں اور ان کے ایسے مرکب بنا سکتے ہیں جن کے مقابلے میں یہ برقی لہریں بھی بیکار ہو جاتی ہیں۔"

"یہ قدرت کا نظام ہے۔ ورنہ ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔"

نجمہ نے دیوار پر لگے ہوئے سرخ قمقمے کی طرف دیکھتے ہوئے گفتگو کا موضوع بدل کر کہا: "ابھی تک ڈاکٹر سفیر نہیں آئے۔"؟

"وہ شاید اس وقت بہت مصروف ہیں۔"

مقصود نے جواب دیا اور اٹھ کر سامنے رکھے ہوئے ایک آلے کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے جیسے ہی اس کے چبوترے پر قدم رکھا سامنے لگی ہوئی شیشے کی پلیٹ میں اس کو ڈاکٹر سفیر کی شکل نظر آئی وہ ایک میز کے پاس بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر سفیر!"۔ مقصود نے اس کو مخاطب کیا۔

"ڈاکٹر مقصود!۔" ڈاکٹر سفیر نے اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ "صرف دو منٹ۔ میں اپنا کام ختم کر چکا ہوں۔"

"آپ دس منٹ بعد آ سکتے ہیں۔" مقصود نے کہا: "لیکن اس سے زیادہ تاخیر سے ہم بوکھلا جائیں گے۔"

"میں آ رہا ہوں۔" ڈاکٹر سفیر نے اٹھتے ہوئے کہا: "نجمہ کہاں ہیں؟"۔

"بیٹھی ہوئی ہیں ۔"

"میں تم لوگوں کے پاس آرہا ہوں ۔ چائے پی کر ہم ایک فوزانی کی لاش دیکھیں گے ۔ یہ انھیں دس فوزانیوں میں سے ایک ہے ۔ جن کو بیٹا نے آج دوپہر سے پہلے شمالی محاذ پر ہلاک کیا تھا ۔ اچھا تم نجمہ کے پاس بیٹھو میں آتا ہوں ۔"

مقصود چبوترے سے اتر کر نجمہ کے پاس آگیا اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تم فوزانی کی لاش دیکھ کر سہم تو نہیں جاؤ گی ؟ ۔"

" اوہو ۔۔۔۔۔۔" ۔ نجمہ نے منھ بنا کر کہا ۔" تو گویا میں ایسی بزدل ہوں ۔"

" نہیں میرا یہ مطلب نہیں ہے ۔۔۔۔"

" اس کا جملہ مکمل ہونے سے قبل ڈاکٹر سفیر کمرے میں آگیا ۔ ان لوگوں نے ایک دوسرے کمرے میں چائے پی اور ایک چھوٹے کمرے میں پہنچ گئے ۔ کمرے کے وسط میں ایک میز پر ایک لاش رکھی ہوئی تھی اور اس پر ایک سفید چادر پڑی ہوئی تھی ۔ لاش کے اوپر دو طاقت ور برقی قمقمے لٹک رہے تھے ۔ ڈاکٹر سفیر نے میز کے قریب پہنچ کر چادر ہٹائی اور نجمہ نے سہم کر مقصود کا بازو پکڑ لیا ۔

" ڈرو نہیں ۔" مقصود نے کہا ۔" یہ مردہ ہے ۔"

" کس قدر بھیانک چہرہ ہے ۔" نجمہ نے فوزانی کے عجیب و غریب چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔

" کون کہہ سکتا ہے کہ یہ مخلوق کبھی انسان تھی ۔" ڈاکٹر سفیر نے

دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔" لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ خوزانی انتہائی ترقی یافتہ انسان تھے ـــــ انھوں نے سائنس میں اس قدر ترقی کی اور قدرت کے ایسے ایسے راز معلوم کرلئے کہ دائرہ انسانیت سے نکل کر ایک تیسری مخلوق بن گئے۔ صورتاً بھی اور سیرتاً بھی ـــــ اچھا اب پہلے اس خوزانی کو اچھی طرح سے دیکھ لو پھر میں اس مخلوق کے متعلق کچھ اور بتاؤں۔"

نجمہ اور مقصود جھک کر خوزانی کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ نجمہ نے کہا۔ "ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کسی انسان نے سر سے گردن تک پلاسٹک کا خول چڑھالیا ہے اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اس پر عجیب و غریب نقش و نگار بنالئے ہیں۔"

مقصود نے پیشانی پر ابھرے ہوئے نیلے باریک خطوط کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔" یہ غالباً ابرو ہیں ـــــ اور یہ دو سوراخ آنکھیں ہیں۔"

"ـــــ لیکن یہ تو تین موٹے بال یا رگیں ہیں۔" نجمہ نے کہا۔

"تمہارا خیال صحیح ہے نجمہ!" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" واقعی یہ رگیں ہیں صدیوں پہلے اس مخلوق کے اسلاف کی پیشانی پر ابرو ہونگے لیکن اب یہ رگیں ہیں اور ان ہی کی مدد سے وہ پتھر سے برقی لہریں حاصل کر کے اپنی قوت بینائی بڑھاتے اور گھٹاتے رہتے ہیں۔"

"ـــــ اور یہ کیا ہیں یہ جو تار کی طرح پیشانی کے دونوں سروں پر سنگ کی طرح اُبھرے ہوئے ہیں۔؟" نجمہ نے ان میں سے ایک پر انگلی لگاتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بھی رگیں ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔
"یہ منھ اور کان دونوں کا کام دیتی ہیں۔ ان ہی رگوں کے ذریعہ وہ دہ اپنے خیالات نشر کرتے ہیں اور دماغی لہروں میں یکسانیت پیدا کر کے دوسروں کے خیالات معلوم کر لیتے ہیں۔ اور یہ دیکھو پیشانی کے وسط میں بالکل اوپر ــــ"

ڈاکٹر سیفر نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
"یہ چند خطوط ــ جو دائروں کی شکل میں نظر آرہے ہیں یہ رگ ہے اسکے اختتام پر جلد میں ہلکا سا سوراخ ہے۔ یہ رگ اسی سوراخ سے اوپر اُبھر آتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح اپنے سوراخ سے سانپ نکل کر پھن اٹھاتا ہے۔ اس رگ کا تعلق براہ راست دماغ سے ہے ــ یہ لوگ ایتھر سے ہر وقت برقی طاقت حاصل کرتی رہتی ہے۔ اچھا اب آنکھیں دیکھو یہ بالکل گول ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے آنکھ کا پپوٹا اٹھایا۔ اس میں پلکیں نہیں تھیں۔ اس نے کہا۔
"پورے چہرے پر کہیں اتار چڑھاؤ نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ٹھوس اور گول چیز ہے۔ اچھا اب ان کے کان دیکھو۔ وہ بھی غائب ہیں صرف ایک سوراخ ہے۔ اور ایک رگ اس کے اندر سے نکل کر کرڑے کی صورت میں گھوم گئی ہے۔ اس مخلوق کی ناک بھی غائب ہو چکی ہے اور اب صرف دو سوراخ رہ گئے ہیں اور ان کے گرد چند

سخت اور موٹے روئیں۔"

نجمہ اور مقصود چہرے کی ایک ایک چیز کو غور سے دیکھ رہے تھے ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"۔ اور یہ منہ ہے ۔ ان کے ہونٹ نہیں ہوتے ہیں۔ داڑھی اور مونچھوں کی جگہ مسامات نظر آ رہے ہیں۔ یہاں بال نکلتے ہیں لیکن یہ برقی لہریں ان کو جلا دیتے ہیں۔"

"واقعی عجیب و غریب چہرہ ہے۔" نجمہ نے کہا۔ "سر دیکھئے کتنا بڑا ہے اور بالوں سے بے نیاز صرف ادھر اُدھر چند موٹے بال تنکوں کی طرح لٹک رہے ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ان کے سینے بہت چوڑے ہوتے ہیں۔ اس لاش کا سینہ بیالیس انچ ہے اور جسم پر روئیاں ہیں۔"

نجمہ نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ لباس سے بے نیاز ہو چکے ہیں اسی لئے جسم پر روئیں نکل آئے ہیں۔"

"ہاں — اور اس کی ابتدا فیشن اور عریانی سے ہوئی تھی۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ان کی جسمانی تبدیلیوں میں عریانی کو بھی دخل ہے۔ اچھا اب ان کے ہاتھوں کی انگلیاں دیکھو —"

ڈاکٹر سیفر نے چادر کے اندر سے ہاتھ نکالا اور نجمہ اور مقصود متحیر ہو کر انگلیاں دیکھنے لگے۔ اس کی انگلیاں عام انسانوں کی انگلیوں سے تقریباً

دو انچ بڑی اور بہت پتلی لیکن فولاد کی طرح سخت تھیں۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔
" ان کی کمر اور رانیں ضرورت سے زیادہ موٹی ہوتی ہیں لیکن گھٹنوں سے نیچے کا حصہ یعنی پنڈلیاں اور پنجے نسبتاً پتلے اور کمزور ہوتے ہیں اسی لئے یہ زیادہ تیز نہیں دوڑ سکتے ہیں۔"

" بس اب یہاں سے چلئے۔ ہم دیکھ چکے اس مخلوق کو ـــــ"۔ نجمہ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا: " مجھے یہاں وحشت ہو رہی ہے ـــ"

" آؤ ـــ دوسرے کمرے میں چل کر بیٹھیں ـــ"

ڈاکٹر سیفر نے لاش پر چادر ڈالتے ہوئے کہا۔ اور نجمہ دونوں سے پہلے دروازے کے پاس پہنچ گئی۔ مقصود مسکراتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا اور دونوں دوسرے کمرے میں داخل ہوئے۔ ڈاکٹر سیفر بھی آگیا اور دونوں کو ایک صوفے پر بٹھا کر ان کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

" میں نے ایک نئی ترکیب سے ان کو گرایا ہے ورنہ ان کی لاشیں ہم کو نہ ملتیں ـــ"

" کیا وہ مر کر نہیں گرے تھے ـــ؟" مقصود نے دریافت کیا۔

" نہیں ـــــ"۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ " میں نے پہلے ان کے گرد سطح کی کشش زائل کر دی اور جیسے ہی وہ گرے ایک دوسری لہر نے ان کے سر قلم کر دیئے۔"

نجمہ نے پوچھا: " آپ نے سطح کی کشش کیوں زائل کی ـــ؟"

" ہر ذی روح زمین کی کشش کے ماتحت چلتا ہے۔ اور جب وہ کشش

ایک ثانیہ ہی کے لئے بھی زائل ہو جاتی ہے تو وہ گر پڑتا ہے ــــــ مثال کے طور پر زلزلہ کے وقت زمین کی کشش زائل ہو جاتی ہے اور گرنے والا جھٹکے بند ہونے سے پہلے نہیں اٹھ سکتا ہے۔"

مقصود نے دریافت کیا۔ "کیا آپ کو فوزائیوں کے متعلق یہ باتیں پہلے ہی سے معلوم تھیں؟"

"نہیں ــــــ ابھی نصف گھنٹہ قبل معلوم ہوئی ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے جواب دیا۔" ان کی نو لاشیں ماہرین علم تشریح البدن کے پاس بھیج دی گئی تھیں اور انکی ابتدائی رپورٹ یہاں آنے سے قبل مجھ کو ملی۔ اب وہ ایک ایک عضو اور ایک ایک رگ کو دیکھیں گے۔"

نجمہ بول اٹھی "۔۔۔ اور اس کے بعد یہ لاشیں جلا دی جائیں گی۔"

"نہیں ــــــ ان کو مسالے لگا کر عجائب خانوں میں محفوظ کر دیا جائے گا۔"

پندرہ بیس منٹ تک فوزائیوں کے متعلق باتیں کرنے کے بعد وہ ایک وسیع شہ نشین میں پہنچے۔ اس میں چاروں طرف عفاقی عہدیدار بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے دو تین افراد سے باتیں کرنے کے بعد مقصود سے کہا۔

"مغربی اور جنوبی محاذ پر بھی فوزائی پسپا ہو رہے ہیں اور غالباً نصف شب تک ان کے دونوں جنگی مستقر ان سے چھین لئے جائیں گے۔"

مقصود نے کہا۔ "مجھے یہ خبریں سنکر آپ سے زیادہ مسرت ہو رہی ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "میں تم لوگوں کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد خاآل چلا جاؤنگا۔ یہ وفاقی نظام کا صدر مقام ہے اور آج وفاقی مجلس اعلیٰ کی مشاورت ہوگی۔"

"۔ اور واپسی کب ہوگی۔؟" نجمہ نے دریافت کیا۔

"رات کو کھانے کی میز پر ملوں گا۔"

"علی اکبر اور سلیم رضا کا بھی کوئی پتہ چلا۔؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"وہ غالباً مغربی محاذ پر ہیں۔ اور دلشاد خواجہ احمد اور ہمدانی اسی عمارت میں ہیں اور تم لوگ ہر وقت ان سے گفتگو کر سکتے ہو۔ میں نے ان کمروں کے نگراں سے کہدیا ہے تم جس کا نام بتاؤ گے وہ اس کو بلا لائیگا۔"

ڈاکٹر سیفر کے جانے کے بعد نجمہ نے علی اکبر کی بیوی دلشاد بانو کو بلا لیا اور اس سے باتیں کرنے لگی۔ مقصود نے دلشاد بانو سے کہا۔

"علی اکبر نے اپنے لئے بہت برا کیا ہے۔ اس نے انسانوں سے رشتہ توڑ کر ایک ایسی مخلوق سے تعاون کیا ہے جو انسان نہیں ممکن ہے وہ اس کو ہلاک کر دیں۔"

"میں ان کو مردہ تصور کر چکی ہوں۔ اب میں ان کی زوجیت میں نہیں ہوں۔ میں خواجہ احمد سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔"

نجمہ نے پوچھا۔ "کیا تم کو انکی موت کا صدمہ نہ ہوگا؟"۔

"مجھے خوشی ہوگی۔" دلشاد بانو نے فوراً جواب دیا۔

کچھ دیر بعد مقصود نے خواجہ احمد اور ہمدانی کو بھی بلا لیا۔ کھانے

کے وقت ڈاکٹر سیفر بھی آ گیا۔ نجمہ نے دلشاد بانو خواجہ احمد اور ہمدانی کو بھی اپنے ہی ساتھ کھانا کھلایا۔ ڈاکٹر سیفر نے چلتے وقت دلشاد بانو اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔

"علی اکبر اور سلیم رضا کو عفاقیوں نے مغربی مورچے پر گرفتار کر لیا ہے۔ نوزانیوں نے برقی لہروں سے ان دونوں کا دماغ ماؤف کر دیا ہے اور اب وہ اپنے متعلق یہ بھی نہیں بتا سکتے ہیں کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔"

دلشاد بانو خاموش بیٹھی ہوئی سنتی رہی اور جب ڈاکٹر سیفر چلا گیا تو اس نے مقصود اور نجمہ سے کہا۔

"آپ لوگوں کو میرے چال چلن پر شبہ ہو گا۔ اور ہونا بھی چاہیئے اس لئے کہ واقعات کی نوعیت ہی ایسی تھی اور کسی کو بھی میرے صحیح حالات کا علم نہیں تھا اور نہ کوئی میری مجبوریوں اور میری بے بسی اور بیچارگی کو سمجھ سکتا تھا۔"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو۔؟" نجمہ نے اس سے سوال کیا۔

"پہلے میرے حالات سن لئے جائیں۔"

"سناؤ۔" نجمہ نے کہا۔

دلشاد بانو نے کہا۔ "علی اکبر میری پھوپھی کا لڑکا ہے۔ میرے والدین بچپن ہی میں مر گئے اور میری پھوپھی نے مجھ کو پالا پروان چڑھایا اور جب میں سن شعور کو پہنچی تو میری مرضی معلوم کئے بغیر میری شادی اس سے کر دی۔"

نجمہ نے پوچھا: "کیا تم کو یہ رشتہ پسند نہیں تھا۔؟"

"قطعی نہیں ——"۔ دلشاد بانو نے کہا: "مجھے ہمیشہ علی اکبر سے نفرت رہی ہے —— لیکن میں بے بس تھی۔ یہ میرے پڑوس میں رہتے تھے"۔ اس نے خواجہ احمد کی طرف اشارہ کیا"—— اور میں ان سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ سلیم رضا علی اکبر کے چچا کا لڑکا ہے۔ وہ بھی ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ شادی کے بعد بھی اس نے میرا پیچھا نہ چھوڑا میں نے علی اکبر سے اس کی شکایت بھی کی لیکن اس نے ہنس کر ٹال دیا۔

"کیوں —— ؟" نجمہ نے سوال کیا۔

"سلیم رضا متمول والدین کا اکلوتا لڑکا ہے اور وہ اس کو مے نوشی کے لئے رقم دیتا رہتا تھا۔"

"قصّہ دلچسپ ہے ——"۔ نجمہ نے مسکرا کر کہا۔

"کاش آپ میری مجبوریوں کو بھی محسوس کریں۔"

"مجھے احساس ہے ۔" نجمہ نے اس کو یقین دلایا۔

دلشاد بانو نے کہا: "جب میں اس کی طرف سے مایوس ہو گئی تو میں نے ان سے کہا۔" اس نے پھر خواجہ احمد کی طرف اشارہ کیا۔

خواجہ احمد نے دلشاد بانو کے بیان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا۔ "شراب نے علی اکبر کو اندھا کر رکھا تھا۔ اگر انکی طبیعت میں آوارگی ہوتی تو وہ ان سے پیشہ کرانے میں بھی جھجک نہ محسوس کرتا ——"

نجمہ نے کہا: "اسکا تو مجھ کو بھی علم ہے کہ وہ ہر وقت نشے میں رہتا تھا۔"

دلشاد بانو نے کہا۔ "جب اس نے ایک انقلابی جماعت سے ساز باز شروع کی تو میں نے اس کو منع کیا لیکن اس کو دھمکی کی وہ پوٹلیں روز ملنے لگیں اور اسے میری ایک نہ سنی اور ایک روز مجھ کو بھی وہاں لے جانا چاہا جہاں وہ لوگ جمع ہوتے تھے۔ لیکن میں نے درد سر کا بہانہ کر کے اس کو اس روز ٹال دیا اور ان سے کہا کہ مجھ کو تباہی سے بچانے کے لئے یہ بھی اس کے گروہ میں شامل ہو جائیں۔"

نجمہ اور مقصود نے خواجہ احمد کی طرف دیکھا۔ اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مجھے ان لوگوں کی جائے رہائش کا بھی علم ہے۔"

ہمدانی نے بھی دلشاد بانو کے بیان کی تصدیق کی۔ خواجہ احمد نے کہا۔

"جس روز ہم نے آپ لوگوں پر حملہ کیا تھا اس روز علی اکبر نے مجھ سے کہا تھا کہ ہم ایک خزانہ دریافت کرنے جا رہے ہیں۔ اور اس کا راز ڈاکٹر مقصود اور مس نجمہ اطہر کو معلوم ہے اس لئے ان کو پکڑ کر لے چلیں گے۔"

دلشاد نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر مجھے اس کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا گیا تو میں جان دیدوں گی ——— میں نے خود کو اب تک جس طرح بچایا ہے اس کا صرف خدا ہی کو علم ہے۔"

"مجھے تم سے ہمدردی ہے۔" نجمہ نے کہا۔ "واقعی تمہارے ساتھ علی اکبر نے زیادتی کی ہے خیر تم فکر نہ کرو۔ میں کل ڈاکٹر سیفر سے تمہارے متعلق گفتگو

کروں گی۔"

کچھ دیر بعد وہ سب اپنی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔

نجمہ حسب عادت علی الصبح بیدار ہوئی۔ مقصود بھی اٹھ چکا تھا۔ نجمہ اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں آگئی۔ انکی دیکھ بھال اور خدمت کے لئے آٹھ عقاقی خدمتگار مقرر کر دیئے گئے تھے۔ اور وہ ہر وقت ان کے کمروں کے دروازے کے سامنے رہتے تھے۔ وہ اسوقت ڈرائنگ روم کے دروازے پر موجود تھے۔ نجمہ کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک نے بڑھ کر نجمہ کے سامنے ایک پرچہ پیش کیا۔ اس نے پرچہ کھول کر پڑھا ڈاکٹر سیفر نے اس کو لکھا تھا۔

اچھی نجمہ۔

مقصود کو لیکر میرے پاس آجاؤ۔ میں عارضی رہائش گاہ کے چمن میں ہوں۔ تمھارا خدمتگار تم دونوں کو میرے پاس پہنچا دے گا۔

سیفر!

نجمہ نے پرچہ مقصود کو دیدیا۔ اس نے پڑھ کر کہا۔

"چلو۔۔ وہ انتظار کر رہے ہوں گے۔۔"

دونوں خدمتگار کے ساتھ رہائش گاہوں کے سامنے ایک چمن میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر سیفر پھولوں کے تختوں کے درمیان ایک مدور سنگین چبوترے پر ٹہل رہا تھا۔ وہ دونوں کو دیکھتے ہی مسکرایا اور بڑھ کر مصافحہ کیا۔

"کیا آپ ابھی آ رہے ہیں——؟" مقصود نے دریافت کیا۔

"ہاں — کوئی ایک گھنٹہ قبل——"۔

"تو آپ وہاں کیوں نہیں آئے——؟"۔ نجمہ نے پوچھا۔

"اسوقت میں صاف اور تازہ ہوا میں بیٹھنا چاہتا تھا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "آج سے لوگ کھلے ہوئے شہروں میں واپس جانا شروع کر دیں گے"۔ چبوترے پر آٹھ دس کوچ پڑے ہوئے تھے اور وسط میں ایک بڑی مدور میز رکھی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے دونوں کو بٹھایا اور ان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں رات کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں سو یا ہوں"۔

"آپ لوگوں نے کیا فیصلے کئے ہیں——؟"

"گرہ فیلورس سے کل سے عورتوں اور بچوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو جائیگا اور تین روز میں سب واپس آ جائیں گے——"

نجمہ نے پوچھا۔ "کیا ان کو اڑن طشتریوں کے ذریعہ لایا جائیگا——؟"

"نہیں —— ان کو عفریت پیکر ہوائیوں کے ذریعہ وہاں پہنچایا گیا تھا۔ وہ ہوائیاں اس وقت یہاں سے روانہ ہو رہی ہیں اور کل ان کا پہلا قافلہ واپس آئیگا——"

فونزائیوں کی کیا حالت ہے——؟" مقصود نے دریافت کیا۔

ان کو دونوں محاذوں پر شکست ہو چکی ہے اب تک ساڑھے تین لاکھ فونزائی ہلاک ہوئے ہیں باقیماندہ راہ فرار اختیار کر رہے ہیں۔"

"کرہ فوزان پر کب حملہ کیا جائیگا ۔؟"

"آج دوپہر کو دس اڑن طشتریاں اس طرف پرواز کریں گی اور چالیس گھنٹے بعد واپس آجائیں گی اور اس قلیل عرصہ میں ان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا ہوگا ۔"

نجمہ نے پوچھا۔ "ہم لوگ کب تک یہاں رہیں گے ۔؟"

"ناشتہ کرکے ہم ایک اڑن طشتری پہ تفریحی پرواز کریں گے تاکہ تم دونوں کرہ عفاق کی طائرانہ سیر کر لو ۔"

نجمہ نے دلشاد کے متعلق سب کچھ بتا کر کہا۔

"وہ ہماری ہمدردی کی مستحق ہے ۔"

بہتر ہے ——— "۔ ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔" اس تفریحی پرواز میں تم دلشاد، خواجہ احمد اور ہمدانی کو بھی شریک کر سکتی ہو ۔"

"تو ان کو ناشتہ پہ بلا لوں؟ "

"میں ان کو بلاتا ہوں ۔"

ڈاکٹر سیفر نے اس کو جواب دیا اور ایک عفاقی کو بھیج کر دلشاد خواجہ اور ہمدانی کو بلا لیا۔ ان سب نے وہیں ناشتہ کیا اور نصف گھنٹہ بعد تفریحی پرواز کے لئے روانہ ہوئے ۔

فوزانیوں نے دو سال میں دس ہزار مربع میل کا علاقہ بالکل برباد کر دیا تھا۔ نصف درجن سے زیادہ شہر جلا کر خاک کر دیئے تھے لیکن فوزانیوں کی تینوں محاذوں پر پسپائی کے چالیس گھنٹے بعد ہی سے مجلسِ یحالی

اس کے عملے نے تعمیری کام شروع کر دیا تھا اور جا بجا ہزاروں افراد عارضی رہائش گاہیں بنا رہے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے ارضی مہمانوں کو کرہ غفاق کے چند قدرتی مناظر بھی دکھائے۔ وہ وفاقی دار السلطنت غاآل کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے اس بڑی جھیل تک پہنچ گئے جو بحر غاآل کے نام سے مشہور تھی۔ اس جھیل کے ساحل پہ آٹھ بڑے شہر آباد تھے لیکن انکی بیشتر آبادی جا چکی تھی۔

ڈاکٹر سیفر نے مجھ سے کہا۔ "تین روز کے اندر عورتیں اور بچے واپس آ جائیں گے اور ہر طرف پہلے جیسی چہل پہل نظر آنے لگے گی اس وقت تم ان شہروں کی رونق دیکھ کر یقیناً خوش ہو گے۔"

وہ ایک بجے جائے قیام پہ پہنچے سب نے ایک ساتھ کھانا کھایا اور ایک ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

A. M. Ilyas
Safdar Hashmi

(۱۸)

واپسی

تیسرے روز سہ پہر کو غاال کے ہوائی مستقر پر نجمہ مقصود اور ڈاکٹر سیفر کا شاہانہ طریقہ پر استقبال کیا گیا۔ ہوائی مستقر پہ پانچ لاکھ سے زیادہ عفاقی ان کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ میدان میں جا بجا لاؤڈ اسپیکر اور ٹیلی وژن لگے ہوئے تھے۔ نجمہ اور مقصود نے مائکروفون پر عفاقیوں کی مہمان نوازی اور عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ آواز کے ساتھ انکی شبیہہ بھی نہ صرف میدان میں جا بجا لگے ہوئے ٹیلی وژن کے پردوں پر نظر آرہی تھی۔ اور عفاقی عوام ہر طرف ان کو دیکھنے کے لئے ٹوٹے پڑ رہے تھے۔

صدر الصدور نے نجمہ مقصود اور ڈاکٹر سیفر سے مصافحہ کیا۔ ان کے ساتھ دلشاد بانو خواجہ احمد اور ہمدانی بھی تھے۔ مقصود نجمہ ڈاکٹر سیفر اور کرہ عفاق کے صدر الصدور ایک آراستہ کار میں بیٹھے دوسری کار میں دلشاد خواجہ احمد ہمدانی اور غاال کے شہری ناظم کو بٹھایا گیا ان کے پیچھے دیگر اعلیٰ عہدیداروں کی کاریں تھیں۔ وہ سب ایک جلوس کی شکل میں شہر کی بڑی سڑکوں آراستہ بازاروں اور رنگ برنگ روشن پارکوں اور باغوں سے گذرتے ہوئے صدر کی جائے رہائش پر پہنچ گئے

سب نے سبزہ پر رنگین ریشمی چھتریوں کے نیچے چائے پی اور سرکاری تقریب میں شرکت کے لئے اس وسیع میدان میں پہونچے جس میں تین لاکھ عفاقی پہلے سے موجود تھے۔ صدر الصدور نے عفاقیوں کی طرف سے انکا شکریہ ادا کیا۔ آفتاب غروب ہونے کے بعد عفاقی رہنما اسٹیج پر آئے اور تقریریں کرتے رہے۔ رات کو کھانے کے بعد ایک جھیل کے کنارے آتشبازی کا مظاہرہ ہوا اور نصف شب سے کچھ پہلے وہ لوگ اس عمارت میں پہنچے جو ان کے لئے آراستہ کی گئی تھی۔ وہ سب بہت زیادہ خستہ ہو رہے تھے اس لئے اپنی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔

کرہ عفاق پر ایک ہفتہ تک جشن فتح منایا گیا۔ اس عرصہ میں نجمہ اور مقصود نے اس دنیا کے بارہ بڑے شہروں کو دیکھا اور سرکاری تقریبات میں حصہ لیا۔ دلشاد خواجہ احمد اور ہمدانی بھی ان کے ساتھ تھے۔ دوران سفر میں انھوں نے دو بار اسد اور موسیٰ اطہر سے گفتگو کی۔ علی اکبر اور سلیم رضا واپس آچکے تھے لیکن وہ پچھلی باتیں بھول چکے تھے۔ عفاقی ڈاکٹروں نے طبی معائنہ کے بعد کہدیا تھا کہ ان کے دماغ کی چند رگیں برقی لہروں کے اثر سے خشک ہو چکی ہیں اس لئے انکو کوئی بات چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں یاد رہیگی۔ دلشاد بانو کو اس کا کوئی غم نہیں تھا۔ وہ علی اکبر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتی تھی۔ سلیم رضا اور علی اکبر پاگلوں کی طرح خاموش بیٹھے رہتے تھے۔ وہ

دوسروں کو ہنستا ہوا دیکھ کر ہنس دیتے تھے اور جب کوئی ان سے گفتگو کرتا تھا تو بغیر سوچے سمجھے باتیں کرنے لگتے تھے۔ نجمہ اور مقصود کو ان کی حالت دیکھ کر بہت افسوس ہوتا تھا لیکن دونوں مجبور تھے۔ عفاقی ڈاکٹروں اور رگوں کے ماہروں نے قطعی طور پر کہہ دیا تھا کہ ان رگوں میں دوران خون ناممکن ہے اور وہ رگیں اس قدر باریک ہیں کہ آپریشن بھی نہیں ہو سکتا ہے۔

جس روز فتح کا جشن ختم ہوا اسی روز نجمہ نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"ہم یہاں کب تک رہیں گے۔؟"

"کل دوپہر تک۔۔۔۔" ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر جواب دیا "کل صبح صدر الصدور ڈاکٹر مقصود کو مجلس اعلیٰ کے اراکین کی موجودگی میں 'عفاق کے نجات دہندہ' کے خطاب سے سرفراز کریں گے اور عوام، وفاقی ریاستوں، انجمنوں اور صدر الصدور کی طرف سے تم دونوں کو تحائف دیئے جائیں گے۔"

نجمہ نے حیرت و مسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ دریافت کیا۔

"کیا واقعی یہ اس خطاب کے مستحق ہیں۔؟"

اس نے مقصود کی طرف دیکھا۔ وہ اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"کیوں مقصود! کیا واقعی تم اس کے مستحق ہو۔۔۔۔؟" اس نے مسکرا کر مقصود سے دریافت کیا۔

"تھا تو نہیں لیکن بنا دیا گیا ہوں۔۔۔۔"

"میں نے ابھی تک سولاد کو اس قدر اہمیت نہیں دی تھی۔"

"خیر اب اہمیت دے لینا۔ وہ دھاتوں کا ایسا مرکب ہے جو تمہارے کرہ ارض پر بھی انقلاب کا باعث ہو سکتا ہے۔"

"اچھا یہ بتائیے کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں گے نا ——؟"

"چلیں گے کیوں نہیں ——" مقصود نے کہا۔ "تم ہی اس روز وعدہ کرا چکی ہو۔"

"ضرور چلوں گا۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "—— لیکن ایک ہفتہ بعد واپس آجاؤں گا۔"

"—— لیکن میرا ارادہ ہندستان جانے کا ہے ——" نجمہ نے کہا۔

"تم ہندستان چلی جانا۔ میں وہاں بھی آؤنگا۔"

مقصود نے پوچھا۔ "تو کیا اب آپ ہماری دنیا میں نہیں رہیں گے؟"

"مستقل طور پر تو قیام نہ کرسکوں گا لیکن آمد و رفت ضرور رہیگی۔"

"کیوں ——؟" نجمہ نے پوچھا۔

"مجھے مجلس اعلیٰ کا رکن نامزد کیا گیا ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "اور اسی کے ساتھ غاآل کے سائنسی ادارہ کا نگراں بھی مقرر کیا گیا ہوں۔"

"یہ اعزاز مبارک ہو۔" نجمہ اور مقصود نے ایک ساتھ کہا۔

"مقصود! یہ سب تمہاری ذہانت کا نتیجہ ہے۔ اگر تم کرہ عفاق کو سولاد نہ دیتے تو یہاں انسانی نسل ناپید ہو جاتی۔"

"یہ سب اس کا کرم ہے۔" مقصود نے کہا: "ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ دور افتادہ دنیا۔ اس سفر نے مجھ پہ قدرت کے وہ راز ظاہر کر دیئے ہیں جو کرہ ارض کا انسان صدیوں بعد بھی نہیں معلوم کر سکتا تھا۔"

نجمہ نے کہا: "علی اکبر، سلیم نوشاد اور خواجہ احمد وغیرہ کے متعلق آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"ممکن ہے وہ دونوں کرہ ارض پہ پہنچ کر ٹھیک ہو جائیں لیکن دلشاد علی اکبر کا ساتھ نہیں دیگی۔"

"میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ ان سب کو کرہ ارض پہ پہنچا دیں گے۔؟"

"ہاں میں ان لوگوں کو تمہارے ہی ساتھ لے چلوں گا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا: "وہ یہاں رہ کر کیا کریں گے۔"

"دلشاد کہتی ہے کہ کرہ ارض پہ پہنچ کر اس کو علی اکبر کے رشتہ داروں کے حوالے نہ کیا جائے۔"

"مقصود بول اٹھا: "جی ہاں ـــــ ورنہ وہ خودکشی کر لیگی۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا: "علی اکبر پاگل ہو چکا ہے ایسی حالت میں اس کو عقد ثانی کا حق حاصل ہے۔"

"۔ ہاں۔" نجمہ نے کہا: "لیکن رسم دنیا بھی کرہ ارض پہ خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ممکن ہے علی اکبر کی والدہ اس کو دوسرے نکاح کی اجازت نہ دیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کچھ سوچ کر کہا۔" غالباً یہ نجمہ خواجہ احمد سے نکاح کر لینا چاہتی ہے۔"

"جی ہاں۔"

ڈاکٹر سیفر نے مقصود سے دریافت کیا۔

"کیا دوسرے نکاح سے پہلے طلاق حاصل کرنا ضروری ہے۔؟"

"جی ہاں۔ لیکن ایسی حالت میں جبکہ شوہر مخبوط الحواس اور پاگل ہو گیا ہو اس کی ضرورت ہی نہیں باقی رہ جاتی ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" واقعی جب وہ خود کو بھول چکا ہے تو بیوی کو کیا یاد رکھے گا۔ لیکن اگر طلاق نامے پر اس کے دستخط ہو جائیں تو کیا برائی ہے۔"

"تو پھر آج ہی یہ کام ہو جانا چاہیئے۔" نجمہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔" میں ان سب کو بلا کر لاتی ہوں۔"

وہ اٹھ کر چلی گئی۔ ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر مقصود سے کہا۔

"بہت بھولی اور سیدھی لڑکی ہے۔ ہر بات سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہے۔"

نجمہ دلشاد علی اکبر اور ان کے ساتھیوں کو بلا لائی۔ مقصود نے طلاق نامہ کی تحریر لکھی۔ علی اکبر نے نجمہ کے اشارے پر دستخط کر دیئے۔ نجمہ نے کہا۔

"دلشاد اور خواجہ کا نکاح بھی آج ہو جانا چاہیئے۔"

"نکاح کیسے ہو سکتا ہے۔؟" مقصود نے کہا۔" نکاح عدت

کی میعاد گزر جانے کے بعد ہوگا۔"

دلشاد نے کہا: "میں عدت کے دن گزار کر نکاح کروں گی۔"

خواجہ احمد نے کہا: "ڈاکٹر مقصود آخر اس کا فلسفہ کیا ہے؟"

"فلسفہ یہ ہے کہ اگر طلاق کے وقت عورت حاملہ ہو تو پہلے دوسرے یا تیسرے مہینے تک اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔" مقصود نے خواجہ احمد کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "ورنہ اگر عدت نہ ہو شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے اور اسی روز وہ دوسرا نکاح کرلے اور بعد میں یہ معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے تو وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ کس کا بچہ ہے۔"

"سمجھ میں آنے والی بات ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا: "صرف ایک اسی قانون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے انسان کیلئے مکمل ضابطہ حیات پیش کیا ہے۔"

مقصود نے کہا: "طلاق کے ساتھ عدت کی شرط اس لئے رکھی گئی تھی کہ اس زمانہ میں تین یا چار ماہ سے قبل حمل کی تصدیق نہیں ہو سکتی تھی لیکن اب زمانہ بہت ترقی کر چکا ہے۔ اور ایسے آلات ایجاد ہو چکے ہیں جو چند گھنٹوں کا حمل بھی ظاہر کر دیتے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ یہاں ایسے آلات ہیں یا نہیں لیکن ہماری دنیا میں ایسے آلات عام ہو چکے ہیں۔"

"ہمارے ڈاکٹر بھی عورت کو مشین کی ایک دبیز چادر کے پیچھے بٹھا کر غیر مرئی برقی لہروں سے یہ چیز بتا سکتے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "لیکن جب تک یہ طبی تصدیق قانونی طور پر نہ تسلیم کر لی جائے اور اس شرعی قانون میں علماء و فقہا ترمیم نہ کر دیں اس وقت اس کے خلاف ہر اقدام شرع کے خلاف ورزی

تسلیم کیا جائے گا۔"

مقصود نے مسکرا کر کہا "میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ان آلات پر یقین کر کے ہم کو عدت کے قانون کی پرواہ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ اب ایجادات کے پیش نظر اس قانون میں بھی ترمیم ہونا چاہیئے۔"

"اُف ـــ" ڈاکٹر سیفر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "باتوں باتوں میں دوپہر کے کھانے کا وقت آ گیا۔"

وہ سب اٹھ کر کھانے کے کمرے میں چلے گئے۔

دوسرے روز ناشتہ کے بعد ہی نجمہ مقصود اور ڈاکٹر سیفر صدر الصدور کی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ ان کے ساتھ دلشاد بانو خواجہ احمد اور ہمدانی بھی تھے۔ دوپہر تک نجمہ اور مقصود کے گرد تحائف کا انبار لگ گیا اور وہ سب صدر الصدور اور دیگر عہدیداروں کیساتھ دوپہر کا کھانا کھا کر اڑن طشتری پر کرہ ارض کی طرف روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر سیفر بہت خوش تھا۔ اس نے دونوں کے تحائف کی فہرست سامنے رکھ کر اس کی تفصیل بتانے کے بعد کہا۔

"ان میں سے ہر تحفہ کرہ ارض پر عجائبات عالم میں شمار کیا جائیگا۔"

نجمہ نے ہنس کر کہا۔ "ان میں آپ کا تحفہ نہیں شامل ہے۔"

"میں کرہ ارض پر پہنچکر تم کو ایک ایسا تحفہ دوں گا کہ تم تمام عمر اس کو جدا نہ کرو گی۔" ڈاکٹر سیفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "ایک ایسا تحفہ جو واقعی تمہارے شایان شان ہو گا۔"

"واقعی ـــــ ؟" نجمہ نے مسرت و استعجاب کے ملے جلے جذبات کے ساتھ دریافت کیا۔

"ہاں ـــــ واقعی وہ تمہارے لئے ایک قابل قدر تحفہ ہوگا۔"

"صرف مجھ ہی کو تحفہ دیجئے گا۔" نجمہ نے مسکرا کر دریافت کیا "ڈاکٹر مقصود کو نہیں دیجئے گا۔"

"ان کو بھی ایک تحفہ دوں گا۔ ایسا تحفہ جس کے وہ واقعی مستحق ہیں ـــــ وہ تمام عمر میرے اس تحفہ پر فخر کریں گے۔"

اس نے مسکرا کر مقصود کی طرف دیکھا اور وہ بھی مسکرا دیا۔ نجمہ نے فوراً گفتگو کا موضوع بدل کر کہا۔

"اچھا یہ تو بتائیے کہ تبریز میں اڑن طشتری کو کس جگہ اتاریئےگا؟"

"جہاں پہلے اتری تھی۔"

"لوگ اس کو اترتے دیکھ تو نہ لیں گے۔ ؟"

"نہیں ـــ" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "ہم شمالی کرہ ارض کے وقت کے مطابق ٹھیک ساڑھے چار بجے صبح پہاڑیوں سے گھرے ہوئے مختصر میدان میں اتریں گے اور اس کو اسی وقت اس طرح چھپا دیا جائے گا کہ دو فیٹ کے فاصلے پر کھڑا ہوا انسان بھی اس کو نہ دیکھ سکیگا۔"

مقصود نے پوچھا۔ "کیا احمد ارشاد اور علی اکبر وغیرہ کو اسی وقت رخصت کر دیجئے گا۔؟"

"ہاں ان کو اسی وقت شہر پہنچا دیجیے گا۔ دلشاد خواجہ احمد اور ہمدانی نے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ میرے ایما کے بغیر کسی سے ایک لفظ بھی نہ کہیں گے۔"

"کیا آپ کو ان پر اعتماد ہے ___" نجمہ نے پوچھا۔

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "وہ میری شخصیت سے واقف ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک ہفتہ بعد یہ راز دنیا کے لئے راز نہیں رہ جائیگا۔"

"کیا آپ روانگی سے قبل یہ راز ظاہر کر دیں گے۔؟"

"میں نہیں بلکہ تم اور مقصود ___" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "تم دونوں کے بیانات دنیا میں تہلکہ مچا دیں گے۔"

پردے پر ہلکا ہلکا غبار نظر آیا اور ڈاکٹر سیفر اٹھ کر ٹیلی وژن کے پاس پہنچ گیا۔

نجمہ اور مقصود باتیں کرنے لگے۔ نجمہ نے کہا۔

"میں ان لوگوں کو بھی بلا لاؤں ___"

وہ اٹھ کر چلی گئی اور کچھ دیر بعد دلشاد خواجہ احمد اور ہمدانی کے ساتھ واپس آئی۔ علی اکبر اور سلیم رضا بھی ان کے ساتھ تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے سب کو کرسیوں پر بٹھایا اور وہ سب دریچوں سے فضائے بسیط میں دیکھنے لگے۔ اڑن طشتری کرہ عفاق کی فضا سے ہزاروں میل دور پہنچ چکی تھی اور اب وہ کرہ نیلے پس منظر میں ایک چھوٹے ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔

سب نے سہ پہر کی چائے اسی کمرے میں پی اور اٹھ کر ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔ اسی روز ڈاکٹر سیفر نے برقی لہروں سے علی اکبر اور سلیم رضا کے دماغ کو متاثر کرنے کی کوشش کی لیکن اس کو کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔

تیسرے روز نجمہ کو فضا میں ایک تارہ نظر آیا۔ وہ دوسرے تاروں سے زیادہ روشن تھا۔ دلشاد بانو اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ نجمہ نے کہا۔

"اب شاید ہم اپنے نظام شمسی میں پہنچ چکے ہیں اور سامنے کرہ ارض نظر آ رہا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن کے قریب سے اس کی تصدیق کی۔ مقصود بھی ٹہلتا ہوا دونوں کے پاس پہنچ گیا۔ دلشاد بانو اس کو دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی۔

"تشریف رکھیئے۔" مقصود نے اس کو بٹھاتے ہوئے کہا اور خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر سیفر نے ٹیلی وژن کے پردے کی طرف دیکھتے ہوئے ان لوگوں سے کہا۔

"تم لوگ اپنی گھڑیاں کرہ ارض کے وقت کے مطابق صحیح کر لو۔ اب کرہ ارض پر دس بج کر پچیس منٹ آئے ہیں اور رات کا وقت ہے۔ ہم چھ گھنٹے پانچ منٹ بعد سطح ارض پر ہوں گے۔"

سب نے گھڑیاں صحیح کر لیں اور کرہ ارض کی طرف دیکھنے لگے۔

نجمہ نے کہا۔

"سہ پہر کی چائے کے بجائے ہم کو عفاقی وقت کے مطابق سات بجے شب کو کھانا کھا لینا چاہیئے ——— کیونکہ اس وقت کے مطابق ساڑھے آٹھ بجے ہم سطح ارض پر ہوں گے اور وہاں صبح کے ساڑھے چار بجے ہوں گے۔"

نجمہ کی تجویز کے مطابق ان سب نے ایک گھنٹہ قبل رات کا کھانا کھا لیا اور کنٹرول روم میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اب کرہ ارض چاند کی جسامت سے بھی بڑا نظر آنے لگا تھا اس کا وہ حصہ جو ان کے سامنے تھا بالکل تاریک تھی۔ مشرق کی طرف سیاہی ہلکی ہوتی چلی گئی تھی اور کنارے پر سفیدی نظر آرہی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"تم کرہ ارض پر اترنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

سب اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے اور کچھ دیر بعد تیار ہو کر آگئے۔ فضا تاریک ہو چکی تھی اور حد نظر تک کرہ ارض پھیلا ہوا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ بعد فضا کی سیاہ دبیز چادر کے نیچے ان کو گہرے اور ہلکے نقوش نظر آنے لگے۔

"یہ پہاڑ اور میدان ہیں ——" نجمہ نے دلشاد بانو سے کہا۔ وہ دونوں دریچے کے پاس کھڑی ہوئی تھیں۔ مقصود نے اشارہ کیا اور وہ دونوں بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر بعد اڑن طشتری ایک معمولی طیارے

کی طرح پرواز کرتی ہوئی سطح زمین کے قریب پہنچی اور تبریز کے قریب ڈاکٹر سیفر کے نجی اڈے کی سطح پر اتر گئی۔

سپیدہ سحر کا آغاز ہو چکا تھا اور پہاڑی کے دامن کی ہر چیز دھندلی نظر آ رہی تھی۔ ڈاکٹر سیفر نجمہ مقصود اور دیگر افراد کے ساتھ اڑن طشتری کے نچلے حصے میں پہنچا اور سطح کی سمت کھلنے والے دروازے کے سامنے ٹھہر کر مقصود سے کہا۔

مقصود سب سے پہلے تم سطح ارض پر اترو گے اس کے بعد نجمہ پھر میں اور میرے بعد ——" اس نے دلشاد کی طرف دیکھ کر کہا۔ "تم اور تمہارے ساتھی ——"

اس نے دروازہ کھولا اور مقصود سطح پر اترا۔ اڑن طشتری کے دروازے سے کچھ ہی فاصلہ پر موسیٰ اطہر اور مقصود کے والد منصور ایک برقع پوش خاتون کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔ اپنے والد کو دیکھتے ہی مقصود "ابو" کہہ کر انکی طرف بڑھا اور ان سے لپٹ گیا۔ نجمہ دوڑ کر اپنے باپ سے لپٹ گئی۔ ڈاکٹر سیفر بھی مسکراتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا برقع پوش خاتون نے ہلکی سی سسکی لے کر "میرے لعل" کہتے ہوئے مقصود کو اس باپ کے بازوؤں سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگا لیا۔

دلشاد خواجہ احمد ہمدانی اور علی اکبر وغیرہ دروازے کے سامنے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ مقصود کے والد منصور نے بڑھ کر ڈاکٹر سیفر سے مصافحہ کیا اور اس کے سینے سے لپٹ گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے

معانقہ کرتے ہوئے مقصود سے کہا۔

"مقصود میاں! موسیٰ اطہر سے ملو۔"

مقصود فوراً اپنی والدہ کے بازوؤں سے نکل کر موسیٰ اطہر کی طرف بڑھا۔ منصور بھی اس طرف متوجہ ہو گئے اور مقصود سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"مقصود یہی تمہارے چچا منظور ہیں۔"

نجمہ اور مقصود متحیر ہو کر ایک ایک کی صورت دیکھنے لگے۔ منصور نے نجمہ کو کھینچ کر اس کی پیشانی کا بوسہ لیتے ہوئے کہا۔

"بیٹی میں تمہارے باپ کا بڑا بھائی ہوں اور یہ تمہاری چچی ہیں۔"

انہوں نے اپنی اہلیہ کی طرف اشارہ کیا ہی تھا کہ نجمہ خود بڑھ کر ان سے لپٹ گئی اور دونوں سسکیاں لیکر رونے لگیں۔ مقصود موسیٰ اطہر کے سینے سے لپٹا ہوا تھا اور وہ اس کی پشت تھپتھپا کر دعائیں دے رہا تھا۔ ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو موسیٰ اطہر سے علیحدہ کرتے ہوئے کہا

"یہاں زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔"

دلشاد بانو اور اس کے ساتھی بھی ان کے قریب آ گئے۔ موسیٰ اطہر نے کہا۔

"کاریں موجود ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے خواجہ احمد اور ہمدانی سے کہا۔

"تم لوگ تبریز جا کر کسی ہوٹل میں قیام کرو اور وہاں پہنچکر میری ہدایت

کے مطابق عمل کرو۔ اور شام کو میرے پاس آؤ۔"

موسیٰ اطہر نے ایک بڑی کار کی طرف اشارہ کیا اور وہ ان کے قریب آکر ٹھہر گئی۔ دلشاد بانو خواجہ احمد ہمدانی علی اکبر اور سلیم رضا اس میں بیٹھے اور وہ چلی گئی۔

اڑن طشتری سے کچھ فاصلہ پر ایک بڑا اسٹیشن ویگن کھڑا ہوا تھا وہ سب اس میں بیٹھ کر ڈاکٹر سیفر کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ ڈاکٹر سیفر کے مددگار اور کوٹھی میں کام کرنے والے چھوٹے اور بڑے ملازم پورٹیکو کے سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ اسٹیشن ویگن جیسے ہی احاطہ میں داخل ہوا سب نے ڈاکٹر سیفر زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔

ڈاکٹر سیفر مقصود اور نجمہ نے اتر کر سب سے ہاتھ ملایا اور ڈرائنگ روم میں چلے گئے۔ ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر سے کہا۔

"ہم تین ساڑھے تین گھنٹے بعد ناشتہ کریں گے میں غسل کرنے جا رہا ہوں ———"۔

"——— لیکن سنئے تو ———"۔ نجمہ مسکرا کر کھڑی ہو گئی اور ڈاکٹر سیفر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے یہ بتانے جائیے کہ کیا آپ کو ان باتوں کا علم تھا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔" ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔

مقصود فوراً بول اٹھا۔ "یہی کہ قبلہ موسیٰ اطہر صاحب میرے چچا ہیں ———"۔

ڈاکٹر سیفر اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا اور سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

"ہاں مجھے ان باتوں کا علم تھا۔ اس میں اتفاقات اور میری جستجو اور معلومات دونوں کو دخل ہے۔ میری ملاقات موسیٰ اطہر سے پہلی بار بیروت میں ہوئی اور مجھ کو ان کے حالات معلوم ہو گئے اسکے بعد یہ محض ایک اتفاق تھا کہ نوجوان سائنسدانوں کی تلاش میں میری نظر انتخاب ڈاکٹر مقصود پہ پڑی اور جب میں نے ان کے حالات معلوم کیے تو اس رشتہ کا علم ہوا۔"

اطہر نے کہا۔ "لیکن آپ نے کبھی مجھ سے اس کا تذکرہ نہیں کیا کہ مقصود میرے بڑے بھائی کے صاحبزادے ہیں۔"

"میرے دوست میں ارضی انسان نہیں ہوں جو قبل از وقت بھی راز ظاہر کر دیتے ہیں۔" ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اگر میں آج سے قبل اس راز کو ظاہر کر دیتا تو آج تم لوگوں کو یہ خوشی نہ ہوتی۔ آج تم سب کی مسرتوں کی معراج ہے۔ اور میں اسی دن کا منتظر تھا۔"

مقصود نے اپنے والد سے دریافت کیا۔

"ابو —— آپ کو کب ان باتوں کا علم ہوا ——"۔

"کل —— "۔ مقصود نے جواب دیا۔ "ڈاکٹر سیفر کی ہدایات پر اسد نے مجھ کو اور تمھاری والدہ کو چار پانچ روز قبل دہلی بلا لیا تھا کل انھوں نے ٹیلی وژن پر مجھے منظور کی شبیہہ دکھائی۔ اگرچہ پندرہ

سال میں یہ بہت بدل گئے ہیں لیکن میں نے ان کو اور انہوں نے مجھ کو پہچان لیا اور میں کل ہی ایک طیارے کے ذریعہ شام کو یہاں پہنچ گیا۔

"نجمہ ۔۔" ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر نجمہ سے کہا۔ "اب تو مجھ کو جانے کی اجازت دو گی" ۔ میں غسل کرنا چاہتا ہوں۔ میری طبیعت اُلجھ رہی ہے۔"

نجمہ مسکرا دی ۔ ڈاکٹر سیفر ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ نجمہ مقصود کی والدہ سے باتیں کرنے لگی۔ سوسی اطہر نے مقصود سے کہا۔

ڈاکٹر اسد آج آٹھ بجے تم سے گفتگو کریں گے۔"

وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر سیفر بھی واپس آگیا۔ ساڑھے سات بجے سب نے ناشتہ کیا اور نجمہ مقصود کی والدہ کے ساتھ اپنی سہیلی سکینہ کے یہاں چلی گئی۔ مقصود ڈاکٹر اسد سے گفتگو کرنے کی غرض سے محل میں چلا گیا۔

ڈاکٹر سیفر سوسی اطہر اور منصور سبزے پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر سیفر نے دونوں بھائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"ہم سب کو اس قادر مطلق کا شکر ادا کرنا چاہیئے جس نے سب کو اس ڈرامائی طریقے پر ملایا ہے۔ اسی کے ساتھ میں تم دونوں سے یہ استدعا کروں گا کہ پرسوں تک مقصود سے نجمہ کی شادی ہو جائے تاکہ میں بھی اس جشن سعید میں شریک ہو سکوں۔"

موسیٰ اطہر نے کہا۔ "یہ ایسی بات نہیں ہے کہ آپ مجھ سے یا بھائی صاحب سے دریافت کریں۔ دونوں آپ ہی کے بچے ہیں آپ کو حق حاصل ہے۔"

"بے شک ۔۔۔" منصور نے کہا۔ "میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ میری بھی تمنا تھی کہ مقصود کی شادی منظور کی لڑکی سے ہو۔ لیکن جب یہ لاپتہ ہو گئے تو میرا دل ٹوٹ گیا بہر حال آپ تاخیر نہ کیجئے۔"

ڈاکٹر سیفر نے موسیٰ اطہر سے کہا۔ "تم اسی وقت سے انتظامات شروع کر دو۔ پرسوں گیارہ بجے نکاح ہوگا۔ میں آج ڈاکٹر اسد پریم اور دیگر ہندوستانی سائنسدانوں کو مدعو کر دوں گا اور وہ پرسوں دوپہر سے قبل یہاں آ جائیں گے۔"

موسیٰ اطہر اٹھ کر چلا گیا۔ ڈاکٹر سیفر بھی تمام دن مصروف رہا اس نے عفاقی تحائف ایک کمرے میں قرینے سے لگا دیئے۔ وہ اپنے ساتھ دیگر چیزیں بھی لایا تھا ان میں ایک نوزائی کی حنوط شدہ لاش بھی تھی۔ دوپہر کے کھانے کے بعد اس نے نجمہ اور مقصود کو لاش اور دیگر چیز دکھا کر کہا۔

"میں تم لوگوں کی طرف سے یہ چیزیں تبریز کے عجائب خانے کو دینا چاہتا ہوں۔"

وہ کچھ دیر بعد کسی ضرورت سے اپنے محل میں چلا گیا۔

(۱۹)

نیک ہدایات

نجمہ دوپہر کو واپس آچکی تھی۔ سہ پہر کی چائے پینے کے بعد منصور صاحب کی اہلیہ نے اس سے کہا۔

"بیٹی نجمہ ہمکو بازار سے ضروری اشیاء خرید نا ہیں کیا اسوقت تم بھی ہمارے ساتھ چل سکتی ہو۔"

"اچھی امی مجھ سے دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے مجھکو حکم دیجئے میں تعمیل کرونگی۔"

مقصود کی والدہ نے اسکو دعائیں دیکر اپنے شوہر سے کہا۔

"چلئے نجمہ کے ساتھ بازار ہو آئیں۔"

مقصود کی والدہ اور منصور صاحب نجمہ کیساتھ بازار چلے گئے۔

ایک گھنٹہ بعد ڈاکٹر سیفر کے پاس دلشاد بانو اور خواجہ احمد آئے۔ ڈاکٹر سیفر نے انکو اپنے کمرے میں بٹھایا اور ان سے باتیں کرنے لگا۔ دلشاد بانو نے اس سے کہا۔

"ہم عدالت سے آرہے ہیں میں نے یہ طلاق نامہ ایک درخواست کے ساتھ عدالت میں پیش کیا تھا۔ عدالت نے اس پہ مہر توثیق لگادی ہے اور اسے جائز قرار دیدیا ہے۔"

ڈاکٹر سیفر نے دونوں کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا۔

"خدا تم دونوں کو پرمسرت ازدواجی زندگی عطا فرمائے۔ عدت کے بعد نکاح کرنا اور ہمیشہ برائی سے بچتے رہنا۔ بدی چاہنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے یہ تم دیکھ چکے ہو۔ خدا علی اکبر اور سلیم رضا پر رحم کرے۔ وہ دونوں اچھے ہوتے نظر نہیں آتے ہیں۔"

اسی وقت مقصود کمرے میں داخل ہوا اور دلشاد بانو کو دیکھتے ہی کہا۔

"علی اکبر کہاں ہیں ——؟"

"اپنی ماں کے پاس ہیں۔ لیکن ابھی تک انکو پہچان نہیں سکے ہیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا "واقعی اس غریب کی حالت قابل رحم ہوگی۔ اسکے یہی ایک لڑکا ہے خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اسکے دل پہ کیا بیت رہی ہوگی۔"

مقصود نے کہا "میں نے ابھی ڈاکٹر اسد سے مشورہ کیا تھا انکا خیال ہے کہ ایک جاپانی ماہر دماغ ڈاکٹر شیڈا انکو اچھا کرسکتا ہے۔ وہ یاکوہاما اور ٹوکیو کے درمیان ایک قصبہ میں رہتا ہے ——"

دلشاد بانو نے کہا "مجھے علی اکبر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور نہ پہلے تھی۔ لیکن ایک انسان کی حیثیت سے ہمدردی ضرور ہے۔ اگر وہ اچھے نہ ہوئے تو انکی ماں بے موت مرجائیں گی ——"

ڈاکٹر سیفر نے کہا "ڈاکٹر اسد پرسوں یہاں آئیں گے۔ ان سے مشورہ کے بعد دونوں کے لئے کوئی انتظام کیا جائیگا۔"

مقصود نے خواجہ احمد سے پوچھا "اشرف ہمدانی کہاں ہیں ——؟"

"وہ اپنے مکان پر ہیں۔ شاید رات کو یہاں آئیں۔"

ڈاکٹر سیفر نے کہا:۔ میں شاید شام کو نہ مل سکونگا۔ لیکن کل صبح تم کو ضرور آؤںٔ"
دلشاد بانو اور خواجہ احمد کچھ دیر بعد چلے گئے۔ مقصود کو ابھی تک اس
کا علم نہیں ہوا تھا کہ تیسرے روز نجمہ سے اس کی شادی ہو جائیگی۔ ڈاکٹر سیفر
اسکو اپنے کمرے میں لے گیا اور اپنے پاس صوفے پر بٹھا کر کہا۔
"مقصود! شاید ابھی تم کو اس کا علم نہیں ہے کہ پرسوں تمہاری شادی ہے۔"
مقصود کے چہرے پر رنگ آگیا اور وہ دیوار پر لٹکی ہوئی تصویر کی طرف
دیکھنے لگا۔ ڈاکٹر سیفر نے مسکرا کر کہا۔
"جو کچھ بھی ہو رہا ہے پہلے سے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ہو رہا ہے۔"
"کیا آپ کو اس کا علم تھا کہ موسیٰ اطہر صاحب میرے حقیقی چچا ہیں۔؟"
"ہاں ۔۔ مجھے موسیٰ اطہر کے متعلق معلوم تھا کہ وہ ہندستانی ہیں
اور ان ۔۔ کے ایک بھائی ہندستان میں ہیں ۔۔" ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو
سمجھاتے ہوئے کہا۔" اور جب میں تمہارے متعلق معلومات فراہم کر رہا
تھا تو مجھ کو اس کا علم بھی ہو گیا کہ تم ان کے بھتیجے ہو اور ۔۔ اور ۔۔"
وہ مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

"۔۔ اور ۔۔ آپ اور کیا کہنا چاہتے تھے ۔۔؟"
"۔۔ اور یہ کہ تمہارے والد کی دلی تمنا تھی کہ تمہاری شادی تمہارے
چچا کی لڑکی سے ہو ۔۔ وہ بیروت میں نجمہ کو دیکھ چکے تھے ۔۔ آج انھوں
نے مجھ سے بھی یہی کہا ہے کہ یہی انکی دلی تمنا تھی ۔۔"
مقصود نے سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"قدرت تم کو نواز رہی ہے۔ تم کو باری تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔"
مقصود اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ ڈاکٹر سیفر نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"تجھ صرف تمھارے ہی ساتھ خوش رہ سکتی ہے۔ اور اگر تم کسی کے ساتھ خوش رہ سکتے ہو تو وہ تجھ ہے۔"

ڈاکٹر مقصود نے اس کو استفسارانہ نظروں سے دیکھا۔

"ہاں۔ پوچھو۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "تم کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟"

"کیا کرہ ارض کا انسان بھی اس حد تک ترقی کر سکے گا کہ فوق البشر ہو جائے۔"

"کیا واقعی تم سنجیدگی کے ساتھ دریافت کر رہے ہو۔؟"

"جی ہاں ——"

ڈاکٹر سیفر نے کہا۔ "اس کا انحصار اس کے ظرف پر ہے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا۔" مقصود نے ڈاکٹر سیفر سے کہا۔

"کرہ فوزان کے انسان بھی کبھی میری اور تمھاری طرح تھے۔" ڈاکٹر سیفر نے مقصود کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ "لیکن انکے ظرف میں اتنی وسعت نہیں تھی۔ وہ بہک گئے۔ اور ایسا بہکے کہ دائرہ انسانیت سے نکل کر ایک عجیب مخلوق بن گئے تم ان کو دیکھ چکے ہو۔"

"کرہ ارض کے انسان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔؟"

"وہ ترقی کی راہ پر گامزن ضرور ہے لیکن تباہی اور بربادی کی طرف جا رہا ہے۔ اسنے وہی راستہ اختیار کیا ہے جس پر چل کر فوزانی انسان سے درندے ہو گئے۔

کرہ ارض کے انسان کا رجحان بجائے تعمیر سے زیادہ تخریب کی طرف ہے۔ اسلئے جوہر مفردہ کی قوت برانگیختہ کرنیکا راز معلوم کر کے اسکو سب سے پہلے انسان کے خلاف استعمال کیا۔ اسکی ہر نئی دریافت تخریب کا پہلو لئے ہوتی ہے۔ تم اپنی دنیا کے حالات سے مجھ سے زیادہ واقف ہو۔"

مقصود نے سر جھکا لیا۔ ڈاکٹر سیفر نے چند سکنڈ بعد کہا۔

"۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ایسا ہی ہو۔ ترقی کیساتھ کچھ رجعت پسند طاقتیں بھی سرگرم ہیں۔ اور اعتدال پسند ان دونوں انتہا پسندوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"کیا ان کی اصلاح ہو سکتی ہے ۔۔؟"

"بہت آسانی کیساتھ ۔ ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" میں اس سلسلے میں تم سے کل گفتگو کرونگا۔ تمنے کرہ عفاق کو تباہی اور بربادی سے بچایا ہے۔ میں کرہ ارض کے انسان کو صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کرونگا۔"

دوسرے کمرے میں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔

"کون ہو سکتا ہے یہ ۔۔" اسنے اٹھتے ہوئے کہا" یہ میرا نجی ٹیلیفون ہے۔"

وہ اٹھ کر کمرے میں چلا گیا اور دس منٹ بعد واپس آکر کہا۔

" نجمہ نے کسی دوکان سے ٹیلیفون کیا ہے۔ اس کے ساتھ تمہارے والدین بھی ہیں ۔۔ وہ تمکو بلا رہی ہے ۔"

" میں ان کو بازار میں کہاں تلاش کرتا پھروں گا ۔"

" ایک گھنٹہ بعد وہ لوگ نئے چوک میں فوارے کے پاس ملیں گے۔"

"میں بھی چلونگا۔ نجمہ نے مجھکو اور موسیٰ اطہر کو بھی بلایا ہے۔ غالباً تمہارے والدین تحفے اور تحائف خرید رہے ہیں۔"

وہ مقصود کے ساتھ باہر آگیا اور دونوں باتیں کرتے ہوئے پورٹیکو میں پہنچ گئے فوارے کے پاس موسیٰ اطہر کھڑے ہوئے ایک معمر ایرانی سے باتیں کر رہے تھے ڈاکٹر سیفر نے ان کو بلا کر کہا۔

"نجمہ نے کسی ضرورت سے ہم لوگوں کو نئے چوک میں بلایا ہے۔"

"کیا آپ چلیں گے۔؟" موسیٰ اطہر نے متعجبانہ لہجہ میں دریافت کیا۔

"نجمہ نے بلایا ہے۔ ضرور جاؤنگا۔"

وہ مسکرایا۔ موسیٰ اطہر نے شوفر کو بلا کر کار لانے کی ہدایت کی اور کچھ دیر بعد وہ تبریزیہ کی سمت روانہ ہوگئے۔

وہ سب آٹھ بجے شب کو واپس ہوئے۔ کھانے کے بعد مقصود کی دادی اور نجمہ خوابگاہ میں چلی گئیں۔ ڈاکٹر سیفر مقصود منصور اور موسیٰ اطہر سے بہت دیر تک باتیں کرتا رہا۔ انکی گفتگو کا موضوع کرہ ارض کے ترقی یافتہ ممالک کا تمدن اور ان کی معاشرت تھی۔ دوران گفتگو میں ڈاکٹر سیفر نے کہا۔

"کرہ ارض کا متمدن اور ترقی یافتہ انسان عورت کو اس کا مناسب درجہ نہیں دے سکا ہے۔ بعض اقوام نے اس کو کھلونا سمجھ لیا ہے بعض افزائش نسل کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اسی دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں

جو اس کو مویشیوں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔"
منصور نے کہا۔" اسلام نے عورت کو جو درجہ دیا ہے اسکے متعلق آپ کا کیا خیال ہے۔؟"

"اسلام دین فطرت ہے۔" ڈاکٹر سیفر نے کہا۔" اگر کرہ ارض کا انسان ان سادہ اصولوں کو اپنا لے تو وہ کائنات پر چھا سکتا ہے۔" نصف گھنٹہ تک اسی موضوع پر تبادلہ خیال ہونے کے بعد سب اپنی اپنی خوابگاہ میں چلے گئے۔ دوسرے روز ڈاکٹر سیفر کے مددگاروں اور عملے کے افراد نے اس محل کو دولہن کی طرح آراستہ کیا اور تیسرے روز دس بجے صبح سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا۔ ساڑھے دس بجے ڈاکٹر اسد۔ پریم۔ ڈاکٹر بوس اور چند دیگر ہندستانی سائنسداں بھی ایک طیارے کے ذریعہ آگئے اور گیارہ بجے مقصود سے نجمہ کا نکاح ہو گیا۔

ایک بجے مہانوں کو کھانا کھلایا گیا اور سہ پہر کی چائے پی کر مقامی مہمان رخصت ہو گئے۔ شام کو ڈاکٹر سیفر نے ہندستانی سائنسدانوں کو اپنا معمل دکھایا گیا اور علی اکبر اور سلیم رضا کو ڈاکٹر اسد کے سپرد کر دیا۔
دوسرے روز ڈاکٹر مقصود کی طرف سے دعوت ولیمہ ہوئی۔ مقامی مہمانوں کے جانے کے بعد ڈاکٹر سیفر نے نجمہ اور مقصود کو اپنے کمرے میں بلاکر دونوں کے سروں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
"میں نے تم دونوں کو ایک ایک تحفہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ نجمہ میری

بیٹا ـــــ اور مقصود میاں ـ !" اس نے مقصود کی طرف دیکھ کر اس
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا " تمہارے لئے میرا یادگار تحفہ نجمہ ہے۔"
دونوں نے اسکی طرف دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا لیکن اس کی آنکھیں ڈبڈبائی
ہوئی تھیں۔ نگاہیں چار ہوتے ہی نجمہ دوڑ کر اس سے لپٹ گئی اور سسکیاں
لینے لگی۔ ڈاکٹر سیفر نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

" نجمہ میری بچی ـ یہ خوش ہونے کا موقع ہے۔"

" آپ آج ہی جا رہے ہیں " نجمہ نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

" میں بہت جلد واپس آؤنگا " ڈاکٹر سیفر نے اسکو سمجھاتے ہوئے کہا۔

وہ اسی روز سہ پہر کو اپنی اڑن طشتری میں بیٹھ کر فضائے بسیط کی
نیلگوں وسعتوں میں غائب ہو گیا۔

خان محبوب طرزی

لکھنؤ۔ ۲۹ فروری سنہ ۱۹۵۶ء

Best novel for reading



